ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

شیریں مقال رشید زبان بلیغ بیان فصیح بیان عندلیب جناب مولانا محمد رستم علیخاں ادیب

دیوان مرغوب ۱۳۱۹ھ

دیوان ادیب

سخن محبوب ۱۳۱۹ھ

بحفظ جملہ حقوق تصنیف وطبع بکمال حسن وخوبی حاجی محمد تیغ بہادر کے اہتمام

مطبع انوار محمدی واقع لکھنؤ میں چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مین خالق کی وہ مطلع پڑھون نور کا
جسکے جلوے سے ہو روشن رخ شب دیجور کا

وصف لکھنا اوسکے جلوے کا ہی منظور نظر
روشنائی مین ہو کاجل دود شمع طور کا

چشم بینا چاہیے روشن ہین سب کون و مکان
جسطرف دیکھو ادھر جلوہ ہی اوسکے نور کا

وصف لکھے ہین تجلی رخ پر نور کے
میرے خامے مین ہی عالم شاخ نخل طور کا

کیا کشاکش مین کہا انا الحق ہی ادب
دشمن جان ہو گیا لفظ انا منصور کا

٢

نہ ڈر عصیان سے ہین ہلکا نہین نار جہنم کا
کہ آخر نام ہی غفار بھی خلاق عالم کا

تماشاگاہ عالم گھر بنا ہی عشرت و غم کا
کہین نغمہ ہی شادی کا کہین ہی شور ماتم کا

نہ ہے وہ سر کہ سودا جسمین ہو گیسوے پرخم کا
خوشا وہ خانۂ دل جو کہ مسکن ہو سکے غم کا

مگر گریان ہی گل کی خندۂ حسن دو روزہ پر
نہین بیوجہ باغ دہر مین رونا ہی شبنم کا

ہماری سخت جانی سے چلی مقتل مین تیز ایسی
کہ دم چڑھنے لگا قاتل کی شمشیر قضا دم کا

ہم آب شرم عصیان سے بجھا کر خاک کردین گے
اگر تردامنی ہی خوف کیا نار جہنم کا

تو اگر جلوہ فرما آپ ہوگا خانۂ تن مین
ستارہ خفتہ بختون کا جوا ہی خورشید رو چمکا

فلک پر ہوتا ہان کھینچتا ہی جذبۂ دل سے
بڑھایا خاکساری کی بدولت رتبہ شبنم کا

ہمین انگارون کا اک ڈھیر ہا اک خرمن گل ہی
نہو دل خوش تو باب گلستان ہی در جہنم کا

وہان گور سے ہر وقت یہ آواز آتی ہی
یہی گوشہ ہی آخر کار مسکن سارے عالم کا

لبون پر دم ہی شوق دید مین پتھرا گئین آنکھین
ترا بیمار رہی مہمان اے عیسی کوئی دم کا

وہ مہر رقص اے پری کیون نیم بسمل اہل محفل ہین
اثر ہر تال مین معلوم ہوتا ہی ہمین سم کا

ابھی زاد سفر کی غافلو تدبیر لازم ہی
نہ کچھ بن آئیگا یک قضا جس وقت آدھمکا

حباب آسا فلک معلوم ہوتے نگے بحر عالم مین
اوٹھیگا جس گھڑی طوفان اپنی چشم پرنم کا

پیا اک گھونٹ جسنے پھر نہ مانگا خضر تک پانی
اثر ہی قاتل عالم ہی آب تیغ مین سم کا

ہزارون عاشقون کے دلکو لٹکا لیتی ہی لٹ مین
یہ اک لٹکا ہی ادنی سا ترکی زلف پرخم کا

ابھی تک ہفت قلزم موجزن ہین سارے عالم مین
گرا تھا قطرۂ اشک ایک میری چشم پرنم کا

عدو کے بھی ٹپک پڑتے ہین آنسو دیکھکر صورت
بنایا ہی فراق یار نے پتلا مجھے غم کا

ہوا اک دم مین بیڑا پار اوسکا بحر ہستی سے
جو اوترا گھاٹ اے قاتل تری تیغ قضا دم کا

کلیجا منھ کو آتا ہی خیال آتا ہی جب اے دل
وہ باہم یاد کرنا بعد مرگ احباب ہمدم کا

بھایا دانۂ گندم کا کرکے خلد سے نکلے
سبب تری آنا ہوا دنیا مین آدم کا

وہ ہین غم دوست اسیر بھی نہ حاصل ہو اسیری
اگر ملجائے ہمکو یک بیک غم سارے عالم کا

مسخر سارے عالم کو کیا ہی جھک کے ملنے نے
قد پرخم مرا حلقہ بنا ہی جم کی خاتم کا

لبون پر جان آجاتی ہی جس دم یاد آتا ہی
اکیلا چھوڑ جانا قبر مین یاران ہمدم کا

ہوئے بے کھٹکے ہم کیسے ادیب اپنے گناہون سے
سنا غفار ہم نے نام جب خلاق عالم کا

تپ فرقت مین زور ایسا ہی اپنی ناتوانی کا
کہ آمد شد نفس کی [illegible] گرانی کا

دم گریہ نہ پوچھو حال اشکون کی روانی کا
جدھر دیکھا ودھر عالم نظر آتا ہی پانی کا

یہ سیدھا راستہ بیشک ہی ملک جاودانی کا
عدم کا پل ہی خم قاتل کی تیغ اصفہانی کا

بگڑنے کو بنایا ہی نتیجہ زندگانی کا
تن خاکی بشر کا ہی گھروندا دار فانی کا

مرے ہر موے تن پر ہی شعاع مہر کا عالم
تصور جب سے ہی اک چہرۂ خورشید ثانی کا

بڑھاپے مین تو ای پیر فلک یہ ظلم کرتا ہی
غضب ہوگا کہ جب ہوگا ترا عالم جوانی کا

نہو صحبت مجھے ای ساقی ایسا سرخ بادہ ہو
جو بے تیرے پیون قطرہ شراب ارغوانی کا

مگر ہی دم بخود ساقی میکش کے تصور مین
کھلا اب حال ہم کو شیشے کی پنبہ دہانی کا

خوشامد سے بھی وہ ہوتے ہین برہم کیا قیامت ہی
پڑا ہون پانون پر لیکن ہی دھڑکا سرگرانی کا

اگر اپنے دل و جان کی عوض لیجائے سستی ہی
نہ پوچھو حال کچھ جنس محبت کی گرانی کا

رہ جور و ستم مین گرم رو رہتا ہی روز و شب
فلک پر شک نہو کس طرح کشتی دخانی کا

کیا تیغ تبسم سے جو ہم کو قتل قاتل نے
ہی عالم کھیت پر کشتون کے کشت زعفرانی کا

ہوا بحر غزل پر ہم کو بحر آب کا دھوکا
لکھا اشعار مین جب حال اشکون کی روانی کا

قدم رنجہ کیا مجھ ذرۂ بے قدر کے گھر پر
بیان کس منہ سے ہوا ای مہر تیری مہربانی کا

خیال آمد پیری سے ایسی چوکڑی بھولی
ہرن نشہ ہوا عین جوانی مین جوانی کا

خضر کو جاودانی عمر سے کیا زیست کی لذت
مزہ ہم مرنے والون کو ہی اپنی زندگانی کا

نہین آتے وہ آغوش تصور مین کسی صورت
نزاکت کو ملا جسدن سے عہدہ پاسبانی کا

تصور آتشین رخسار جانان کا ہی رونے مین
عجب یہ ساتھ دیکھا آج ہم نے آگ پانی کا

لبون پہ جان کا آنا ہی جانا سیکڑون منزل
تری فرقت مین ہی یہ حال اپنی ناتوانی کا

جو ہی کام آج کرنے کا نہ چھوڑو اوسکو تم کل پر
بھروسا کچھ نہین ای غافلو اس زندگانی کا

ہماری جان بچنے کو کہین ہی زہر سے بڑھکر
لب جان بخش کو چشمہ ہی آب زندگانی کا

نہین ہی تاب موسی کی جو دیکھین جلوہ رخ کو
عیان ہی مصحف عارض سے آیہ لن ترانی کا

ہوا ثابت کہ ہی مہر درخشان برج آبی مین
پڑا پانی مین جب عکس اوس رخ خورشید ثانی کا

گیا کوئی کوئی جاتا ہی کوئی جانے والا ہی
تماشا ہی یہی ہر روز اہل دار فانی کا

ہماری سخت جانی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
دم آیا ناک مین قاتل کی تیغ اصفہانی کا

جو فرماتے ہو سب سچ ہی مگر ای حضرت ناصح
نہین کچھ سوجھتا اندھے ہین نشہ ہی جوانی کا

بھلا ہو موت کا ٹھہرا ہی آنا اونکا مرقد پر
نہ وہ تا زیست آئین گے برا ہو زندگانی کا

اٹھا کرتا ہی درد ایسا کہ دل ہی بیٹھ جاتا ہی
خیال آتا ہی ہم کو جب تری اوٹھتی جوانی کا

پیے جو زندہ جاوید مثل خضر کیا حاصل
محبت مین تری مرنا مزہ ہی زندگانی کا

پڑے ہین پانون پر اوسکے اسی مین سربلندی ہی
قدم سے سر نہین اوٹھتا بھلا ہو ناتوانی کا

محبت مین لب جان بخش کے یہ سیر چشمی ہی
کہ مر کر بھی نہین طالب ہون آب زندگانی کا

۴ ادیب اونکے دہان تنگ کی جب سے صفت لکھی
زمانے مین ہوا شہرہ ہماری غیب دانی کا ۲۳

گل فردوس بلبل ہی ترے عارض کے گلشن کا
چراغ طور پروانہ ہی شمع روے روشن کا

ہماری ناتوانی کے سبب یہ بوجھ ہی تن کا
کہ منکا اپنی گردن کا ہوا ہی سیکڑون من کا

چھپایا جب رخ پرنور فرط شرم سے اونسنے
ہوا اشک روان سے نور پر چراغ زیر دامن کا

تن خاکی کو اپنے ڈھیر مٹی کا سمجھتے ہین
رہا کرتا ہی ایسا ہمکو ہر دم دھیان مدفن کا

گلستان بنگیا ہی دل مرا داغون کی کثرت سے
کیا کرتا ہون مین گھر بیٹھکر نظارہ گلشن کا

تہہ و بالا زمین و آسمان ہوں / جو دل تڑپے تہِ مدفن کسی کا

دکھا نالوں نے دل اونکا تو بولے / عجب پُر درد ہی شیون کسی کا

جنوں خیز اونکی جو زلفیں نہوتیں / نہوتا چاک پیراہن کسی کا

نمانونگا تجھے اے دستِ وحشت / اگر ثابت رہا دامن کسی کا

گل و لالہ جنوں خنداں ہیں دائم / مگر ہی بیخزاں گلشن کسی کا

دلِ پُر داغ ہیں اکر وہ بولے / عجب دلچسپ ہی گلشن کسی کا

ہوا روشن کہ نکلا ماہِ تاباں / جو رخ سے ہٹگیا دامن کسی کا

دمِ قتل اسنے جو کھالے ہیں تا دم / لہو میں بھر گیا دامن کسی کا

لحد میں سن کے جاگ اوٹھتے ہیں مردے / صدائے صور ہی شیون کسی کا

ابھی دم بھر میں دریا موجزن ہو / نچوڑا جائے جو دامن کسی کا

کہا سب نے کہ ہی فانوس میں شمع / جو دیکھا رخ تہہِ دامن کسی کا

ہوا نظروں سے غائب دیکھتے ہی / چھلاوا تھا مگر جوبن کسی کا

سراپا بنگیا سروِ چراغاں / فروزاں ہی پئے داغ تن کسی کا

ٹپکتے ہیں فرطِ غم سے آنسو / اگر سنتا ہوں میں شیون کسی کا

اور ہینگی دھجیاں جوشِ جنوں میں / جو پونہچا ہاتھ تا دامن کسی کا

جنوں میں خانۂ زنجیر ہی گھر / نہیں اسکے سوا مسکن کسی کا

لباس ماتمی کیوں تونے پہنا / مگر ہی سوگ ای سوسن کسی کا

۳۲

ادیب اک وہ نہیں سب مرثیہ والے / کسی پر ہی عبث شیون کسی کا

نور باطن کو نظر کیا پڑے جلوا اون کا
دیکھتا ہو اونھین ہر شی مین تماشا اون کا

خانۂ دل مین جو ہر سمت ہی جلوا اون کا
ہم کو گھر بیٹھے میسر ہی تماشا اون کا

کہتے ہین سرو روان جو قد بالا کو ترے
قول بالا کرے اللہ تعالے اون کا

سارے عالم کے حسینون مین ہوئی یہ شہرت
گڑ گیا حسن کی اقلیم مین جھنڈا اون کا

عشق ہین سیم تنون سے کے یہ ہوئی استغنا
مال کو مال سمجھتا نہین شیدا اون کا

ایسی حیرت ہو کہ سکتے مین ہون مثل تصویر
دیکھلین مانی و بہزاد جو نقشا اون کا

وہ بلا زلفین ہین جو دیکھے اوسے سودا ہو
تنکے پچھنے لگے جب پڑے سایا اون کا

زاہد و آئے بتون مین نظر اک شان خدا
میری آنکھون سے اگر دیکھو تماشا اون کا

موے سر غیرت سنبل کف پا غیرت گل
رشک گلہاے گلستان ہی سراپا اون کا

تیری زلفین ہین وہ دلکش جو ہوس ملنے کی امید
آپ کو بیچ کے ہم مول لین سودا اون کا

سامنے منھ نہ خجالت سے کرے ساری عمر
آئنہ دیکھے اگر روے مصفا اون کا

آنکھ عشاق کی جبدن سے لگی ہی تمسے
ہو گیا خواب با وسی وتے سونا اون کا

لڑے ہر بات مین غیرونکی طرف سے ہم سے
آج وہ آئے تھے پہنے ہوئے جاما اون کا

رات دن بھیجتے ہین نامہ و قاصد عشاق
پھر نہ آئے خط جانان تو یہ لکھا اون کا

خضر خال کا ہی عشق جنھین مد نظر
آجکل خوب چمکتا ہی ستارا اون کا

قلزم عشق مین کیونکر نہ لگائین غوطے
آشنا ہم ہین یہ حسن ہی دریا اون کا

چشم دل سے جو تجھے دیکھتے ہین اے خوش چشم
مردم دیدۂ بینا ہی سویدا اون کا

سارے عالم مین نکیون دھوم مچے نالونکی
بام پر عرش کے بجتا ہی جو ڈنکا اون کا

لب جان بخش کے اک دن تو دکھا و اعجاز
ایک مدت سے ہی بیمار مسیحا اون کا

نالہ داروں کو ہی لازم کہ کھائین کھائین
جب نہ کام آئے تو کس کام کا پیادون کا

لڑک کہنے لگے خورشید قیامت نکلا
رخ پر نور جو پردے سے ہوا وا اون کا

کل جو آئی کبھی کروٹ یہ رہی بیتابی
وہیان سوتے مین ہمین جب کبھی آیا اون کا

کرسے قاتل مین نہ غیر آئین ہمارے ہوتے
ورنہ خون ایک کرین گے ابھی پیاداون کا

جھکے ولیین ہو صنم نام خدا کا لب پر
قائل اے شیخ نہو گا کبھی بندا اون کا

دیکھتے ہین رخ روشن کو جو چشم دل سے
خال رخسار تمہارا ہی سویدا اون کا

کیون نہ بے مثل کہین صفحہ ہستی پر ہم
دست قدرت نے بنایا ہی جو پتلا اون کا

آگے ابرو کے ہین ہم سربسجدے مین
غیر ہون سامنے دیکھین تو کلیجا اون کا

جو کہ بیمار تپ ہجر ہین ای رشک مسیح
کون ہی تیرے سوا پوچھنے والا اون کا

تیرے دیدار کا یہ شوق ہی مشتاقون کو
بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا اون کا

خار دیتا ہی بہت یاد جب آجاتا ہی
خندہ گل کی روش ہمسے وہ ہنسنا اون کا

اور گلزار مین جام مئی گلگون پیکر
فرط شادی سے وہ پھولے نسمانا اون کا

٨
ہم ہین ملک ہی مین خوش اہل دول سے کیا کام
ای ادیب اون کو مبارک ہو دوشالا اون کا
٣٣

خوشا وہ آنکھ جو منہ دیکھے خوش جمالون کا
نہ پوچھے وہ سر جسے سودا ہوا اون کے بالون کا

بڑھا یہ شوق ترے غم کے کھانیوالون کا
کہ اک نوالہ کیا سیکڑون نوالون کا

ہمین ہوا ہی جو سودا کسی کے بالون کا
مدام قید ہی جنجال ہی وبالون کا

زیادہ قرب جو ہی مشکبو بالون کا
سوگند فیض سے سونا ہوا ہی بالون کا

سنین جو شور مرے دردناک نالون کا
تو پاش پاش کلیجا ہو سنّے والون کا

فلک کے دوش سے اوٹھے ہین نا یون جاکر
جو پھینکے کاٹ کے اوس رشک ماہ نے ناخن
ہوا وہ شور کہ گونج اوٹھے گنبد گردان
بھرا ہوا دل پر غم جو دیکھا خط سبز
تمہارے گیسوی پیچان کا عشق مشکل ہی
جو تھا فروغ پر اختر نصیب کا کچھ کچھ
فراق یار مین یہ زور ناتوانی ہی
نہ کام آئے یہ پوست کھسل پڑین اوپر
جو آبرو سے ملین سب کے کیسکی منت کے
پچھلتا ہی شوق سے آہین ہمت لٹ دھاری
حباب وار ہوے نیست بحر ہستی مین
نہین ہی زیست کا حظ عمر جاودانی مین
ہوے ہین کیون لب لعلین یار صم و بکم
ہر ایک بات مین کرتے ہو لا جواب یہان
سپہر کو توڑ کے سینے کے پار صاف ہوا
وہ رشک گل جو چمن مین گیا پے گلگشت
شب وصال ہی آواز صور حشر مجھے
ہین اہل شوق کے یہ جمع مردم دیدہ
ہو لطف تیری محبت کی راہ چلنے مین

غضب کا طول ہوا اوس بت کے سر کے بالون کا
گمان صاف ہر اک کو ہوا ہلالون کا
بجا جو خلق مین ڈنکا ہہا رے نالون کا
کہا ہر ایک سے نے یہ تقریہ ہی بالون کا
نہین شک اسمین کھلا نا ہی سہل کالون کا
ہمین نظارہ ہوا خال خال خالون کا
کہ ہو نٹون تک بھی ہی آنا محال نالون کا
اگر نظارہ ہوا اوس بت کے چکنے گالون کا
ہوا دن چھونٹ مین مزہ موتی کے ترالون کا
فقیر چو ٹی کا بھی پا لکا ہی بالون کا
مآل کار یہ تھا سر اوٹھانے والون کا
خوشا نصیب ہی اے خضر مرنے والون کا
مبارکی کا سبب بولنا ہی لالون کا
جواب حشر مین دینا مرے سوالون کا
تمھارے تیر مژہ مین ہی توڑ بھالون کا
نہال باغ مین دل ہو گیا نہالون کا
یہ شور و غل نہین مرغ سحر کے نالون کا
نہین ہجوم ہی رخ پر تمھارے خالون کا
خلش جو خار کی ہو ٹوٹنا ہو چھالون کا

وہ بادہ کش ہین کہ اک دم مین خم چڑھا جاتے ہین ۔ ہماری بزم مین کیا کام ہے شیشے کے پیالون کا
وہ ہل گیا دل نازک کہ دوڑے آئے آپ ۔ اثر حضور نے دیکھا ہمارے نالون کا
دن اور رات کے نالون سے ایسے ہین بیچین ۔ کہ دم ہے ناک مین میرے محلے والون کا
وہ آئے گریہ کنان سوز دل کی تسکین کو ۔ سنا جو پھوٹ کے رونا ہمارے چھالون کا
تمہارے کوچے کے ہم اے بتان آتش چشم ۔ فقیر ہو گئے بستر ہے مرگچھالون کا
وہ پھنس گیا جسے چشمان مست سے دیکھا ۔ ہوا شکار آنکھون کے ڈورون بیچ اونکے جالون کا
قدم کا نقش بنا ہے بگڑ کے نقش وجود ۔ یہ دیکھ حال ہوا تیرے پامالون کا
جو ہمسے پوچھو تو اون آنکھون کا ہے کیا کہنا ۔ جنھین نظارہ میسر ہو خوش جمالون کا

۹

ادیب ایک سے ہی ایک دہر مین کامل
کوئی کسی سے نہ دعوا کرے کمالون کا

۳۲

عجز ہے ظلم سے بھی بڑھ کے ستمگارون کا ۔ سرنگون جان کے لینے کو ہے تلوارون کا
پار ہونے لگے بیڑا جو گنہگارون کا ۔ یا خدا جا کے گزر گھاٹ ہو تلوارون کا
ایک ہی دم مین کیا فیصلہ بیچارون کا ۔ اوسکے ابرو نے کیا کام وہ تلوارون کا
تونے پھندون مین تو پھانسا ہے مگر دھیان رہے ۔ بال بیکا نہوے اے زلف گرفتارون کا
دانت کھٹے کیے خنجر کے وہ جانباز ہین ۔ سخت جانی سے ہے دم ناک مین تلوارون کا
اونکے نیچے سے گزر جائے تو ہوجائے جنون ۔ پڑھکے سائے سے ہے سایہ تری دیوارون کا
دیکھ اے ترک نہ غصے مین چڑھا ابرو ۔ ہم سے کھچنا نہین اچھا تری تلوارون کا
تندرستون مین کسی دن نہوا اوسکا شمار ۔ طرز نرگس مین ہے بیشک ترے بیمارون کا
ہچکیان لگ گئین مہمان ہین کوئی دم کے ۔ اب دم آیا ہے لبون پر ترے بیمارون کا

بار سر سے جو سبک دوش ہوا بھی تو کیا
بار احسان ہی گران بار ستمگارون کا

اپنے ہاتون سے گلا کاٹکے مین قتل ہوا
دل کا دل ہی مین رہا شوق ستمگارون کا

نہین معلوم گزرتی ہی عدم مین کیونکر
حال آکر نہ کسی نے بھی کہا یارون کا

آشرش چھوڑکے سر قید مین مرجاتے ہین
دم جو گھٹتا ہی بہت تازہ گرفتارون کا

نہین معلوم بتا اے فلکِ بانیِ ظلم
رشتہ عمر بڑا کیون ہی ستمگارون کا

بیکسی کے بجز اپنا نہین کوئی یارب
تیری رحمت ہی وسیلہ ہی گنہگارون کا

پی کے مئی سیر دوعالم کی کیا کرتے ہین
جام جم سے بھی بڑا جام ہی میخوارون کا

چھوڑکر چلدیے سب اپنے پرائے افسوس
دیکھکر حال خراب آپ کے بیمارون کا

پانون پر ساقی میکش کے گرے جھوم کے ہم
کام مستی مین ہوا ایک یہ ہشیارون کا

کیا سنائی نہ پڑے مرقد مین نکیرین کی بات
شور و غل کان مین ابتک ہی عزادارون کا

چشم جانان کا تصور دلِ بیمار کو ہی
سینہ صاف شفاخانہ ہی بیمارون کا

شیخ صاحب نہ قریب آؤ اسی مین ہی خیر
دور ہی سے ہی سلام آپ کو میخوارون کا

رخِ گلرنگ سے اپنے جو اوٹھادین وہ نقاب
رنگ پھیکا نظر آنے لگے گلزارون کا

شور محشر کے کھڑے کان ہون وہ مجنون ہون
غل جو سن لے مری زنجیر کی جھنکارون کا

چشم میگون کا تصور مرے دلمین کیون ہی
خانہ کعبہ مین کیا کام ہی مےخوارون کا

خواب غفلت نے کیا ہی ہمین ایسا مدہوش
شور و غل سنتے نہین کوچ کے نقارون کا

دل دکھانا نہین کچھ بات ہی انکے آگے
کعبہ ڈھانا تو ہی اک کھیل دل آزارون کا

آتش حسن سے اوس گل کے چمن گلخن ہی
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہی انگارون کا

بیوفائی جسے کہتے ہین وہ اونکی ہی وفا
رحم بڑھکر ہی ستم سے بھی ستمگارون کا

غمِ ہجران نے کیا ہی یہ ضعیف و لاغر
تار ٹوٹا نہ کبھی آنسوؤن کے تارون کا

چاندنی کا نہ خدایا کہین ہو جاے خلل
دلِ زخمی کو تصور رہی جو مہ پارون کا

تیرِ مژگان کی خلش سے بچاے یارب
لطف دیتا ہی کھٹکنا ہی مجھے خارون کا

۱۰

ای ادیب اوٹھ گئے اِس بزم سے جسدن سے صفیر
جلسہ بے لطف اوسی روز سے ہی یارون کا

۲۲

دم لبون پر ہی تمنائی کا
آگیا ہی وقت مسیحائی کا

دیکھے عالم تری زیبائی کا
یہ نہین مُنھ ہی تماشائی کا

دہن تنگ کے کیا ہون اوصاف
ناطقہ بند ہی گویائی کا

سخت اندھیر مچا رکھا ہی
مُنھ ہو کالا شبِ تنہائی کا

زلفِ شبگون کا ہی سودا جبسے
شوق ہی بادیہ پیمائی کا

باتین کرتے ہین تصور سے ترے
ہم کو کیا خوف ہی تنہائی کا

قدِ بالا کا ہون جبسے شیدا
دل ہی گھر آفت بالائی کا

روز محشر سے کہین ہی بڑھکر
ایک اک دم شب تنہائی کا

کعبہ و دیر مین کیا ڈھونڈھین ہم
کیا ٹھکانا بتِ ہرجائی کا

یا الٰہی مین اوٹھاؤن کبتک
بارِ کوہِ غم تنہائی کا

اپنی بیتابی سے ہیہات
اوٹھ گیا پاؤن شکیبائی کا

آئینہ دیکھو تو باطل ہو ابھی
تم کو دعوا جو ہی یکتائی کا

نہ رہا صبر و خرد نے بھی ساتھ
دیکھو عالم مری تنہائی کا

مار گیسوے بتان کا چھونا
عاقلو کام ہی سودائی کا

دیکھکر جب اوسے آیا ہی — اک تماشا ہی تماشائی کا
نہوا سنگ در یار نصیب — بخت خفتہ ہی جبین سائی کا
آئینہ ہاتھ سے چھٹتا ہی نہین — شوق ایسا ہی خود آرائی کا
تیری تصویر سے باتین کرکے — غم غلط کرتے ہین تنہائی کا
ضعف سے بیٹھکے ہم اوٹھ نسکے — نہ چلا زور توانائی کا
ہجر مین پھوٹ کے رؤین ایسا — نہین نام آنکھو مین بینائی کا
ہی یہی درگہ خالق سے دعا — منہ نہ دیکھون شب تنہائی کا
۱۱ ننگ کو نام سمجھتے ہین ادیب — خوف کیا عشق مین رسوائی کا ۲۱

جس سے کہ کچھ بھلا نہین ہوتا عوام کا — ای منعمو وہ مال نہین کوڑی کام کا
چسکا پڑے ذرا جو مئے لالہ فام کا — زاہد کو ہوش ہو نہ حلال و حرام کا
دل کیون نہ سیر سے ہو شگفتہ عوام کا — کوئے بتان نمونہ ہی دار السلام کا
اے دل صبا سے بڑھکے نہین ہے پیامبر — اوس گل سے قصد ہو جو پیام و سلام کا
چاہیے جو مجھکو اوسکے غلامون کا ہون غلام — بندہ ہون دوستو مین محبت کے نام کا
سیر جہان سے سیر ہین ہم رند بادہ نوش — رتبہ ہی جام جم سے بلند اپنے جام کا
تم گنجفے مین مُہر کے وہ شاہ حسن ہو — بندہ ہی آفتاب تمھارے غلام کا
درد تپ فراق سے وہ بیقرار ہون — دکھتا ہی مجھکو دیکھکے دل خاص و عام کا
ہم جان نثار فرط مسرت سے مر گئے — اوس ترک سے جو حکم سنا قتل عام کا
چار آنکھین جس سے ہو گئین مخمور ہو گیا — ساقی کی چشم مست مین عالم ہی جام کا
دلکو تپ فراق کا ہو خوف کس طرح — تعویذ ہی گلے مین مرے اوسکے نام کا

وصف رخ صبیح مرا صبح کا ہی ورد
توصیف زلف یار وظیفہ ہی شام کا

کرتے ہو کعبۂ دل عاشق میں بدعتیں
پاس ادب بتو نہیں بیت الحرام کا

تیوری چڑھا کے منھ کو بنا کے نہ دو سزا
مشتاق میں ہوں دست محبت کے جام کا

جب سے ہوا ہوں زخمی تیغ فراق یار
دیکھا کبھی نہ زخم نے منھ التیام کا

میری طرح ہو وہ بھی کسی پر فریفتہ
طالب نہیں ہوں یار سے انتقام کا

وہ رشک ماہ آج مرے گھر ہی جلوہ گر
کیونکر نہ عرش پر ہو دماغ اپنے بام کا

زلفوں کو اوسکی دیکھکے دل ہو گیا مقیم
ٹھہرا مسافر آ کے ہوا وقت شام کا

ساقی کے جاتے ہی ہوئی برہم یہ بزم مے
شیشے کا ہی نشان پتا ہی نہ جام کا

اک وقت کھا کے کیوں کریں وقت دگر کی فکر
جسنے دیا ہی صبح وہ رازق ہی شام کا

۱۲ باغ جنان کو جب سے کہ نادر گئے ادیب
عاشق نہیں رہا کوئی حسن کلام کا ۲۳

زار یہ عشق میاں میں تن لاغر ہوگا
کمر یار سے کم بال برابر ہوگا

جو ترے دام میں اے زلف معنبر ہوگا
قید عالم سے وہ آزاد سراسر ہوگا

تیرہ بختوں کی جو تقدیر کا اختر ہوگا
دیکھنا خال وہی روے زمیں پر ہوگا

بن کے دُر تاکہ کرے حلقہ بگوشی تیری
بحر آب گہر اک قطرہ سمٹ کر ہوگا

جلوہ فرما کسی دن آکے جو ہوگا وہ مہر
گھر مرا منزل خورشید منور ہوگا

دھوم ہو جائیگی خورشید قیامت نکلا
وا جو زلفوں سے ترا روے منور ہوگا

آتش عشق کے مضمون لکھے ہیں خط میں
بے پر و بال مرا جل کے کبوتر ہوگا

جو قناعت کی گرہ باندھیں گے مثل گوہر
آب و دانہ اونھیں گھر بیٹھے میسر ہوگا

سبزۂ خط کا اگر رنگ لگیگا کچھ بھی
آئینہ روے مصفا کا مکدر ہوگا

بیت ابرو کی تری یاد رہیگی دلمین
مصرعۂ قامت موزون مرے لب پہ ہوگا

تلخ ہر بات تری مجھکو لگے گی میٹھی
اور لب مین مزۂ قند مکرر ہوگا

عشق قامت ہی بس مرگ بجاے سبزہ
خاک سے قبر کی روئیدہ صنوبر ہوگا

وصف نامے مین جو ہوگا رخ روشن کا رقم
نقطۂ خط کا مرے خورشید منور ہوگا

سننے کو عارض گلگون کی صفت گلشن مین
ہر روش پر ہمہ تن گوش گل تر ہوگا

دود آہ دل پرسوز اگر اوٹھے گا
آسمان اور نیا روے زمین پر ہوگا

آمد گل کی خبر سنتے ہی ہر اک وحشی
مثل غلخانۂ زنجیر سے باہر ہوگا

مین جو عشق در دندان مین پڑھونگا تسبیح
دانۂ سبحہ ہر اک دانۂ گوہر ہوگا

پشت گردون نظر آئیگی مجھے روے زمین
اوج پر جب کبھی تقدیر کا اختر ہوگا

لکھنے نامے کو مرا شوق ہی اوڑجائیگا
خط کے لیجانیکو عنقا جو کبوتر ہوگا

وہ میکش ہون کہ مئی ہوگی مجھے آب حیات
لب جان بخش سے بڑھکر لب ساغر ہوگا

وہ ہون تنگ کی الفت مین ہون زار و نحیف
دیدۂ مور مین رہنے کو مرا گھر ہوگا

دل گریبان مین نہین ہی قد دلجو کا خیال
ایستادہ لب جو نخل صنوبر ہوگا

۱۳ عاشقانہ غزل اک اور بھی لکھتا ہون ادیب ۱۶
داد دیگا وہی جو صاحب جوہر ہوگا

بار احسان کا گران کوہ سے مجھپر ہوگا
بوجھ اک تنکے کا میرے لیے چھپر ہوگا

لکھتے لکھتے خط شوق اونکو یہ دفتر ہوگا
ڈاک خانے سے بھی گھر یار کا بڑھکر ہوگا

رنگ پان بار نزاکت سے لبون پر ہوگا
بوجھ مسّی کی دھڑی کا انھین من بھر ہوگا

بڑھکے کوثر ہی سے بھی بقدر جسکے تر ہوگا
وقت کا اپنے بلا ریب وہ بوذر ہوگا

ملک و جن و بشر سب ہین مطیع فرمان
حکم سے تیرے کبھی کوئی نہ باہر ہوگا

حرف رخصت کا تو سنتے ہی ہوا دل بیتاب
چین جانے سے تمہارے مجھے کیونکر ہوگا

ہین وہ میکش ہون کہ جب فصل بہار آئیگی
دوش پر مئی کا سبو ہاتھ مین ساغر ہوگا

وقت شب آج بھی وہ گل نہ اگر آئیگا
بستر خار مجھے فرش گل تر ہوگا

صدمۂ ہجر سے ایسا ہی اگر تڑپیگا
دل بیتاب مرا سینے سے باہر ہوگا

گل کو جو خار نزاکت سے سمجھتے ہین آج
اونکا کل بعد فنا خاک کا بستر ہوگا

چشم گریان کو نہ دیکھے کوئی چشم کم سے
جاری ان چشمون سے اک روز سمندر ہوگا

کیا ہی غم بند جو دربان در یار کرین
سر کو دیوار سے ٹکرائین گے جب در ہوگا

کیا بتائین کہ کہان رہتے ہین ہم خانہ بدوش
بیٹھ جائین گے جہان جاکے وہین گھر ہوگا

تیر دلدوز سے لگے گا تو بر آئیگی مراد
حسرت دل کے نکلنے کے لیے در ہوگا

بیٹھ جانے سے ترے ہوگی قیامت قائم
اور اوٹھنے سے بپا فتنۂ محشر ہوگا

۱۴

پائینگے خون جگر کھانیکی ہم داد ادیب
خوش اگر سن کے غزل کوئی سخنور ہوگا

۲۱

وقت گریہ جو خیال در دندان ہوگا
قطرۂ اشک مرا گوہر غلطان ہوگا

وا جو پردے سے ترا عارض تابان ہوگا
شرم سے مہر چراغ تہ دامان ہوگا

راہین پیچیدہ ہین گمراہ دل نادان ہوگا
کوچۂ زلف تجھے بھول بھلیان ہوگا

اپنی آنکھون مین اگر سرمۂ عرفان ہوگا
تو ہی ہر ذرے سے ہر سمت نمایان ہوگا

قید مین یاد اگر وہ گل خندان ہوگا
بڑھکے گلزار جنان سے مجھے زندان ہوگا

خون ہوگا جو اسی طرح تمناؤن کا
دل ویران مین مرے گنج شہیدان ہوگا

لب لعلین بتان کے جو لکھیگا اوصاف
وقت کا اپنے وہ یاقوت رقم خان ہوگا

ہنسکے وہ قاتل گلرو جو کریگا بسمل
زخم ہر ایک بدن پر گل خندان ہوگا

غم کی صورت وہ بنایا ہی مجھے فرقت نے
دوست تو دوست عدو دیکھکے گریان ہوگا

داغ دل ہونگے درخشان جو عدم مین اپنے
دیکھنا شہر خموشان مین چراغان ہوگا

ہم نہ سچ مانینگے پھر بھی کبھی اے وعدہ خلاف
وقت وعدہ تو اگر حامل قرآن ہوگا

برگ گل ہجر مین اوس گل کی ہیگا خنجر
باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہوگا

وصف مین عارض روشن کے لکھونگا جو غزل
مطلع نور مرا مطلع دیوان ہوگا

کھاکے دھوکا ترے عشاق گرینگے لاکھون
خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہوگا

ہڈیان اپنی کرین نذر جو ہمائی مین
شاد کیا پھر بھی نہ تو اے سگ جانان ہوگا

ایک اک زخم مرا حشر مین پیش داور
تیرے بیداد کے انصاف کا خواہان ہوگا

لائیگا جذبۂ دل کھینچکے اوسکو مرے پاس
صورت عمر روان گو وہ گریزان ہوگا

ہونگے دل اور جگر نذر پئے مہمانی
میرے سینے مین ترا تیر جو مہمان ہوگا

جنس ناکارہ وہ بازار جہان مین ہم ہین
جسکا طالب نہی کوئی نہ خواہان ہوگا

اوسکو طفلی مین فرشتون نے جو دیکھا تو کہا
یہ بشر مردمک دیدۂ انسان ہوگا

۱۵ — ۲۰

باغ مین اہل سخن مین ہمہ تن گوش ادیب
ذاکر بلبل ہند آج غزل خوان ہوگا

دیکھیے مصحف رخسار وہ کیسا ہوگا
ہاتھ سے اپنے خدا نے جسے لکھا ہوگا

وا جو پردے سے تمہارا رخ زیبا ہوگا
اے بتو قدرت خالق کا تماشا ہوگا

غسل اونکا پئے عشاق تماشا ہوگا
وہ نہائینگے تو میلا لب دریا ہوگا

زاہدو پھر نہ یہ سبحہ نہ مصلا ہوگا
سب کو بھولوگے اگر دھیان ادھر کا ہوگا

آج ہی کیون غم فردا کرین بیفائدہ ہم
کس کو معلوم ہی یہ بات کہ کل کیا ہوگا

دلکو ناصح جو نصیحت سے پکائینگے بہت
پک کے پھوڑا مرے سینے مین کلیجا ہوگا

اسکے باعث سے ہی اوس رشک مسیحا کی یاد
کیا برا ہی جو نہ درد جگر اچھا ہوگا

برگ گل خار سمجھتے ہین نزاکت سے جو آج
حیف کل فرش زمین پر اونھین سونا ہوگا

مین مینوش ہون جب می سے کرونگا توبہ
باغ ویران ہر اک میکدہ سونا ہوگا

زینت اہل جنون ہی یہ رہیگا تا زیست
طوق گردن مین مرے ہار گلے کا ہوگا

کھولنا عقدۂ تنگی دہن کا ہی محال
نکتہ بینون سے کہان حل یہ معما ہوگا

دلمین ہی یاد بتان نام خدا ہی لب پر
واعظو یہ کہین قرآن مین آیا ہوگا

دیکھنا تیغ کھینچا جو مرے قاتل نے
نیمجان کوئی پڑا کوئی سسکتا ہوگا

زندگانی کے مزے خضر بھلا کیا جانین
زیست کا لطف اونھین ہی جنھین مرنا ہوگا

کھولنا مہر لب یار کا کچھ بات نہین
بات کرنے مین ابھی قفل دہن وا ہوگا

دیکھکر روبرو آئینۂ روئے صافی
طوطی سبزۂ خط یار کا گویا ہوگا

یہ برا حال ہی فرقت مین کہ کہتے ہین طبیب
اچھون اچھون سے یہ بیمار نہ اچھا ہوگا

شرم آب دُر دندان سے تری اے یم حسن
صورت قطرہ سمٹ کر ابھی دریا ہوگا

گرمی عشق ہی ایسی کہ نہائینگے جو ہم
خشک مثل لب عاشق لب دریا ہوگا

اس زمین مین پڑھو کچھ اور بھی اشعار ادیب
قدردان بیٹھے ہین سب لطف سخن کا ہوگا

دست شفقت سے عطا اونکا جو چھلا ہوگا
ہاتھ بھر کا مرے سینے مین کلیجا ہوگا

جب کہا ہجر مین مضطر دل شیدا ہوگا
بولے جھنجھلا کے وہ چھوٹے کا کلیجا ہوگا

جو کہ اے یار تری خاک کف پا ہوگا
چشم خوبان جہان کا وہی سرما ہوگا

سبب آرام کا مٹی کا بچھونا ہوگا
سنگ مرقد ہی لحد مین مجھے تکیا ہوگا

چور زخمون سے ہی دل اونہین کہتے منہ سے
کسی جانباز کا ایسا ہی کلیجا ہوگا

وعدۂ وصل جو اے گل نہوا ایفا آج
بستر گل ہمین کانٹون کا بچھونا ہوگا

خار بنکر دل اغیار مین ہم کھٹکینگے
تن لاغر جو کبھی سوکھ کے کانٹا ہوگا

سیدھے آہین گے وہ اغیار سے ٹیڑھے ہوکر
بخت برگشتہ مرا جب کبھی سیدھا ہوگا

عشق مژگان صنم چاہیے بحر غم مین
ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہوگا

پڑھ نہ لوگون کے دکھانے کو نماز اے زاہد
داغ ماتھے کا ترے نیل کا ٹیکا ہوگا

زاہدو گنبد مدفن ہے تمہاری دستار
مردہ دل ہو مزۂ زیست تمہین کیا ہوگا

طائر ہوش اوڑے کیسے گا نا سنکر
نکر اوس شوخ کی آواز مین کھٹکا ہوگا

گھونٹ شربت کا اوسے جان کے ہم پی لینگے
سخن تلخ لبون سے ترے میٹھا ہوگا

عمر بھر رخ نکرونگا ترے کوسے کیطرف
دیکھنا دل لب شیرین سے جو چمٹا ہوگا

ہاتھ سے تیرے اگر ہونگے شہید اے قاتل
سر کے جانے کا نہ افسوس نہ دھڑکا ہوگا

یار خاطر نہ کبھی ہونگے عدو کو اپنے
ناتوانی سے تن زار یہ ہلکا ہوگا

ہون وہ بدقسمت اگر ڈوبنے کو جاؤنگا
ایک بیک چاہ ذقن یار کا اندھا ہوگا

عمر بھر مین بھی رقم ہو تو سمجھ جلد ہوا
کیا ترا وصف دہن منہ کا نوالا ہوگا

لب جان بخش کی الفت مین اگر لیگا جان
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہوگا

خلد مین جو نون آجائیگی یاد اوس قد کی
سایۂ جن و پری سایۂ طوبا ہوگا

رخ پر نور چھپاؤ گے اگر پردے مین
چار سُو سارے زمانے مین اندھیرا ہوگا

آرزو ہی کہ ملے بوسہ لب شیرین کا
اور کیا ملنے سے تیرے ہمین میٹھا ہوگا

آج کہتا ہون کہ کل ہوگی قیامت برپا
ابھی جھوٹا جو ترا وعدۂ فردا ہوگا

ہون یہ بیزار اودھر کو نہ پڑھونگا مین نماز
تیرے گھر کی طرف اے شوخ جو کعبا ہوگا

گل اگر عارض گلرنگ ہین تیرے اے گل
زلف شبرنگ دھوان آتش گل کا ہوگا

نالہ و آہ کرین گے ہم اگر فرقت مین
دیکھ لینا کہ زمانہ تہ و بالا ہوگا

سخت جانی کا برا ہو یہ خجالت ہی مجھے
صدمہ کچھ ہاتھ کو جلاد کے پونہچا ہوگا

ہون وہ غمدوست ملیگا جو مجھے کھانیکو
غم کونین مرا ایک نوالا ہوگا

۱۷

دست دلبر سے ابھی دل ہی کو روتا ہی ادیب
آج تو دل کو ہی کل آنکھون کو رونا ہوگا

۷

ہم بغل دم بھر جو وہ آرام جان ہوجائے گا
ہمکو حاصل عیش عمر جاودان ہوجائے گا

یاد ساقی بادہ نوشون کو رلائے گی ضرور
قہقہہ شیشے کا ہمکو ہچکیان ہوجائے گا

مجھکو سب شاعر کہین گے شاعر نازک خیال
جب غزل کے درمیان وصف میان ہوجائے گا

جب کمر کے عشق مین ہونگے نحیف و زار ہم
گھر ہمارا چشم مور ناتوان ہوجائے گا

طوق گردن ہجر مین ساقی کے ہوگا دور جام
موجۂ مے میکدہ مین بیڑیان ہوجائے گا

ہنسکے تم تیغ تبسم سے کروگے جن کو قتل
کھیت اون کشتون کا کشت زعفران ہوجائے گا

۱۸

کیون ڈرین ہم گرمئ خورشید محشر سے ادیب
دامن آل پیمبر سائبان ہوجائے گا

۴۳

جب ہمارا ہمر داغ عشق روشن ہو گیا
آفتاب حشر شمع زیر دامن ہو گیا

قلقل مینا ہوئی فرقت مین شیون سے سوا
دور ساغر گردش سنگ فلاخن ہو گیا

مین وہ میکش ہون ہوا جب میکشی سے دست کش
میکدہ سونا ہوا ویران گلشن ہو گیا

چار آنکھین ہو گئین جب اوس سراپا جو سے
دیدۂ اعمی مادرزاد روشن ہو گیا

مین ہوا انصاف کا خواہان تو کھینچا یار نے
ہاتھ میرا جب بڑھا کوتاہ دامن ہو گیا

اتنی توڑین نہ اہدون نے آکے اوس بت کے حضور
دانہ تسبیح کا جمع ایک خرمن ہو گیا

بتیان ہم نے بنائین پھاڑ کر دستار سر
پٹیون مین زخمون کے جب صرف دامن ہو گیا

فاتحہ پڑھنے جب آیا قبر پر وہ مہروش
ذرۂ خاک لحد خورشید روشن ہو گیا

غول پریون کے ہین ساتھ اوس شہسوار حسن کے
نقش جب سے پڑھکے نقش پاے توسن ہو گیا

گریۂ ہجر رخ روشن مین جب پونچھے سرشک
غیرت خط شعاعے تار دامن ہو گیا

پی شراب روح پرور جان تن مین آگئی
آب سے پھر چراغ زیست روغن ہو گیا

وحشت بیجائی جو کی سوداے زلف یار مین
جادۂ صحراے وحشت مار رہزن ہو گیا

روے انور کی صفت مین شعر جب ہمنے پڑھے
موے تن ہر ایک گویا شمع روشن ہو گیا

یاد مین مسّی کی غنچہ کم نہین پیکان سے
ہجر مین خنجر سے مجھے ہر برگ سوسن ہو گیا

رونے سے جاتا رہا سوز غبار دل مرا
دیدۂ تر سے مرے بیساکھ ساون ہو گیا

روتے روتے ہجر مین بیکار آنکھین ہو گئین
دیدۂ گریان مثال چشم روزن ہو گیا

کیا نزاکت ہی کہ وصل اوسکا ہوا جب خواب مین
نیل سے بوسون کے لب گلبرگ سوسن ہو گیا

لوگ بول اوٹھے سوا نیزے پر آیا آفتاب
بام پر پردے سے وا جب روے روشن ہو گیا

اونگلیان کیون اوٹھتی ہین جاتا ہون مین مجنون جدھر
کیا ہلال عید میرا طوق گردن ہو گیا

سختی جان نے جو رکھا ذبح سے محروم حلق
شرم سے غرق عرق مین تا بگردن ہوگیا

جب سے سودا ہی ہمین اوس گلبدن کی زلف کا
ہار گردن کا ہمارے طوق آہن ہوگیا

روے روشن وصل مین اوسنے چھپایا اسطرح
سدّ اسکندر ہمارے حق مین دامن ہوگیا

اونکی مستی کا جو لکھا وصف ہمنے ای ادیب
ہر ورق دیوان کا گلبرگ سوسن ہوگیا

بوریا جب بہر بستر مل گیا
سمجھے ہم تخت سکندر مل گیا

آکے مجھسے کیا وہ دلبر مل گیا
ذرّے سے خورشید خاور مل گیا

آفتاب حشر سے ہم کیون ڈرین
سایۂ دامان دلبر مل گیا

جوہری سمجھین گے اپنی آبرو
کان کا اونکے جو گوہر مل گیا

ہوگئے سیراب آب تیغ سے
حلق سے جسدم کہ خنجر مل گیا

بام پر چڑھکر کیا جب سامنا
ماہ سے وہ روے انور مل گیا

اوسکے کوچے مین ہوے ہین ہم مقیم
گلشن فردوس مین گھر مل گیا

ظلم سے ہمکو ملا کر خاک مین
سچ بتا کیا ای ستمگر مل گیا

زار یہ عشق کمر نے کر دیا
موے تن مین جسم لاغر مل گیا

سیم و زر کی کیون کرے وہ آرزو
جس کو نقد وصل دلبر مل گیا

شاد ہوکر کیون نہ شکر حق کرون
عید آکر وہ ستمگر مل گیا

زیر خنجر آرزو پوری ہوئی
دیکھنے کو وہ ستمگر مل گیا

آبرو خجلت سے مٹی ہوگئی
جب دُر دندان سے گوہر مل گیا

ہاتھ سے اپنا گلا کاٹین گے ہم
دست قاتل سے جو خنجر مل گیا

یا خدا یہ بھی بر آئے آرزو
دل بھی مل جائے جو دلبر مل گیا

یاد رخ مین جب غزل کی فکر کی
مطلع خورشید انور مل گیا

لے لیا بوسہ لب جان بخش کا
چشمۂ آب سکندر مل گیا

چشم وحدت جس گھڑی وا ہو گئی
دل مین اپنے ہی وہ دلبر مل گیا

آگیا دل مین مرے وہ بحر حسن
ایک قطرے مین سمٹ کر مل گیا

جذب دل کہتے ہین اسکو آئے آداب
آگے ہم سے خود وہ دلبر مل گیا

۳۰ ۲۸

صبح وصال شور قیامت مگر ہوا
آواز صور نالۂ مرغ سحر ہوا

اچھا نہ ہم سے کام کبھی عمر بھر ہوا
کہتے ہین جسکو عیب وہ اپنا ہنر ہوا

بے یار موت زیست ہوئی قبر گھر ہوا
کام نہنگ فرقت جانان مین در ہوا

کیونکر نہ مجھکو جان سے بڑھکر عزیز ہو
باعث تمہاری یاد کا داغ جگر ہوا

سب کو ہوا گمان تجلئ طور کا
بے پردہ بام پر جو وہ رشک قمر ہوا

رونے مین یاد جب لب رنگین کی آگئی
جاری ہماری آنکھون سے خون جگر ہوا

عنقا کی طرح اب کبھی آتا نہین نظر
مین لاغری مین یار کا موئے کمر ہوا

سر ہے وہی کہ جسمین ہو سودائے زلف یار
دل ہے وہی جو اسکی محبت کا گھر ہوا

دیکھی جو یار کی دُرِ دندان کی آب و تاب
بطن صدف مین شرم سے پنہان گہر ہوا

فرقت مین یاد آئی جو مژگان یار کی
ہر موئے جسم زار مرا نیشتر ہوا

یارب ہوا مین شیفتہ کیون زلف یار کا
بیٹھے بٹھائے کیا یہ مجھے درد سر ہوا

سب جوہری زمانے کے کرتے ہین آبرو
حلقہ بگوش یار کا جب سے گہر ہوا

موئے میان کی یاد مین رویا مین اسقدر
آب سرشک چشم مرے تا کمر ہوا

پیری ہی اب عبادت حق غافلو کرو | بیدار خواب سے ہو کہ وقت سحر ہوا
گلزار کائنات فنا کی دلیل ہی | میل رہ عدم مجھے ہر اک شجر ہوا
شکر خدا کہ یہ تو کہا مجھسے یار نے | مدت کے بعد کہیے تو آنا کدھر ہوا
چھلا لیا ہی اوسنے مگر اسنے نقد دل | دزد حنا سے بڑھکے یہ دزد نظر ہوا
اللہ رے شوق قتل کہ قاتل کے روبرو | حاضر مین اپنے سر سے کفن باندھکر ہوا
اوصاف شام زلف و صفات رخ صبیح | میرے لیے وظیفہ شام و سحر ہوا
پیکان چمن مین غنچے تو گل خار ہوگئے | خنجر فراق یار مین برگ شجر ہوا
بھونچال تھا کہ جنبش ابروے یار تھی | سارا زمانہ دم مین ادھر کا ادھر ہوا
گھر نے بیٹھے راہ ملک عدم کر رہے ہین طی | مانند شمع ہم کو وطن مین سفر ہوا
درکار ہم کو شمع نہین ہی شب وصال | پرنور اوسکے عارض روشن سے گھر ہوا
دریا مین جاکے جب کہ نہایا وہ رشک ماہ | ہر اک حباب بحر مین برج قمر ہوا
وہ خفتہ بخت ہون کہ نہ سرگشتگی گئی | جب پانؤن اپنے سو گئے دوران سر ہوا
ضعف ہی کہ پھر نہ اوٹھے مثل نقش پا | جا بیٹھے جس مقام پر اپنا وہ گھر ہوا
ای جسم زار تجھکو نہ لاغر کہین گے ہم | موے میان سے فرق اگر بال بھر ہوا

٢٥ | بیدار ای ادیب ہو غفلت کے خواب سے | پیری کے دن اب آگئے وقت سحر ہوا | ١٧

باغ مین اوس رشک گل کا شوق دید ایسا ہوا | مثل نرگس مین سراپا دیدہ بینا ہوا
بجز دم صحرا نوردی پانؤن مین چھالا ہوا | دشت پیمائی کی شہرت کو وہ نقارا ہوا
کب جبین تیری صفت کا دوسرا پیدا ہوا | تو مہ کامل ترا رخ چاند کا ٹکڑا ہوا

عشق مین مین جامہ زیبون کے نزار ایسا ہوا
دیدۂ سوزن بھی مجھکو شہر کا ناکا ہوا

اوس مسیحا سے کوئی کہدے کہ وقت نزع ہے
ایک دم کے آنے مین کیون لتقدو وقفا ہوا

جان آئی ہی لبون پر گفتگو کے شوق مین
منتظر ہی دید کا آنکھون مین دم آیا ہوا

وقت گریہ جب آئے لب رنگین یار
جاری آنکھون سے ہماری خون کا دریا ہوا

وہ سہی قامت جو آیا بہر گلگشت چمن
سرو گلشن باغ سے ہوکر خجل لمبا ہوا

روز غم کھاتا ہی اپنی زیست سے رہتا ہی سیر
طالب دیدار جب سے دید کا بھوکا ہوا

ہجر مین مجھ ناتوان سے بڑھکے ہوگا زار کون
اپنی گردن کا جو منکا سیکڑون من کا ہوا

وحشت بیجائی سے اپنے آتش سودا بڑھی
بڑھکے باد تند سے بھی دامن صحرا ہوا

تمارض گلگون کے پرتو سے ہوا پانی گلاب
جلوہ فرما جب وہ رشک گل لب دریا ہوا

پھوٹ کر اسطرح رویا یاد مین آنکھون کی مین
میری آنکھون سے روان اک خون کا دریا ہوا

آفتاب حشر نکلا پڑگئی عالم مین دھوم
داغ سوزان سے ہمارے جب جلد اچھا ہوا

بام پر چڑھکر ہوا تھا جلوہ گر وہ ایک روز
ماہ کا منھ چرخ پر خجلت سے ہی اوترا ہوا

سبزۂ خط گرد ہی اوس مصحف رخسار کی
لوح قرآن پر ذرا دیکھو تو کیا مینا ہوا

ذرۂ بے قدر مین ہی مہر تابان کا فروغ
قطرۂ ناچیز تیرے فیض سے دریا ہوا

جب کیے اوصاف ہم نے قد بالا کے رقم
بول بالا اے صنم تا عالم بالا ہوا

کچھ کچھ اوسمین ہی شباہت قامت دلدار کی
داخل باغ جنان اسواسطے طوبا ہوا

روبرو عارض کے تیرے اے گل شیرین ادا
رنگ رخسار گل باغ جنان پھیکا ہوا

خار حسرت بن کے کھٹکو نگا دل اغیار مین
اسلیے فرقت مین اے گل سوکھ کے کانٹا ہوا

ہوگیا دنیا مین ہر اک کو یقین بھونچال کا
جنبش مژگان سے جب عالم تہ و بالا ہوا

ہون وہ سودائی چلا جب وحشت بیمائی کو مین
مار رہزن یاد گیسو مین ہر اک جادا ہوا

سیر کو آؤ شگفتہ ہین گل داغ جگر
خانہ باغ دل مرا ہی آج گل پھولا ہوا

زندگی مین رنج فرقت سے برا یہ حال تھا
سن کے مرنے کی خبر سب کہتے ہین اچھا ہوا

ہو گیا زندہ لب جان بخش پر جب مر گیا
جو ہوا بیمار چشم یار وہ اچھا ہوا

کون کہتا ہی صفا مین مثل طوطے یار ہی
آئینے کا منہ ہی میرا روز کا دیکھا ہوا

ہو گیا بدنام اسے زاہد نماز کر سے
داغ پیشانی کا تیری نیل کا ٹیکا ہوا

منتظر ہون دیر سے رنج فراق یار مین
کس لیے آتی نہین یارب اجل کو کیا ہوا

دیکھو برباد اسکو تم ہرگز نہ کرنا بھول کر
یہ دل نازک بڑے نازون کا ہی پالا ہوا

چھوٹنا مشکل ہی اسکا گھٹ کے مرجانا ہی سہل
زلف پیچان مین تری جو دل کہ ہی الجھا ہوا

تاکہ خوش چشمون کی آنکھون کو نہ لگجائے نظر
دیدۂ نرگس چمن مین اس لیے اندھا ہوا

ہو کے نازک کس طرح مجھکو اوٹھایا بزم سے
نام بدنام اے صنم تیری نزاکت کا ہوا

کوے جانان کی زمین پکڑی ہی گر کر مثل اشک
ضعف سے مین بیٹھکے اوٹھنے مین نقش پا ہوا

مجھ گدا کے گھر کرم اوس شاہ خوبی نے کیا
بوریے کا اپنے پایا عرش سے اونچا ہوا

ہو گئے لب بند افراط حلاوت کے سبب
نام لینے سے لب شیرین کے منہ میٹھا ہوا

غیر کے لینے سے بوسہ آبرو کم ہو گئی
آپ کا یاقوت لب سچا تو تھا جھوٹا ہوا

غیر کو ناحق دکھایا تو نے روے بے نقاب
شربت دیدار تیرا اے صنم جھوٹا ہوا

رکھتی ہی رنج و بلا مین روز تو عشاق کو
ای شب ہجران ترا اسوجہ منہ کالا ہوا

چند روزہ ہی بہار رنگ و بو گلزار مین
گل ہر اک ہی حسن پر اپنے عبث پھولا ہوا

روی گلگون پر نہین زلف پریشان یان
آتش گل کا دھوان گلشن مین ہی پھیلا ہوا

٢١ ٢٢

قدسیون نے اونگلیان کانون مین دین بنکر ادب
عرش اعظم پر مرے نالونکا جب ڈنکا ہوا

نت نئے جہان پر آکے وہ فتنہ کھڑا ہوا — اوٹھے تو ساتھ اوٹھنے کے محشر بپا ہوا
وہ بہر چشم اہل نظر توتیا ہوا — جو خاکسار پسکے تری خاک پا ہوا
طوفان رنج وغم سے ہوا وہ کنارہ کش — ای بحر حسن جو کہ ترا آشنا ہوا
اوس ترک جنگجو سے ہو کس طرح جانبری — مذہب مین جسکے خون بہانا روا ہوا
ای شاہ حسن تو ہی وہ مسعود روزگار — جو پر ترے ہوا مین اڑا وہ ہما ہوا
بحر جہان مین جسنے اوٹھایا ذرا بھی سر — شکل حباب ایک ہی دم مین فنا ہوا
ای رشک گل ترے قد موزون کی شرم سے — ہر سرو ہی زمین چمن مین گڑا ہوا
کیون خندہ زن چمن مین ہی اپنی بہار پر — ہر گل کو ہی خزان کا بھی کھٹکا لگا ہوا
دیکھا ہی جب سے جلوۂ پرتوے روے یار — میری نظر سے مہر مبین ہی گرا ہوا
اللہ رے ضعف بیٹھکے مین کوے یار مین — ایسا جما کہ پھر نہ اوٹھا نقش پا ہوا
ہر ایک نے کہا قد آدم ہی آفتاب — جسدم نقاب سے رخ پرنور وا ہوا
جسوقت آئی بادیہ گردی مین یاد زلف — مجھکو ہر ایک جادۂ دشت اژدہا ہوا
ای سرو خوش خرام کسی سے نہ بندھ سکا — مضمون مصرع قد موزون کھلا ہوا
پیری مین مے کے پیتے ہی مین ہو گیا جوان — میخانہ مجھکو باغ جنان ساقیا ہوا
اوس گل کی راہ عشق مین ایسا چلا مین تیز — باد صبا کا دیکھتے ہی دم ہوا ہوا
باتین جو تلخ اوس لب جان بخش سے سنین — زہراب میرے واسطے آب بقا ہوا
طوفان کا نہ ڈر نہ تلاطم کا اوسکو خوف — ای یار جس سفینے کا تو ناخدا ہوا

داغ جنون کی شمع کا جبتک رہا فروغ
تیرہ کبھی نہ خانۂ زنجیر پا ہوا

نوشاہ گل ہین اوسکے براتی بنے ہوے
وہ رشک گل چمن مین ہی دولھا بنا ہوا

بیمار ہی فراق سے صحت ہوی نصیب
گھر آپ کا مرے لیے دار الشفا ہوا

۳۳

اک اور بھی غزل پڑھو اس طرح مین ادیب
سننے سے جو کسی کا نہو دل بھرا ہوا

۴۰

یہ کہہ رہا ہی اونکی نظر سے گرا ہوا
دنیا کا مین ہوا نہ کسی دین کا ہوا

پردے سے اونکا چہرۂ گلگون جدا ہوا
دیکھا چمن مین ہم نے نیا گل کھلا ہوا

جینا فراق یار مین مرنے سے کم نہین
زندہ ہوا جو ہجر مین اوسکی فنا ہوا

پھیلا کے پانون قبر مین سوتے ہین چین سے
آرام سب بکھیڑون سے بعد فنا ہوا

مہندی لگائی پانون مین یا موت آگئی
آتی نہین اجل نہین معلوم کیا ہوا

کیا ہو بیان صدمۂ ہجران یار کا
دشمن کا بھی کسی سے نہو دل لگا ہوا

پابوس اپنے یار کا جب سے ہوا نصیب
مین سرخ رو جہان مین مثل حنا ہوا

ملک عدم مین ہی کوئی دل بستگی ضرور
جا کر یہان سے کوئی نہ آیا گیا ہوا

وہ بادہ نوش ہون نہین بھرتا ہی دل مرا
گو جام مے ہی ہر گھڑی منہ سے لگا ہوا

بلبل وہ ہون کہ تاک صیاد دیکھکر
لرزان ہی برنگ طائر قبلہ نما ہوا

ہو جائیگی کبھی نہ کبھی دید روے یار
رہنے دو کوے یار مین مجھکو پڑا ہوا

کیا کیا ہوا ہی خون تمنا و آرزو
کوچہ ترا ہمارے لیے کربلا ہوا

شوخی تو دیکھنا کہ مجھے کرکے خود شہید
ہر ایک سے وہ پوچھتے ہین اسکو کیا ہوا

اوس بیوفا کو دیکھکے دل اچھا نہین ملال
افسوس کیا ضرور ہی جو کچھ ہوا ہوا

بڑھکر ہی شور نالہ مرا شور رعد سے
اشکون سے ابر تر کا ہی رتبہ گھٹا ہوا

جس سے ذرا بھی آپ کی ٹیڑھی نظر ہوئی
ثابت ہوا ہی اوس سے زمانہ پھرا ہوا

ہوتا برا ہم اچھے جو ہو جاتے اے مسیح
اچھا ہوا اگر مرض لا دوا ہوا

اے بیوفا بچین گے نہ اب ہم کسی طرح
کل کا اگر نہ آج بھی وعدہ وفا ہوا

تڑپا کیا مین اور نہ آئی شب فراق
جو فرض تھا قضا کا نہ اوس سے ادا ہوا

۴۱

منعم سے کیون زیادہ کرون التجا ادیب
کیا کم ہی میرے پاس خدا کا دیا ہوا

۴۲

شفیق حال مرا کوئی بھی یہان نہوا
وہ رشک مہر کسی دن جو مہربان نہوا

تپ فراق مین کسدن مین نیمجان نہوا
مثال ماہی بے آب کب تپان نہوا

ہزار حیف ادا سجدۂ بتان نہوا
سر نیاز سر سنگ آستان نہوا

مجھے رہی یہی حسرت کہ خانۂ دلمین
کسی دن آکے ترا تیر میہمان نہوا

ہی لطف زیست فقط ہمسے مرنے والونکو
خضر کو کچھ مزۂ عمر جاودان نہوا

نمود خط کا تعجب ہی روے گلگون پر
عیان تو ہے آتش گل سے کبھی دھوان نہوا

بڑھاپے مین تو یہ عشاق پر ہی جور و ستم
بھلا ہوا فلک پیر جو جوان نہوا

تمام ہوگئی جل کر کھڑی سر بزم
زبان شمع سے کچھ سوز دل بیان نہوا

وہ دیدہ کور رہو مانند دیدۂ نرگس
جو یاد مین لب رنگین کی خونفشان نہوا

کبھی نہ آئے وہ افسوس خانۂ دل مین
مکین سے کبھی آباد یہ مکان نہوا

ہین نکتہ سنج دقیقہ شناس سب شاعر
وہان تنگ کا راز ایک سے بیان نہوا

ترے بغیر جو اہی رشک گل کبھی پہنا
وہ ہار کب مجھے زخمونکی بدھیان نہوا

کٹی ہے عمر اسی حسرت مین اپنی اے قاتل | کہ حلق پر مرے خنجر کبھی روان نہوا
بُرائی اوس سے نہ کیا کیا مری عدو کرتے | بھلے کو ساتھ بُرون کے وہ جان جان نہوا
نہین مین سوزتپ ہجر کا کبھی قائل | پگھل کے آب اگر مغز استخوان نہوا
تصور غم و درد فراق جانان سے | وصال مین بھی مین ناشاد شادمان نہوا
ہم اپنے دست جنون کے کبھی نہین قائل | جو ٹکڑے ٹکڑے جیب گریبان دھجیان نہوا
جسے کہ سلسلہ زلف یار کہتے ہین | وہ پانون مین مرے کس روز بیڑیان نہوا
جو قہقہہ کہ ہے شیشے کا مجھکو اے ساقی | وہ تیری یاد مین کس روز ہچکیان نہوا
فلک پہ آہ سے کس دن نہین پڑی ہلچل | بھلا فرشتون مین کب شور الامان نہوا
وفور ضعف نے اسطرح کر دیا ہے پست | کہ میری آہ کا اونچا کبھی دھوان نہوا
ہزار حیف اسی حسرت مین اپنی گزری عمر | نثار راہ محبت مین نقد جان نہوا
ستم مین اوسکے کرم کا ادا مین کرتا شکر | ہر ایک مو بدن جسم پر زبان نہوا
وہ کرکے وعدۂ وصل آج ہوگیا منکر | زبان دینے سے وہ شوخ بیزبان نہوا
بڑھا جو آب سرشک اپنی چشم گریان سے | وہ بڑھ کے بحر مین کس روز بادبان نہوا

۲۵

ادیب شکر ہو کس منہ سے اپنے خالق کا
کہ ملتجی مین کسی سے برائے نان نہوا

۱۷

زیست کا لطف اسی خدا نہوا | زیر خنجر اگر گلا نہوا
فکر کونین سے ہوا آزاد | دام گیسو سے جو رہا نہوا
دوست دشمن ہے حبیب عدو | وقت پر کوئی آشنا نہوا
اوسکو کیا لطف راحت آرام | رنج سے جو کہ آشنا نہوا

ہجر کے دھیان مین ہے رہا بیچین / لطف کچھ ہمکو وصل کا نہوا
وہ قناعت گزین گدا ہون مین / طالبِ سایۂ ہما نہوا
ہے یہی اس سرائے فانی مین / ایک آیا ہی اک روانہ ہوا
بے اجل مر گیا مین فرقت مین / مجھپر احسان موت کا نہوا
جب سے یاد آئے وہ لبِ رنگین / مائل لعل سے بہا نہوا
اشک خون سے ہے کب بھرا دامن / دامن دشت کربلا نہوا
تم نہ آئے تو عیش کا سامان / کچھ نہین ہی ہوا ہوا نہوا
عشق قد مین ہمین ملا یہ عروج / شاخ طوبی پر آشیانہ ہوا
مر کے قبرون سے کب نہین اوٹھتے / حشر نالون سے کب بپا نہوا
وقت پیری تو سوچ اے غافل / کیا ہوا تجھسے اور کیا نہوا
شکر ہی عمر بھر ہمارا سر / قدمِ یار سے جدا نہوا
نہوئی یاد خط مجھے کسدن / کب مرا زخم دل ہرا نہوا
۲۶ زیست مین اپنی حیف تمسے ادا / کام کوئی بھی کام کا نہوا ۱۸

جو پسکے پانون سے سرمہ مین ناتوان ہوتا / غبار دیدۂ بدبین دشمنان ہوتا
تمھارے چہرۂ روشن کا مدح خوان ہوتا / مثال شمع سراپا جو مین زبان ہوتا
فروغ حسن کا سو طرح پھر عیان ہوتا / جو لاکھ پردون کے اندر بھی وہ نہان ہوتا
عدم سے آتے مضامین نازک و باریک / کمر کا وصف غزل کے جو درمیان ہوتا
صبا جو نامہ بری کو نہ ملتی اوس گل تک / ہوائے شوق مین خط آپ سے روان ہوتا
نہ اس سبب کیا شرمندہ مین نے اعدا کو / خفیف غیر جو ہوتے تمھین گران ہوتا

قریب عارض جانان بجا ہی چاہ ذقن — وہ کون باغ ہی جسمین نہین کنوان ہوتا
نمک جراحت ہر زخم گل کو ہو جاتا — جو شور نالہ پردرد بلبلان ہوتا
جو اونکے چہرۂ زیبا کو دیکھ لیتے ہم — تو لطف حسرت دیدار پھر کہان ہوتا
تمھاری سیر سے ہوتا چمن بھی منت کش — زبان شکر ہر اک خار بوستان ہوتا
دہان تنگ مین پنہان ہین غیب کے اسرار — یہ بھید کھلتے اوسی پر جو رازدان ہوتا
لکھی ہی لالہ رخون کی صفت عجب کیا تھا — زمین شعر سے پیدا جو ارغوان ہوتا
ہوا ہون نغمون کے صیاد کے قفس مین قید — الٰہی اس سے تو پیدا مین بے زبان ہوتا
دہان زخم مین میرے اگر زبان ہوتی — تو ظلم قاتل بے رحم کچھ بیان ہوتا
یہ آرزوے دلی تھی کہ کرتے سجدۂ شکر — سر نیاز جو بالاے آستان ہوتا
لحد مین چین سے سوئینگے سب قیامت تک — زیادہ گور سے بہتر نہین مکان ہوتا
نہوتے دوش پر اسکے جو بارہاے ستم — خمیدہ چرخ نہ یون صورت کمان ہوتا

۲۷ ادیب شان خدا دیکھی ہمنے ہر بت مین — مجاز کیون نہ حقیقت کا ترجمان ہوتا ۱۹

طوبیٰ لے قدون کا وصل میسر نہین ہوتا — سرسبز مرے دل کا صنوبر نہین ہوتا
لعل اوس لب لعلین کے برابر نہین ہوتا — ہم سنگ کبھی لعل کے پتھر نہین ہوتا
آرام کسی کل سے مجھے دم بھر نہین ہوتا — تکیہ جو مرا زانوے دلبر نہین ہوتا
کیونکر نکرون نامہ بر یار کی تعظیم — کیا قاصد دلدار پیمبر نہین ہوتا
ہم پھینک دیا کرتے مین دل چیر کے پہلو — آغوش مین اپنے جو وہ دلبر نہین ہوتا
برگشتگی بخت کی بیجا ہی شکایت — تبدیل کسی طرح مقدر نہین ہوتا

دربان دربار کی بیجا ہی خوشامد ‏— ‏دیوار کے ٹکرانے سے کیا در نہین ہوتا
کب رونے سے قائم نہین ہوتی ہی قیامت ‏— ‏کس روز مرے نالون سے محشر نہین ہوتا
عشق کمر یار نے وہ زار کیا ہی ‏— ‏محسوس ہمارا تن لاغر نہین ہوتا
عشاق کا ہی بار ستم دوش پر اوسکے ‏— ‏سیدھا جو قد چرخ ستمگر نہین ہوتا
کیونکر نہو نخوت سے دماغ اوسکا فلک پر ‏— ‏واعظ کو تو کم عرش سے منبر نہین ہوتا
آزردہ کسی سے نہین ہوتا دل صافی ‏— ‏یہ آئینہ وہ ہی جو مکدر نہین ہوتا
کھلتا نہین ہرگز خط تقدیر کا مضمون ‏— ‏معلوم کبھی حال مقدر نہین ہوتا
کیون دل مین تھو قاصد دلبر کا تصور ‏— ‏کیا خانۂ کعبہ مین کبوتر نہین ہوتا
ہشیار ہی وہ قید شریعت سے ہی آزاد ‏— ‏جو خانۂ زنجیر سے باہر نہین ہوتا
وہ گھر نہین جو جلوۂ جانان سے ہو خالی ‏— ‏وہ دل نہین جو خانۂ دلبر نہین ہوتا
جو مست ہین وہ قید تعلق سے ہین آزاد ‏— ‏ملفوف لفافہ خط ساغر نہین ہوتا
روتا ہون جو ہجر صنم پردہ نشین مین ‏— ‏اک قطرۂ اشک آنکھ سے باہر نہین ہوتا

۲۰۸

گیسو کو ادب اونکے جو چھوتا تو سمجھکر
مار سیہ زلف کا منتر نہین ہوتا

۲۳

جبتک کہ مین نے وصف رخ با صفا کیا ‏— ‏حیرت سے آئینہ مرے منھ کو تکا کیا
ڈھایا ہمارے کعبۂ دل کو یہ کیا کیا ‏— ‏اے بت ذرا بھی تو نے نہ خوف خدا کیا
خنجر کا دم بھرا نہ کسیدن گلا کیا ‏— ‏قاتل کے ظلم کرنے مین بھی شکر ادا کیا
چاہا بتون کو اور نہ خوف خدا کیا ‏— ‏دنیا مین ہم نے کام کیا بھی تو کیا کیا
اعجاز عیسوی تمھین حق نے عطا کیا ‏— ‏جان بخش لب کو چشمۂ آب بقا کیا

دنیا کے شیفتہ رہے عقبیٰ کو بھولکر
کیا ہی ستم کہ کس لیے آئے تھے کیا کیا

تا زیست ضیق مین رہے زلفون کے عشق مین
اولجھن ہمارے دلکو ہی دم گھٹا کیا

صیاد نے کرم مین بھی شامل کیا ستم
بلبل کو پر کتر کے قفس سے رہا کیا

فرقت مین زیست کی تو توقع نہ تھی مجھے
مین آرزوے وصل مین ابتک جیا کیا

لازم نہ تھا کہ چھوڑے یہ کشتون کو نیمجان
تیغ ادا نے فرض جو تھا وہ قضا کیا

یارب وہ تیری ذات ہی بیچون و بیچگون
جسمین کبھی کسی نے نہ چون و چرا کیا

وہ بادشاہ حسن ہی جھونٹون کا بادشاہ
کوئی بھی مجھ گدا سے نہ وعدہ وفا کیا

خالق نے حفظ موج حوادث کے واسطے
اے بحر حسن مجھکو ترا آشنا کیا

آنے سے اونکے ایک قیامت بپا ہوئی
جبتک وہ نت بیٹھے بزم مین فتنہ اوٹھا کیا

چلنا تو کیا ہی ہاتھ اوٹھانا بھی ہی محال
اس رتبہ ضعف نے مجھے بیدست و پا کیا

شوخی سے بن کے مہر چمکتا ہی چرخ پر
کچھ آپ نے ملاحظہ نقش پا کیا

ساقی نے جام آب مے سرخ رنگ کو
پر تو سے لب کے چشمۂ آب بقا کیا

اسرار غیب سب نظر آنے لگے مجھے
خاک قدم کو یار کے جب توتیا کیا

ہلچل پڑی جہان مین گلگشت یار سے
اوسکے خرام ناز نے محشر بپا کیا

افسوس خاک مین وہ ملے گل بس فنا
سونیکو جنکے پھولون کا بستر بچھا کیا

مرجائین گے نہ شکوہ جفا کا کرینگے ہم
اچھا کیا حضور نے جو کچھ کیا کیا

خنجر لگا کے چھوڑ دیا اوسنے نیمجان
بعد ستم جو رحم کیا بھی تو کیا کیا

کب ہم نے کی ادیب کبوتر کی جستجو
نامہ ہوا سے شوق مین اپنا اوڑا کیا

کیا کہون دنیا مین آکر کیا کیا ... کھیل قدرت کے ترے دیکھا کیا
جب سے خالق نے مجھے پیدا کیا ... غم تو مجھکو غم کو مین کھایا کیا
نسخہ الفت سے دیکھو کیا کیا ... بت تو اوس بت کو مجھے اندھا کیا
واجو زلفون سے رخ زیبا کیا ... تم نے شب کو نور کا تڑکا کیا
شب کو وہ سوئے جو آکر گھر مرے ... بخت خفتہ رات بھر جاگا کیا
نیمچا نون کو دہن کی یاد نے ... نقطۂ موہوم سے آدھا کیا
آتش سودا ہوئی اور اپنی تیز ... دامن صحرا کا جب پنکھا کیا
عین گریہ مین جو نیند آئی مجھے ... عالم رویا مین بھی رویا کیا
دیکے بوسہ لب کا اے شیرین لبو ... تلخ کامون کا نہ منھ میٹھا کیا
دیکھ اے ظالم نہ تو مجھکو ستا ... آگے تیرے آئے گا اپنا کیا
جب خیال آیا فراق یار کا ... وصل مین بھی دل مرا دھڑکا کیا
کیون نہ آنکھون کو مین روؤن رات دن ... انتظار یار نے اندھا کیا
مین نہ کہتا تھا وہ ہے وعدہ خلاف ... جھوٹے اوسکے مجھے سچا کیا
اب نہین اوٹھتا ہے صدمہ ہجر کا ... اے اجل آنے مین کیون وقفا کیا
کیون نہ مٹی تمنے دی بعد فنا ... مجھ سے دل کس واسطے میلا کیا
دیکھکر کچھ صانع تقدیر نے ... یار کا چاہ ذقن اندھا کیا
اے فلک تیرا یہی انصاف ہے ... غم زمانے کا مرا حصا کیا
شب نہ تم آئے نہ موت آئی مجھے ... رات بھر مین ایڑیان رگڑا کیا
زاہد و پڑھکر نماز مکر کی ... داغ سجدہ نیل کا ٹیکا کیا

لاغری سے جب ہوا کانٹا بدن / مین دلِ اغیار مین کھٹکا کیا

تجھکو اسی قاتل جزا اسکی ملے / بار سر کیا دوش سے ہلکا کیا

روے صافی کے جب آیا روبرو / آئینہ حیرت سے منھ دیکھا کیا

تھی اسی لائق شب ہجران مری / حق نے اِسکا خوب منھ کالا کیا

ہاتھ پونہچا ناہی اوس تک محال / نازکی کا یار نے پہرا کیا

لیگی جان اگرچہ فرقت مین اجل / مین یہ سمجھونگا مجھے زندا کیا

عکس خط سبز ساقی نے مرے / ساغر مے پر مگر مینا کیا

ہم کو بھی اوسنے بنایا خاک سے / جسنے تم کو نور کا پتلا کیا

میرے نالون سے فراق یار مین / مدتون قصر فلک گونجا کیا

جنبش ابرو ہی یا بھونچال ہی / سارے عالم کو تہ و بالا کیا

۳۰

کچھ خبر اسکی بھی ہی تم کو ادیب
کس لیے دنیا مین آئے کیا کیا

۲۹

نہوا وصل تو مسرت کیا / حسن کی ہمنے لوٹی دولت کیا

عرش اعظم کے پار نالے ہوے / اے فلک تیری ہی یہ رفعت کیا

دلِ دیوانہ جھانکتا ہی کنوئین / کی بھی چاہ ذقن سے چاہت کیا

آسینے کو ہی دیکھکر حیرت / دی ہی خالق نے تجکو صورت کیا

بار پھولون کا اوٹھ نہین سکتا / دست نازک مین ہی نزاکت کیا

لوگ خورشید حشر کہتے ہین / داغ سوزان مین ہی حرارت کیا

ہوے دفن اوسکے کوچے مین پس مرگ / خاک ہوکر ملی ہی عزت کیا

گوشۂ دل مرا تو دیکھ اے چرخ
عرش کی اسکے آگے وسعت کیا

جان لب پر بھی آ نہین سکتی
تب فرقت مین ہی نقاہت کیا

جب ہوئین آنکھین چار آیا پیار
ایسی منھ دیکھے کی محبت کیا

زلف کو چھو کے کیون بنین مجرم
آ گئی ہی ہماری شامت کیا

دل کسی طرح بھی نہین بھرتا
تیرے غم کھانے مین ہی لذت کیا

نے غم دوزخ نے غم کا لا
بعد مرنے کے ہی فراغت کیا

دل مرا لیکے کیون نہین دیتے
ہین امانت مین یہ خیانت کیا

خانۂ دل کو میرے کیون ڈھایا
اے بتو کعبے مین یہ بدعت کیا

حج اکبر ہی دل کا خوش کرنا
کعبہ جانے کی ہی ضرورت کیا

آنکھین رستے تکتے پھوٹ گئین
آئیگا اب وہ بے مروت کیا

اوس مسیحا نے حیف یہ نہ کہا
تپ غم مین ہی تیری حالت کیا

لب ہر زخم وصف مین ہی بند
آب خنجر مین ہی حلاوت کیا

کوئی پہچانتا نہین ہم کو
ہجر مین ہوگئی ہی صورت کیا

خواب مین شب کو آگیا وہ ماہ
جاگ اوٹھی سوتے سوتے قسمت کیا

جو مجھے دیکھتا ہی روتا ہی
بن گیا ہون مین غم کی صورت کیا

لاکھون صدمے اوٹھائے ہین اب تک
آگے دیکھین دکھائے قسمت کیا

مضطرب ڈر سے کانپتی ہی لحد
سنگ لرزان ہی سنگ تربت کیا

ذکر کرتے ہین وعظ مین واعظ
دخت رز کی ہی دیکھو حرمت کیا

نہ کہا تمنے ہم سے حیف اک روز
کہیے ہی آپ پر مصیبت کیا

ہم نہین بھولتے تجھے دم بھر
دل مین گھر کر گئی محبت کیا

آکے ہم کو اوٹھائے گھر سے ترے
غیر بزدل مین ہی یہ جرأت کیا

ہی عیان دل سے راز پوشیدہ
جسم مین اونکے ہی لطافت کیا

۲۱ اوسکی رحمت کی ہی امید ادیب
کیا مرا زہد اور طاعت کیا ۲۲

وہ گلعذار خوش رہے اپنے وطن مین کیا
گلچین کا خوف گل کو نہین ہی چمن مین کیا

جو گل کھلے تھے شرم سے پژمردہ ہوگئے
گلگشت کو وہ رشک گل آیا چمن مین کیا

ہوگا جو وصف تیغ شہیدون کے روبرو
پانی بھر آئے گا دہن زخم تن مین کیا

موج نسیم کم نہین موج شراب سے
ہر اک نہال جھوم رہا ہی چمن مین کیا

دانتون کو اوسکے دیکھکے کہتے ہین جوہری
موتی بھرے ہین آپکے درج دہن مین کیا

اوس سرو قد کو دیکھ کے افراط شرم سے
گڑ گڑ گئے ہین سرو زمین چمن مین کیا

روئین گے ایک روز بہار دو روزہ کو
گل کھلکھلا کے ہنستے ہین صحن چمن مین کیا

غربت مین ساری عیش فراموش ہوگئی
حالت ہی مجھ غریب کی یاد وطن مین کیا

دیکھا عرق جو اوس گل رنگین لباس کا
شبنم پر اوس پڑ گئی صحن چمن مین کیا

بعد فنا بھی چین نہین اضطراب سے
مردہ تڑپ رہا ہی ہمارا کفن مین کیا

ہمرنگ غنچہ خاطر بلبل ہی منقبض
آمد ہوئی ہی فصل خزان کی چمن مین کیا

روشن ہی مثل روز شب تیرہ لحد
خورشید داغ دل ہی منور کفن مین کیا

بلبل کو قید کرتے ہین فصل بہار مین
صیاد باغ باغ ہوا ہی چمن مین کیا

ہر جسم پر ہی ٹھیک لباس برہنگی
کوئی تراش خاص ہی اس پیرہن مین کیا

فصل خزان کے آتے ہی جائیگی سب بہار
گل پھولتے ہین حسن پہ اپنے چمن مین کیا

جسدن سے ایک کہ وہ نشین کا ہوا ہی عشق
سے جلتے ہین استخوان ہمارے بدن مین کیا

مانند مردہ بیٹھے تھے بے یار اہل بزم
آنے سے اوسکے آگئی جان انجمن مین کیا

عشاق ڈوب کر جو مرے زندہ ہوگئے
آب بقا ہی یار کے چاہِ ذقن مین کیا

عاشق ہوے جو آہوے چشمان یار کے
شاخین نکالین ہم نے غزال ختن مین کیا

بلبل سے سن کے قصۂ درد دل حزین
صیاد پھوٹ پھوٹ کے رویا چمن مین کیا

گلشن سے سرو چلدیے دیکھا جو قد یار
آتے ہی اوسکے پڑگئی ہلچل چمن مین کیا

۳۲ خاموش کیا ہو منھ سے تو کچھ بولو اے ادیب
چپکی لگی ہی یار کے یا دہن مین کیا ۱۳۱

آ کے بیمار تب ہجر کو اچھا دیکھا
جائیے آپ کو اے رشک مسیحا دیکھا

اک نظر تو نے جسے اے ستم آرا دیکھا
مرغ بسمل کی طرح اوسکو تڑپتا دیکھا

طرفہ انداز تری زلف کی لٹکا دیکھا
دل ہر اک عاشق ناشاد کا لٹکا دیکھا

زلف پیچان مین چھپا جب رخ زیبا دیکھا
روز روشن کو میان شب یلدا دیکھا

ہم نے اے مہر تجھے نور سراپا دیکھا
چاند رخسار کف پا ید بیضا دیکھا

کوچۂ قاتل مین یہ ہر ایک کا نقشا دیکھا
جان بلب کوئی پڑا کوئی سسکتا دیکھا

جب کہ ہر لٹ مین لٹکتا دل شیدا دیکھا
زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا دیکھا

وقت گریہ یہ بڑھا ہجر مین طوفان سرشک
عین چشمون سے نکلتے ہوئے دریا دیکھا

قامت یار وہ موزون ہی کہ جسکے آگے
ہم نے ہر سرو کے مصرع مین سکتا دیکھا

رکھدیا پیش نظر آئینہ لا کر ہم نے
جب کہا اوسنے کہ تمنے کوئی ہمسا دیکھا

شوق دیدار مین جب نیند نہ آتے دیکھی
الف لیلہ کو شب اے غیرت لیلا دیکھا

دم گلگشت جو ہے عارض گلگون کے حضور
رنگ بے رو گل فردوس کو پھیکا دیکھا

آنکھیں کھل جائینگی دیکھا جو کہیں جلوۂ یار
آپ نے کیا ابھی ای حضرت موسیٰ دیکھا

ای یم حسن ترا عشق ہی جب سے دل مین
ہم نے اک قطرۂ ناچیز مین دریا دیکھا

یاد جب دشت نوردی مین ہوئی لیلی کی
مار رہزن سے سوا جادۂ صحرا دیکھا

دہن تنگ کا عقدہ نہ کسی سے بھی کھلا
حل کبھی ہوتے نہ ہم نے یہ معما دیکھا

کفر و اسلام مین کسطرح دوئی ہم سمجھین
ایک جب سبحہ و زنار کا رشتہ دیکھا

خال و ابرو کے تصور مین ہین شب بیدار
جب قمر بین مہ نو رات کو تارا دیکھا

دشت پیما جو ہوئے آتش سودا بھڑکی
ہم نے پنکھے سے سوا دامن صحرا دیکھا

دل مین کی سیر جہان صورت جام جمشید
ہم نے گھر بیٹھکے دنیا کا تماشا دیکھا

سخت حیرت ہی یہ مجھکو عوض جور و جفا
ای فلک تو نے ابھی تک نہین بیجا دیکھا

طور پر برق تجلی کو تو تم دیکھ چکے
جلوۂ یار بھی ای حضرت موسیٰ دیکھا

وہ مریض تپ فرقت ہین کہ کہتے ہین طبیب
اس مرض کا کبھی بیمار نہ اچھا دیکھا

تاب کیا ہی کہ جو ہو چہرۂ تابان کے حضور
روئے خورشید جہانتاب ہی پیلا دیکھا

زندہ پیوند زمین ہو گئے مردہ زندہ
چال سے اوسکے زمانہ تہ و بالا دیکھا

وہ نہی گوش سنے جسنے کہ تیرے اوصاف
وہ خوشا چشم ترا جسنے فسانا دیکھا

ہاتھ شانون سے کٹین گے ترے ای مشاطہ
زلف جانان کا کوئی بال جو بیکا دیکھا

آرزو تھی کہ کرین اور مرین ڈوب کے ہم
کیا کرین چاہ ذقن یار کا اندھا دیکھا

شوق دیدار مین اوس گل کے چمن کو ہمنے
مثل نرگس ہمہ تن چشم تمنا دیکھا

جوڑ کر رکھتے ہین ہم ایک زر و سنگ ابدل
مال اگر تجھکو عنایت کرے مولا دیکھا

۳۳ جان شیرین کی محبت مین عبث تلخ ہو اب
آپ نے کیا لب جان بخش مین میٹھا دیکھا ۱۴

آ کے جس شخص نے میرا تن لاغر دیکھا
کمر یار سے کم بال برابر دیکھا

جس نے اے دل خط پشت لب دلبر دیکھا
خضر کو اوسنے سر چشمہ کوثر دیکھا

جب سے آنکھون کو تری اے مہ انور دیکھا
سوے نرگس نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر دیکھا

چشم مخمور مین جب اوسنے لگایا سرمہ
ہمنے مسکش کو لیے ہاتھ مین خنجر دیکھا

یار کی موے کمر اپنے تن لاغر مین
فرق ہم نے نہ کبھی بال برابر دیکھا

ہوگئی حیف شب وصل کی یون جلد سحر
زلف کو دست جھٹکے جیسے رخ انور دیکھا

زندگانی کا مزہ ہم نے پس مرگ اے خضر
لب جان بخش پر اوس شوخ کے مر کر دیکھا

قتل بے خنجر و شمشیر ہوے مقتل مین
اوس ستمگر کو جو بدلے ہوے تیور دیکھا

حسن کے رعب سے پیش رخ رشک خورشید
کانپتے مہر جہانتاب کو تھر تھر دیکھا

آنکھین پتھرا گئین در والے کو تکتے تکتے
راستہ شب یہ ترا اے مہ انور دیکھا

ہوکے بیتاب جگر تھام کے مین بیٹھ گیا
اوسنے جسوقت ادھر آنکھ اوٹھا کر دیکھا

اوسکے آنے کی خوشی سے نہوا وصل نصیب
وہ جو آیا تو مجھے آپ سے باہر دیکھا

دلمین اوس بت کے کبھی رحم نہ آیا صد حیف
موم سمجھے تھے جسے ہم اوسے پتھر دیکھا

یاد اوس گل کے ہمین پھول سے رخسار آئے
دم گلگشت چمن مین جو گل تر دیکھا

۳۴ بے گناہی سے مری ایسی ندامت تھی اوسے
سرنگون شرم سے اوس ترک کا خنجر دیکھا ۳۰

پھر گئی برگشتہ بختون کی جو قسمت دیکھنا
سہل ہوگا وہ رخ خورشید طلعت دیکھنا

بے سبب دل کو دکھاتی ہین شرارت دیکھنا
خانۂ کعبہ مین بت کرتے ہین بدعت دیکھنا

تیرے کوچے کا اگر حورون کو آئیگا خیال
بڑھکے دوزخ سے بھی ہوگا باغ جنت دیکھنا

دیدۂ گریان سے اوٹھیگا ابھی طوفان نوح
تم اگر لاؤگے لب پر حرف رخصت دیکھنا

باغ مین اوس سرو قامت کے بتانیکے لیے
بن گیا ہر سرو انگشت شہادت دیکھنا

ہم وہ نالان ہین کہ یاد قد مین جب چلائینگے
حشر مین اک اور بھی ہوگی قیامت دیکھنا

اشک اعدا بھی ٹپک پڑتے ہین مجھکو دیکھکر
رنج فرقت سے بنا ہون غم کی صورت دیکھنا

شکر قاتل ہو نہین سکتا دہان زخم سے
بند ہین لب آب خنجر کی حلاوت دیکھنا

موسم گل مین جو وہ ابکی رہا ہم سے جدا
رنگ لائیگا ہمارا جوش وحشت دیکھنا

اوس بت کافر نے لیکر دل کیا پامال حیف
خوب ہی کی خانۂ کعبہ کی حرمت دیکھنا

جسطرف جاتا ہون مین دیوانے میرے ساتھ ہین
کیا پریزادون کو ہی مجھ سے محبت دیکھنا

ہم پریزادون کے عاشق حورون پر مرتے ہین آپ
شیخ صاحب ہمکو کرتے ہین نصیحت دیکھنا

نقد دل کو لیتے ہی برباد اوسنے کر دیا
ہوگئی میری امانت مین خیانت دیکھنا

ہجر مین اوس بت کے بعد مرگ تیر آہ سے
صورت غربال ہوگا سنگ تربت دیکھنا

غیر مانع ہین تو کیا پروا ہی جب چاہینگے ہم
کھینچ لائیگا اونھین جذب محبت دیکھنا

سن کے وعدہ قتل کا قاتل سے مقتل کیطرف
سر کھچا جاتا ہون مین شوق شہادت دیکھنا

لیکے دل نو دیدہ نظرون سے مکر جاتا ہی صاف
آنکھون مین کرتا ہی گھر وہ مہر طلعت دیکھنا

سیر کرنے جاکے وہ فردوس کے بے یار مین
جس کو منظور نظر ہو باغ جنت دیکھنا

جب کہا اون سے کہ درد دل ہم اپنا کب کہین
تا رنے سے کہنے لگے جسوقت فرصت دیکھنا

مین ہون وہ یاس آشنا دنیا سے جب اوٹھ جاؤنگا
رات دن رویا کریگی مجھکو حسرت دیکھنا

پیری آنے پر بھی غافل ہوش مین آتے نہین
صبح کو بھی سو رہے ہین خواب غفلت دیکھنا

بلبلو سنکر فسانہ اوس رخ گلرنگ کا
بھول جائیگی گلستان کی حکایت دیکھنا

راہ مین دیدار اوس سیمین بدن کا ہو گیا
چلتے پھرتے لگ گئی ہاتھ اپنے دولت دیکھنا

ہمدم اک تھا سایہ وہ بھی خوف کھا کر چلدیا
الحذر میری شب ہجران کی ظلمت دیکھنا

تم وہ خوش قد ہو چلوگے جب خرام ناز سے
دو قدم رہجائیگی پیچھے قیامت دیکھنا

زاہدو شان خدا ہر بت مین آئیگی نظر
وا اگر ہو جائیگی چشم حقیقت دیکھنا

اے دل اپنے سوکھے ٹکڑون پر قناعت چاہیے
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ سوے خوان نعمت دیکھنا

زخم خامہ ہی نمک سا وقت تحریر صفت
سبزہ رنگون کا ذرا شور ملاحت دیکھنا

۳۵
پھر نہ یاد آوینگے یارون کو اگر اوٹھے ادیب
رہگئی ہی آنکھون دیکھے کی محبت دیکھنا
۱۳

جستجو کی تو ترا دل مین ٹھکانا پایا
کیا کہین ہم کہ محبت مین تو ہی کیا پایا

یہ مثل سچ ہی کہ جس شخص نے ڈھونڈھا پایا
گم ہوے آپ یہی ایک نتیجا پایا

غیرت برق تجلے رخ زیبا پایا
شجر طور کا قد مین ترے جلوا پایا

نقد دل لاکھون کے رہتے ہین گرہ مین اسکی
زلف پیچان کو تری گانٹھ کا پورا پایا

جسپر اگر وہ ہوا جلوہ نما وصل کی شب
اوس چھپر کھٹ کا سوا عرش سے پایا پایا

زار ہو کر یہ ہوا عشق کمر مین معدوم
ملک الموت نے ڈھونڈھا نہین اصلا پایا

سجدۂ نقش کف پاے صنم ہی جو نصیب
بڑھ گیا عرش کے پایے سے بھی سر کا پایا

یاد ہی اوس بت خوبی کی دل شیدا مین
ہم نے اک قطرۂ ناچیز مین دریا پایا

دور جسدن سے ہوا وہ گلاندام بھر چین
دل بیتاب کو ہر وقت تڑپتا پایا

نظر آیا رخ روشن مین ہے تیرے جلوہ طور
کف پا مین بھی فروغ ید بیضا پایا

پانون کے چھالون نے دی ہے میرے جنون کو شہرت
پڑھ کے نقارے سے ہر آبلہ پا پایا

اچھے اچھونکو بھی دیکھا تری آنکھونکا مریض
چشم بیمار کا بیمار مسیحا پایا

غائب آنکھون سے ہوا دیکھتے ہی دم بھر مین
توسن عمر گریزان کو چھلاوا پایا

ڈوب مرنے کی تمنا تھی سو وہ بھی نہ ہی
جب کہ چاہ ذقن یار کو سوکھا پایا

دیکھنے سے نہین ہوتی ہے کسیکو سیری
ایک عالم کو تری دید کا بھوکا پایا

غیر پتھر کی طرح جم کے نہین ہلتا تھا
سخت مشکل مین در یار سے سرکا پایا

رحم کرتے تو ہزارون ہی دعائین ملتین
ہم غریبون کے ستانے سے برا کیا پایا

پیر گردون کو ستم سے نہین دیکھا تھکتے
کچھ جوانی سے سوا اس کا بڑھاپا پایا

بانکپن کی ہمین نوک آئی نظر جس گل مین
مثل کانٹے کے ادا سے دلمین کھٹکتا پایا

چھوڑ کر چل دیے مرقد مین سب احباب عزیز
ایک کو بھی نہ برے وقت مین اپنا پایا

گو کہ مقتل مین ہوے سیکڑون بسمل ٹھنڈے
پھر بھی قاتل کے کلیجے کو نہ ٹھنڈا پایا

نالے جسوقت کیے ہم نے شب فرقت مین
آسمان اور زمین کو تہ و بالا پایا

ساتھ جبتک تھی خودی تجھکو نہ مجھ سے سمجھا
آپ کو کھو کے تجھے اے بت ترسا پایا

لکھتے ہین جو صفت قد بلند دلدار
اونکا اونچا کرے اللہ تعالی پایا

تا دم زیست نہ نکلا کوئی اوسمین پھنسکر
زلف پر پیچ کا ہر پیچ بلا کا پایا

جسم لاغر کو جو کانٹے مین نظر کے تولا
ہم نے موے کمر یار سے آدھا پایا

چھوٹے جھگڑون سے پس مرگ ملی آسایش
جاے آرام فقط قبر کا کونا پایا

عشق مژگان نے چڑھایا ہمین بحر غم سے
ڈوبنے سے نہ بچے تنکے کا سہارا پایا

تجھ سے سمجھیں گے ہم اسکے عوض اے مشاطہ
بال بیکا جو کہیں زلف دوتا کا پایا

۳۶

لب شیریں کا اثر کیا ہو بیاں تجھ سے ادیب
تلخ باتوں کو بھی دلدار کے میٹھا پایا

۲۴

تم دکھا دو جو اُسے روے منور اپنا
لے کے رہ جائے ابھی منہ مہ انور اپنا

اپنے کہنے میں جو ہوتا دل مضطر اپنا
دل وہ آکر ہمیں دیتا جو ہے دلبر اپنا

زلف کے عشق میں یہ لٹ گیا ہوں لاغر
کہ ہمیں موے کمر یار کا ہمسر اپنا

یار کی آئنہ داری ہے اسی صورت کہ
آئنہ لیکے تو منہ دیکھے سکندر اپنا

جو تمنا ہے دلی ہے وہ ہو پوری اے ترک
دم آخر جو گلا ہو تہ خنجر اپنا

آتش عشق سے کیا خوف دل سوزاں کو
وہ جو ہے آگ تو یہ بھی ہے سمندر اپنا

بیقراری جو یہی ہے تو مرے پہلو میں
نہ رہے گا نہ رہے گا دل مضطر اپنا

موم ہو گا مرے نالوں کو سنے گا جس دم
وہ صنم لاکھ کلیجا کرے پتھر اپنا

چلتے پھرتے اگر آپ آئے ہیں بیٹھیے ضرور
خانۂ دل کو سمجھیے کہ یہ ہے گھر اپنا

وہ گل اندام شب وعدہ نہ آیا صد حیف
بستر خار ہوا پھولوں کا بستر اپنا

عشق نے موے کمر کے یہ کیا ہے لاغر
کہ تن زار ہوا بال برابر اپنا

اک قدم ضعف سے ہے سیکڑوں منزل مجھکو
حال دل جا کے کہوں یار سے کیونکر اپنا

ہاتھ سینے پر اگر وہ پئے تسکین رکھدیں
ہاتھ بھر کا ہو خوشی سے دل مضطر اپنا

کیوں نہ کھٹکوں دل اغیار میں ہر دم اے گل
سوکھ کر خار ہوا ہے تن لاغر اپنا

بیڑیاں زلف کی ہیں عشق میں زینت کا سبب
نام زنجیر ہے جس کا وہ ہے زیور اپنا

جوش وحشت کا تقاضا ہے کہ فصل گل میں
پاؤں ہو خانۂ زنجیر سے باہر اپنا

طوق سونے کا ہی اونکا تو مرا آہن کا — خوبروون کا وہ زیور ہی یہ زیور اپنا

دین و دل دونون کو کھو بیٹھے ہم اوسکے خاطر — پھر بھی یارب نہ ہوا وہ بت کافر اپنا

کوچہ یار مین ہی جان کی جوکھون اے دل — کوے قاتل ہی یہ رکھ پانون سمجھکر اپنا

تیری رفتار کے مشتاق ہین ای خنجر یار — حلق پر چل کے دکھا دے ہمین جوہر اپنا

دیکھین کس طرح رہ ملک عدم کٹتی ہی — نہ کوئی یار نہ یاور ہی نہ رہبر اپنا

جان دینے پر آمادہ کھڑے ہین ہم بھی — ظلم کوئی نہ اوٹھا رکھے ستمگر اپنا

جا بجا پھرتے ہین بازیچہ گہ عالم ہین — نرد کی طرح نہین ایک جگہ گھر اپنا

۳۷ — انقلاب اب تو زمانے کا کچھ ایسا ہو ادیب — ۱۳

ہم اوٹھین اور بٹھائے ہمین دلبر اپنا

نہ لائے رخ انور پہ نقاب اپنا — دکھائے تو ہمین عالم شباب اپنا

نہ آئے جو شب وعدہ وہ ماہتاب اپنا — خیال خواب ہوا آنکھین اپنی خراب اپنا

دکھا کے آنکھین جو ساقی کرے عتاب اپنا — ہرن ہو میکدے مین نشہ شراب اپنا

خطوط موج سے مضمون یہ ہوا مفہوم — نہ سر اوٹھا کوئی صورت حباب اپنا

گیا تو پھر نہ پھرا مثل عمر رفتہ کبھی — شب وصال تہان تھا مگر شباب اپنا

نہ دیکھے مثل گل آفتاب اور طرف — جو پھیرے منہ تری جانب کہ آفتاب اپنا

تمام رات رہے مثل ماہی بے آب — شب فراق یہ تھا حال اضطراب اپنا

ہر اک کے دل سے اوتر جائینگے ماہ چاردہم — اوٹھاؤ رخ سے جو تم گوشہ نقاب اپنا

ہماری عیش ہی سب تلخ ہجر ساقی مین — ہی جام زہر ہمین بے ایاغ شراب اپنا

اگر خیال رقیب سیاہ رو کا ہی — دکھاؤ چہرہ روشن میان حجاب اپنا

ہوا ہی وصل میسر بڑی مصیبت سے ۔ نہ اب دکھائے فلک ہمکو انقلاب اپنا
ہم اشک پیتے ہین کھاتے ہین دانۂ زنجیر ۔ یہ دانہ قید مین لیا ہی وہ ہی آب اپنا

۲۸ ادیب پھول کے جائین نہ کوئی دلبر مین ۔ جو کہنے مین ہو دل خانمان خراب اپنا ۲۷

خندق مین گوڑ کے وہ گرا جو سوار تھا ۔ کیا شوخ و سرکش ابلق لیل و نہار تھا
مین شکل مردہ کلبۂ احزان مزار تھا ۔ بے یار مجھکو گھر مین لحد کا فشار تھا
بیتاب اس طرح مین شب انتظار تھا ۔ گھر مین نہ چین اور نہ باہر قرار تھا
پھیلا کے پانون چین سے سوتے تھے رات بھر ۔ زیر سر اپنے جن دنون زانوے یار تھا
در تکتے تکتے رات سب آنکھون مین کٹ گئی ۔ وعدے کی شب ہمین یہ ترا انتظار تھا
جمشید وقت آینہ رون کا تھا غلام ۔ مالک جو تھا حلب کا وہ آئینہ دار تھا
مین جی گیا کیا جو قدم رنجہ میرے گھر ۔ اے موت خوب آئی ترا انتظار تھا
جانے سے اوسکے آئی خزان باغ دہر مین ۔ گلزار کائنات کے وہ گل بہار تھا
سودائے زلف مین جو ہوا بادیہ نورد ۔ جادہ ہر ایک میرے لیے شکل مار تھا
کیونکر نہ جزو لایتجزی کہین حکیم ۔ اونکا دہان تنگ مرا جسم زار تھا
اعدا کے دل مین کیون نہ کھٹکتا مین رات دن ۔ اونکے لیے تو خار مرا جسم زار تھا
دیکھا تو ایک شان جدا تھی ہر ایک مین ۔ جو بن بتون کا قدرت پروردگار تھا
وہ گلعذار مل گئے صد حیف خاک مین ۔ گلبرگ جن کو فرط نزاکت سے بار تھا
پیتا بھلا وہ کیا مئی جان بخش میکشو ۔ مردہ دل آپ زاہد شب زندہ دار تھا
اے ماہ اب نظر نہین آتی وہ چشم مہر ۔ کیا چار دن کی چاندنی وہ دو دن کا پیار تھا
زاہد کو بھی ہوا ہی ترے عشق کا مرض ۔ بیمار وہ ہوا کہ [illegible] تھا

مین مر گیا تو کہتی ہی مرقد پہ آ کے خلق
یاران رفتگان کا یہی یادگار تھا

زلف دراز یار سے کم بال بھر نہ تھی
المختصر یہ طول شب انتظار تھا

چہرے پہ اونکے آنے سے خط کے کھلا ہین
حسن گریہ سپاہ سے بتان مستعار تھا

وہ حال تھا مرا شب غم سے کہ دیکھکر
احباب کیا عدو بھی ہر اک اشکبار تھا

جب سے چھپے نظر سے نہین ہی وہ چشم لطف
دیکھا کہ آنکھون دیکھے کا بس اونکو پیار تھا

چاہا جو قتل غیر مین حسرت سے مر گیا
تا کا کسیکو اوسنے یہان مین شکار تھا

قربان گل سے تھے عارض رنگین یار پر
غنچہ دہان تنگ پر اوسکے نثار تھا

اوصاف جب سے لکھے دُر دندان یار کے
ہر اک سخن مرا گہر آبدار تھا

مین ہون وہ خفتہ بخت کہ جب ہو گیا فنا
خوابیدہ سبزہ سر خاک مزار تھا

شہرت تھی جب کہ یار کے مژگان کی جابجا
دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار تھا

۳۹

اوس گلبدن کی ہجر مین یہ روئے ہم ادیب
شرمندہ اپنے اشکون سے ابر بہار تھا

۱۴

صد شکر ہین کا کل پیچان سے نکالا
اللہ نے کیا پھول ہتھیان سے نکالا

ہمت نے مجھے منت دونان سے نکالا
کیا کاہ کو کوہ غم احسان سے نکالا

باقی نہ رہے اشک تو رو رو کے شب ہجر
خوننابِ جگر دیدۂ گریان سے نکالا

اے دل نہین کچھ کیفیت ضبط خبردار
آنسو جو کوئی دیدۂ گریان سے نکالا

جب مر گئے فرقت مین ہین ہو گئی راحت
صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا

آدم کے لیے حیلہ ہوا دانۂ گندم
اللہ نے تری روضۂ رضوان سے نکالا

ممنون رہین گے ترے تا روز قیامت
اے موت جو رنج شب ہجران سے نکالا

طرز ستم و یہ ہمی عالم امکان
گردون نے تری جنبش مژگان سے نکالا

خورشید قیامت کے نکلنے کی ہوئی دھوم
داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ خورشید
ہر ذرۂ خاک درِ جانان سے نکالا

وہ جنس تو یون ہون کہ خریدار نے جسکو
ناکارہ سمجھکر کف میزان سے نکالا

کیا صور قیامت تھے کہ ارباب عدم کو
نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا

رو یا کیے فرقت مین ہم اک پردہ نشین کی
آنسو نہ کبھی دیدۂ گریان سے نکالا

۴۰ ۔ ۴۱

کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو دنیا سے کنارہ
رازق نے جسے فکر لب نان سے نکالا

ہر دل مین مثل روح ترا ہمکو گھر ملا
تو ہی ہر ایک شی مین ہمین جلوہ گر ملا

رویا جو یاد مین دُرِ دندان یار کی
اشکون کو میرے رتبۂ سلک گہر ملا

سیماب کی طرح رہے ہم مضطرب مدام
چین اس جہان مین نہ ہمین عمر بھر ملا

ہر چاک زخم دل سے بر آئی مری مراد
دل کی ہوس نکلنے کو کیا خوب در ملا

طوفان یہ اوٹھا دُرِ دندان کی آب کا
گردون سے جا کے قلزم آب گہر ملا

مقتل مین مجھ شہید کو اک عید ہو گئی
جس دم گلے سے خنجر بیداد گر ملا

عاشق شہید ہو کے گئے جلد خلد کو
خنجر کے دم سے جادۂ راہ سفر ملا

آیا جو وہ بغل مین تو فرط سرور سے
بیخود مین یہ ہوا کہ نہ دو دو پہر ملا

دیکھا جو باغ دہر تو مرنے کی ہو دلیل
میل رہ عدم سے مجھے ہر اک شجر ملا

اے شیخ ایک آن مین ہو جائیگا مرید
دست سبو سے ہاتھ تو اے بے خبر ملا

دیکھی ہی جب سے یار کے دانتونکی آب و تاب
کہتا ہی دل کہ خاک مین آب گہر ملا

جانے سے کوئے یار مین سودا ہوا نصیب
ہاتون سے اپنے پاؤن کے یہ درد سر ملا

دیر و حرم مین ڈھونڈھتے بے فائدہ پھرے
دیکھا جو غور سے تو ترا دل مین گھر ملا

کیا بات ہم سنین لب شیرین یار سے
شاخ نبات سے نہ کسی کو ثمر ملا

یاد میان مین گم یہ ہوا مین شب فراق
میرا پتا نہ مثل کمر رات بھر ملا

ہمکو ہوا نظارۂ خورشید روے یار
تار شعاع مہر سے تار نظر ملا

ہمرنگ نرد پھرتے رہے اس جہان مین
آرام کا بساط زمین پر نہ گھر ملا

اسدرے فروغ مرے سوز عشق کا
خورشید روز حشر سے داغ جگر ملا

دل کی شکست سے پہنچے جو اوس ستم کیطرف
ساقی سے کیا ہی شیشۂ دل ٹوٹ کر ملا

اوس چشم سرمگین کے تصور مین ہون خموش
زخم دہن سے چاک کو کیا بخیہ گر ملا

۴۱

محفوظ ہون حسد سے مین حاسد کے ای ادیب
صد شکر مجھکو بے ہنری کا ہنر ملا

۲۱

خوب رو تم ہو کہون تمکو نہ کیونکر اچھا
کہتے آئے ہین سب اچھونکو برا اچھا

عشق کا کل نہو جسکو وہ ہی بیسر اچھا
جس مین سودا نہو وہ سر تہ خنجر اچھا

جب کسی کا نہین ہوتا ہی مقدر اچھا
سب بُرا کہتے ہین گو ہمین ہو جوہر اچھا

آینہ رو تمہین ہی نام ابھی تک روشن
تھا مگر اختر تقدیر سکندر اچھا

رو رہا ہون مین تصور مین دُرِ دندان کے
قطرۂ اشک سے میرے نہین گوہر اچھا

آب دُر سے نہین کچھ آب بقا کو نسبت
رگ جان سے ہی ترا رشتۂ گوہر اچھا

تاج سلطان مری نظرونمین ہیچ کچکول گدا
ہون وہ قانع کہ سمجھتا نہین مین زر اچھا

دولت عشق بتان نے یہ کیا مجھکو غنی
سنگ پارس کو سمجھتا نہین پتھر اچھا

وہ گل اندام تہ خاک پڑے ہین صد حیف
فرش گل کو جو سمجھتے تھے نہ بستر اچھا

حسرت آب بقا تا دم آخر نہ گئی
کون کہتا ہے کہ تھا بخت سکندر اچھا

ایک ہی گھونٹ مین دنیا کے مزے حاصل ہین
جام جمشید سے ساقی کا ہے ساغر اچھا

بات وہ کہہ کہ برا دل مین نمانے کوئی
کام وہ کر کہ سمجھے سب کہین گھر گھر اچھا

نامہ ہر روز مرے یار کو پہنچاتا ہے
مرغ دل سے مین سمجھتا ہون کبوتر اچھا

کان مین جھک کے یہ کہتا ہے در گوش صنم
آبرو مین نہین مجھسے کوئی گوہر اچھا

خلش دل کے سبب ہے مژہ یار پسند
جسمین کچھ نوک نہو کیا ہو وہ نشتر اچھا

ایک دم کے ہین مکین فکر مکان کیا حاصل
بحر ہستی مین حبابون کا نہین گھر اچھا

لامکان تک مری فریاد و فغان جا پہنچی
آہ سے گنبد گردون مین ہوا در اچھا

ترے مجنون کے لیے اے صنم لیلی وش
کونسا خانۂ زنجیر سے ہے گھر اچھا

جام سے خوب ہے جب دیدۂ مست ساقی
آنکھون کے ڈورون سے کیا ہو خط ساغر اچھا

اے مسیحا تجھے دعوے مسیحائی ہے
چشم بیمار کو اپنی تو بھلا کر اچھا

۴۲
لطف اشعار نہ کچھ لطف معانی ہے ادیب
تیرے اشعار کو کوئی کہے کیونکر اچھا
۱۵

دنیا کا لطف دل کو رہا شادمان رہا
جب تک مری بغل مین وہ آرام جان رہا

دل کو خیال زلف و خط گلرخان رہا
گھر مین ہمارے آتش گل کا دھوان رہا

جب تک کہ مجھکو عشق وہان میان رہا
مقبل نظر ہر اک کی نظر سے نہان رہا

گردش سے بخت کے نہ ملا مجھکو چین
بحر جہان مین صورت ریگ روان رہا

سر پہ جب آئی دھوپ بڑھاپے کی تب جگا
بعد شباب بھی تجھے خواب گران رہا

جب تک رہا مین شیفتہ مژگان یار کا
سینہ مرا نشانۂ تیر و کمان رہا

تیرے بغیر ماہی بے آب کیطرح
مین آتش فراق مین ہر دم طپان رہا

اسطرح غم کی شکل رہا مین فراق مین
پہرون وہ مجھکو دیکھکے گریہ کنان رہا

دن رات اوسکی دست حنائی کی یاد مین
آنکھون سے اپنے خون کا دریا روان رہا

آسان ہونگی مشکلین سب وقت نزع کی
مرتے دم اوس کا نام جو ورد زبان رہا

دم بھر نہ آئی نیند کسی کو شب فراق
بیچین میرے نالون سے سارا جہان رہا

جبتک رہا شباب کیا لاکھونکو ہلاک
وہ ترک اپنے وقت کا چنگیز خان رہا

صد حیف قتل گاہ مین سیراب سب ہوے
مین تشنہ کام تشنۂ آب سنان رہا

دوڑے فنا کی راہ مین جب شہ طلب کے ہم
دو گام ہم سے پیچھے توسن عمر روان رہا

٢٢

کعبے چلو ادیب کہ حافظ نے سچ کہا
رہنے کے قابل اب نہین ہندوستان رہا

٢١

نہین منظور اگر آزاد کرنا
چھری سے ذبح اے صیاد کرنا

نئے ظلم اونکا مجھکو یاد کرنا
کرم سے لطف سے ہی شاد کرنا

کلیجا منھ کو لاتا ہی سفر مین
مرا اہل وطن کو یاد کرنا

جو اے دل نالش قاتل ہو منظور
لب ہر زخم سے فریاد کرنا

چھپانا راز الفت ہی جو اے دل
نہ ہرگز وا لب فریاد کرنا

نہین ممکن ہمی ہم سے پیش قاتل
بیان لذت بیداد کرنا

جب آئین ہچکیان ہمکو دم نزع
ہوا معلوم اونکا یاد کرنا

مصیبت درد و رنج و بیکسی مین
نہ بھولے گا تمھارا یاد کرنا

ہزارون لذتین دیتا ہی ہمکو
ستمگر کا ستم ایجاد کرنا

جو دیکھے اوس ستمگر کی جفائین
فلک بھولے ستم ایجاد کرنا

بتون کا سخت دل ہو موم کیونکر
ہی مشکل کشتۂ فولاد کرنا

سوا تیرے ہی کس مین اے ستمگار
ستم مین طرز نو ایجاد کرنا

نہ منہ موڑینگے جانباز اے ستمگر
جہانتک ہو سکے بیداد کرنا

دکھائیگا ترا دل اے ستمگر
مرا دل کھول کر فریاد کرنا

دکھا کر قامت موزون کو اپنے
غلط تم مصرع شمشاد کرنا

دل ویران مین تم آنا کسیدن
یہ گھر اوجڑا ہوا آباد کرنا

نہین جانیگا اے چرخ اوپر اوپر
ترے مظلوم کا فریاد کرنا

جو اے فرہاد تو سیکھے فن عشق
مرے شاگرد کو استاد کرنا

اوٹھانا سیکڑون کوہ مصیبت
نہ اُف تک اے دل ناشاد کرنا

لگا کر ہاتھ اوچھا پیش اغیار
خجل ہم کو نہ اے جلاد کرنا

۴۴ جوانی کے گئے دن آئی پیری
ادیب اب تو خدا کی یاد کرنا ۱۶

اے بلبلو گلزار مین فریاد نکرنا
نالون سے شکستہ دل صیاد نکرنا

کیا ظلم ہی طاقت تو نہین ضبط فغان کی
صیاد کا ہی حکم کہ فریاد نکرنا

مجھ عاشق وحشی سے یہی کہتی ہی وحشت
تو خانۂ زندان کبھی آباد نکرنا

فرقت مین جب اک روز بھی ہچکی نہین آئی
معلوم ہوا ہم کو ترا یاد نکرنا

اے شاہ بتان تجھکو قسم اپنے خدا کی
بندے کو غلامی سے تو آزاد نکرنا

اے آینہ رُو اتنی بہت اچھی نہین سختی
دل کو کہین آئینۂ فولاد نکرنا

صیاد تری گھات مین بیٹھے ہین خبردار — نالہ کہین اے بلبل ناشاد نکرنا
اے بلبلو اچھا نہین گلزار مین رہکر — پابند محبت دل صیاد نکرنا
بھوکا ہون تری دید کا گو زیست سے ہون سیر — منہ پھیر کے قتل اے مرے جلاد نکرنا
اچھا تمھین انصاف کرو ہوکے مسیحا — اچھا ہے علاج دل ناشاد نکرنا
جاتین گے دم صبح وہ اوٹھیگی قیامت — اے مرغ سحر بھول کے فریاد نکرنا
اے رشک پری خانۂ دل سے کہین جاکر — گھر اپنے ہوا خواہون کا برباد نکرنا
اے آتش سودائے شہادت یہی امید — خشک آب دم خنجر جلاد نکرنا
گلزار سے لیجا کے تو اے باد بہاری — بوئے گل گلشن کہین برباد نکرنا
مشتاق شہادت ہون نہ بسمل رہون دم بھر — دم ناک مین اے خنجر جلاد نکرنا

۴۵ اوس قامت موزون کے تصور مین ادیب اب — گلزار مین نظارۂ شمشاد نکرنا ۴۳

بہار آئی ہے ساقی شراب دیتا جا — اگر شراب نہ دے زہر ناب دیتا جا
ہماری آنکھین ترستی ہین گریہ کو اے دل — جو آب اشک نہو خون ناب دیتا جا
نہ اپنے کوچے مین کر ظلم اے بت کافر — مجھے نہ باغ جنان مین عذاب دیتا جا
کھڑے ہین منتظر اے شہسوار راہ مین ہم — تو ایک بوسۂ چشم رکاب دیتا جا
حساب حشر کا ڈر ہے تجھے جو اے منعم — خدا کی راہ مین زر بے حساب دیتا جا
بجائے سرمہ لگانے کو اپنی خاک قدم — برائے چشم مہ و آفتاب دیتا جا
یہ آرزو ہے کہ اے ترک تیغ و خنجر سے — تو اپنے کشتون کے کھیتون کو آب دیتا جا
کوئی تو یاد کی صورت نکال آگے کو — نشانی اپنی ہمین اے شباب دیتا جا

جو ساتھ غیر کے سوتا ہو بستر گل پر
تو خار مجھکو پئے فرش خواب دیتا جا

صفات اوس رخ روشن کے لکھتے ہین اے چرخ
پئے رقم ورق آفتاب دیتا جا

شباب پھر کے نہین آئیگا کبھی اے شیخ
ہزار ریش پہ اپنے خضاب دیتا جا

جو تیر لاکھ بولائین تو کہنا آئین گے
ہزار بات کا صرف اک جواب دیتا جا

وہ تشنہ آب دم تیغ کا ہون اے قاتل
کہ لب پہ آئی ہے جان اب تو آب دیتا جا

جو حق کے ساتھ گزک اور کچھ نہو ساقی
دل برشتہ مرا لے کباب دیتا جا

عذاب نار جہنم سے کیون ڈرین ہم رند
خدا غفور ہے ساقی شراب دیتا جا

نکر خیال عذاب و ثواب اے ساقی
کشادہ ہے در توبہ شراب دیتا جا

نشانی اپنی جو دیتا ہے کچھ دم رخصت
تو داغ سے چھلے کا اے ماہتاب دیتا جا

ہے ایک عمر سے شوق شہادت اے قاتل
مین تشنہ کام ہون خنجر کی آب دیتا جا

کھلی ہے چاندنی ہے لطف مے کشی ساقی
ہے آفتاب غروب آفتاب دیتا جا

قیام بحر جہان مین نہین ہے دم بھر بھی
ہر ایک کو یہ خبر اے حباب دیتا جا

حساب بوسون کے دینے کا کچھ نکر ہمین
یہ چیز دینے کی ہے بے حساب دیتا جا

حباب بحر کو اے باد پائے عمر روان
ثبوت ہستی پا در رکاب دیتا جا

۴۶ ادیب صبح و مسا جا کے سرمہ آنکھون مین
غبار خاک در بوتراب دیتا جا ۳۰

حسن مین ناز مین انداز مین یکتا نکلا
تو ہر اک بات مین عالم سے نرالا نکلا

ٹھیک اوسوقت مین الٹی صدائے پا نکلا
سر کا جسوقت کہ ایڑی سے پسینا نکلا

دل جگر توڑ کے جب تیر تمہارا نکلا
پوری حسرت ہوئی ارمان دل اپنا نکلا

زلف شب رنگ سے اونکا رخ زیبا نکلا
پردۂ ابر سے یا چاند سرا پا نکلا

سخت حیرت ہی کہ اک طرفہ تماشا نکلا
تھا جو مٹی کا وہ بت نور کا پتلا نکلا

آبرو پائی ترے کان کا گوہر ہوکر
اسلیے بطن صدف سے در یکتا نکلا

وہ بہم حسن چلا گھر کو جو رخصت ہوکر
چشم گریان سے مری اشکو نکا دریا نکلا

مر گئے پر نہوا یار کا دیدار نصیب
حسرت دید مین دم آنکھون سے اپنا نکلا

دیکھتے دیکھتے غائب ابھی نظرون سے ہوا
توسن حسن گریزان تو چھلاوا نکلا

زہر کھاتے ہیٹھے خضر دیکھکے وہ سبزۂ خط
لب جان بخش پر اوسکی دم عیسی نکلا

بیڑیان توڑکے وحشت مین نہوگا پھر قید
مین جہان خانۂ زنجیر سے نکلا نکلا

سانپ اک لوٹگیا دیکھتے ہی چھاتی پر
سامنے سے جو کوئی گیسوون والا نکلا

کھولکر دیدۂ وحدت کو جو دیکھا ہمنے
رشتۂ سبحہ سے زنار کا رشتا نکلا

سارے عالم کے جوانونکو کیا پست اسنے
فلک پیر کا آفت کا بڑھاپا نکلا

بحر غم سے ہوئے پار الفت مژگان کے سبب
ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا نکلا

مرض عشق سے صحت ہی نہ حاصل پس مرگ
ملک الموت مرے حق مین مسیحا نکلا

چلدیے چھوڑکے تنہا ہمین مرقد مین عزیز
حیف اسوقت مین کوئی بھی نہ اپنا نکلا

اوسکی دانتون سے صفا مین جو کیا تھا دعوی
در خوشاب نظر مین مری جھوٹا نکلا

مین جو ان اس دار فنا مین وہ بلانوش حریف
خم کو نہین مرا ایک نوالا نکلا

۴۷ جان جائیگی اوسی دم مری حسرت مین ادیب
خنجر یار اگر کاٹ کے رستا نکلا ۱۷

سخت نازک ہی بہت یہ دل شیدا میرا
ٹھیس لگنے سے نہ ٹوٹے کہین شیشا میرا

ہجر دلبر مین برا حال ہی ایسا میرا ۔ لوگ رو دیتے ہین سن سن کے فسانا میرا

یہی ارمان ہی دن رات خدایا میرا ۔ اوسکی گردن مین رہے دست تمنا میرا

یاد رکھنا کہ ہوئی جوشش وحشت جسدم ۔ ایک جھٹکے مین نہین سلسلہ پا میرا

شوق دیدار رہی اسطرح کہ مثل نرگس ۔ بن گیا ہی ہمہ تن چشم سراپا میرا

کاٹتا ہون شب فرقت کو مین تارے گنکر ۔ ہو گیا خواب ترے ہجر مین سونا میرا

دھجیان دامن صحرا کی ابھی اوڑ جائین ۔ جوش پر آئے اگر عشق جنون زا میرا

مین وہ عاشق ہون کہ حوران بہشتی ہر دم ۔ دیکھتی ہین کھڑی فردوس مین رستا میرا

جب سے اوس غیرت خورشید کا ہی دلمین خیال ۔ کم نہین مہر منور سے سویدا میرا

دلمین غیرون کے نہ کسطرح مین کھٹکون دن رات ۔ ہجر مین جسم ہوا سوکھ کے کانٹا میرا

شمع روشن کیطرح داغ ہین سر سے پا تک ۔ غیرت سرو چراغان ہی سراپا میرا

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون اوسے سب کہنے لگے ۔ پڑ گیا بید پر اک روز جو سایا میرا

مست ہون اپنی فقیری مین نہین حرص جہان ۔ جام جمشید سے بڑھکر ہی پیالا میرا

رونے سے اوٹھتے ہین اقلیم عدم کے مردے ۔ ہم نفس صور قیامت کے ہی نالا میرا

لوگ کہتے ہین کہ خورشید قیامت نکلا ۔ داغ دل سے کبھی ہٹتا جو پھاہا میرا

یہ وہ ہی روگ کہ دشمن کو بھی اللہ بچائے ۔ مرض عشق سے عاجز ہی مسیحا میرا

۴۸

میکشی کم نہین کچھ مجھکو عبادت سے ادیب ۔ روز میخانے مین بچھتا ہی مصلا میرا

۱۵

اوس کف پا سے تو اوسوقت مقابل ہوتا ۔ داغ تجھ مین نہ اگر اے مہ کامل ہوتا

پوچھتے عشق کا وہ راز جو مشکل ہوتا ۔ اس زمانے مین اگر کوئی بھی کامل ہوتا

درد فرقت کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہوتا — صورت غنچہ سراپا میں اگر دل ہوتا
قتل کرنے سے مرے جو نہ خجالت ہوتی — سرنگوں کس لیے پھر خنجر قاتل ہوتا
اگر اوصاف نہ لکھتا دہن تنگ کے میں — غیب دانی کا مری کوئی نہ قائل ہوتا
ہجر میں سیر چمن ہوتی قیامت سے سوا — نالہ صورت مجھے شور عنادل ہوتا
ہاتھ سے اپنے جو دیتا وہ مسیحا مجھکو — جان شیرین سے سوا زہر ہلاہل ہوتا
مصحف رخ کی قسم دل کی تمنا یہی — ہاتھ میرا ترے گردن میں حمائل ہوتا
گرمی آتش عارض سے جل اٹھتا عالم — پردہ تار نظر بھی جو نہ حائل ہوتا
دم گلگشت چمن ہجر میں گل ہوتے خار — بے ترے برگ شجر خنجر قاتل ہوتا
دوستو جذبہ دل کا میں دکھاتا جو اثر — اپنی آغوش میں وہ حور شمائل ہوتا
میکشی کے لیے وہ پھر اگر فرماتا — آسمان شیشہ تو ساغر مہ کامل ہوتا
صدمے دیتا جسے عشق لب رنگین تبان — تھوکتا خون وہ ایسا مرض سل ہوتا
ہاتھ سے اپنے مجھے قتل جو کرتا وہ ترک — ہاتھ بھر کا مرے سینے میں مرا دل ہوتا

٤٩ سوزش عشق سے دریا میں نہاں تھا جو ادیب
خشک مثل لب عاشق لب ساحل ہوتا ١٠

مآل زیست اچھا تھا جو سر اپنا قلم ہوتا — دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم ہوتا
سرائے دہر میں ہمکو نہ کچھ عقبیٰ کا غم ہوتا — جو اپنے پاس ای دل توشۂ راہ عدم ہوتا
قدم رنجہ جو فرماتے تو بندے پر کرم ہوتا — مرا بیت الحزن ای گلبدن رشک ارم ہوتا
ہمارے دل کی ساری حسرتیں دم میں نکلجاتیں — گلو اپنا جو لے قاتل تہ تیغ دو دم ہوتا
وہ لاغر ہیں دہن کی یاد میں جو تا پتا کوئی — تن کاہیدہ اپنا نقطۂ وہمی سے کم ہوتا

مرے ہین عاشق شیدا قد مہوی کی حسرت مین / عجب کیا تھا جو پیدا خاک سے نخل قدم ہوتا
دم آنکھون مین مرا تھا اور لب پر جان آئی تھی / اگر اب بھی نہ آتا تو تو ہی ظالم ستم ہوتا
تمھارے چہرۂ روشن کی صحبت کا جو دھیان آتا / برنگ شمع محفل ہاتھ مین اپنے قلم ہوتا
جو شوق دید مین حسرت ہے کہتے ہمکلامی کی / تو کیون جان آتی لب پر اور کیون آنکھون مین دم ہوتا

٥٠ ادیب اپنی تمنا ہے یہی درگاہ خالق سے / وظیفہ نام کا اوسکے لبون پر مرتے دم ہوتا ٢٧

گھر مین آجائے جو وہ مہر درخشان اپنا / سے بنے خورشید محل کلبۂ احزان اپنا
ہم بغل وصل کی شب ہی مہ تابان اپنا / منھ نہ اب ہم کو دکھائے شب ہجران اپنا
کاش انجام ہو سوچے گل خندان اپنا / رو کے صد چاک کرے جیب و گریبان اپنا
تم دکھاؤ جو ہمین شیشۂ درخشان اپنا / دل مین کوئی نہ رہے حسرت و ارمان اپنا
پھر ہوا جوش جنون سلسلہ جنبان اپنا / گھر نظر آنے لگا صورت زندان اپنا
تم دکھاؤ جو ہمین چاہ زنخدان اپنا / دل گرے چاہ سے مثل مہ کنعان اپنا
جب سے ہی گیسوئے پیچان بتان کا سودا / ای جنون خانۂ زنجیر ہی زندان اپنا
ہاتھ گلدستہ بنا چھالون کے گل سے ای گل / سینہ داغون سے ہوا رشک گلستان اپنا
جب سے اوصاف لکھے ہین لب لعلین کے ترے / لقب اوس دن سے ہی یاقوت قلمدان اپنا
اوس پری نے جو جنازے کو اوٹھایا آکر / تخت تابوت ہوا تخت سلیمان اپنا
شب تاریک لحد کا نہین کچھ ڈر پس مرگ / داغ سینہ ہی ہر اک شمع شبستان اپنا
خیرہ ہوتی ہے نظر اونکی رخ روشن سے / پھیرے اسوجہ ہی منھ مہر درخشان اپنا
خانۂ دل مین جگہ دو دن مین بڑی خاطر سے / ناوک یار اگر آگئے ہو مہمان اپنا

عشق مین اوس بت کافر کے خدا ہی دعا
جان جائے نہین کچھ غم رہے ایمان اپنا

کسی کو نہین معلوم که وه کس کا ہی
گبر اپنا اوسے کہتے ہین مسلمان اپنا

نیند دم بھر بھی نہ آئے یہ پریشانی ہو
ہم سنائین جو تمھین حال پریشان اپنا

دیکھ اے دل نہ کہین اوسکی گلی سے تو جا
باغ فردوس سمجھ کوچۂ جانان اپنا

الامان خلق مین ہر ایک پکار اوٹھیگا
شعلۂ آه جو ہوگا شرر افشان اپنا

نظر آنے لگین افلاک حباب یم اشک
رونے پر آئے اگر دیدۂ گریان اپنا

ہون وه بیمار تپ غم که ابھی صحت ہو
تم دکھا دو جو مجھے سیب زنخدان اپنا

بھولکر بھی نہ لگائے کبھی دل اوس بت سے
رکھے ایمان اگر مرد مسلمان اپنا

مین جو رویا لب لعلین کے تصور مین کبھی
قطرۂ اشک ہوا لعل بدخشان اپنا

عارض صاف سے پھر اوسکے مقابل ہونا
داغ پہلے تو مٹا اے مہ تابان اپنا

جوش وحشت مین یہ کہتا ہی دل اے دشت جنون
چاک دامن بھی ہو مانند گریبان اپنا

دیکھکر مجھکو ترے ہجر مین زار اور ملول
دوست ہر ایک ہی انگشت بدندان اپنا

جنس ناکاره وه بازار جہان مین ہین ہون
نہوا اور نہین ہی کوئی خواہان اپنا

کرکے یاد اپنے گناہون کو بہا اشک اے سب او
تجھکو دھونا ہی اگر نامۂ عصیان اپنا

(۵۱) ردیف بای موحده (۱۷)

جب لب دریا مرے ساقی نے جاکر پی شراب
ہو گیا عکس لب می نوش سے پانی شراب

کاتب تقدیر نے قسمت مین جب لکھی شراب
ہو گئی ایام طفلی سے مری گھٹی شراب

کیا کریگی اس سے بڑھکر اور زیرہ زوری شراب
جب نہین ٹھہری خم گردون مین اسکی ساقی شراب

ہون وه میکش جب سے می پینے سے مین وم ہوا
ہی بن مو سے مرے جاے عرق جاری شراب

تیری فرقت مین ہی بزم عیش بیشک قتل گاہ
آب خنجر ہی ہمارے حق مین ای ساقی شراب

میکشی سے توبہ کی مجھ رند نے جس روز سے
ہوگئی پانی کے مول ایسی ہوئی سستی شراب

میکشی سے آگئی میرے تن بیجا مین جان
زاہدو رکھتی ہی اعجاز مسیحائی شراب

مین وہ رند بادہ کش ہون طالب می جب ہوا
حور جنت خلد سے میرے لیے لائی شراب

فرط گرمی سے ہوا میخانے مین محشر بپا
آفتاب حشر سے کرتی ہی ہمدوشی شراب

کیون نہ دختِ رز کی صحبت سے ہو زاہد کو گریز
کھول دیتی ہی ہر اک کا راز پنہانی شراب

جبکہ میکش ہون تو کیون رنج دو عالم سے ڈرون
ہی مرے طوفان غم کے واسطے کشتی شراب

زور ایسا ہی کہ جاتی ہی فلک پر جوش مین
پیر گردون کو دکھاتی ہی جوانمردی شراب

زور مین آکر اوڑی جاتی ہی میرے ہاتھ سے
مجھ فقیر مست سے کرتی ہی منہ زوری شراب

مین وہ میکش ہون گرا دیتے ہین میرے نام پر
پیتے ہین جسوقت رندان خراباتی شراب

سیکڑے مین بیٹھین کر کے بیعت دست سبو
جو دکھائے زاہدون کو اپنی رعنائی شراب

اک طلسم تازہ دیکھا ہم نے بزم عیش مین
اوڑ گئی بن کر پری شیشے سے جب نکلی شراب

٥٢

ساقی کوثر سے طالب ہون مین وسکا ای ادیب
جو کہ پیتے تھے جناب حافظ و جامی شراب

٢٣

واہ ہی پردے سے رخ دلدار اب
لوٹتے ہین دولت دیدار اب

خواب مین آتا ہی شب کو یار اب
بخت خفتہ ہی مرا بیدار اب

بحر غم سے کر الہی پار اب
مین ہون تنہا اور ہی منجدھار اب

ہمکو کروٹ کا بھی لینا ہی محال
ناتوان ایسا ہی جسم زار اب

باغ رضوان سے مجھے کیا واسطہ
غیرت جنت ہی کوے یار اب

کیا کیا ہی یاد انکو موت نے / ہچکیاں لیتے ہین جو بیمار اب
باغ جنت کو ہمارا ہی سلام / کرتے ہین گلگشت کوے یار اب
کیون نہ کانٹا سا مین کھٹکون غیر کو / لاغری سے ہو گیا ہون خار اب
ہون وہ صورت غم کی ہجر یار مین / دیکھکر روتے ہین غمخوار اب
غنچہ پیکان ہی تمھارے ہجر مین / برگ گل خنجر ہی ہر گل خار اب
آپ کو بھی ہم نظر آتے نہین / ہو گئے ہین یہ نحیف و زار اب
وصف مین اوس گل کی ہم جو لکھتے ہین شعر / کیون نہ ہو بزم سخن گلزار اب
کسلیے جائین پی گلگشت باغ / سینہ پر داغ ہی گلزار اب
زخمیون کو سبزہ خط کا ہی عشق / کیا کرینگے مرہم زنگار اب
حیف اوسنے وعدہ فردا کیا / اور ہم ہین تشنہ دیدار اب
رات دن تیرا ہی رہتا ہی خیال / کیونکر آئے گل ہمین اے یار اب
بن گیا ہون موے میان دلبران / ہو گیا ہون یہ نحیف و زار اب
قاتلو مجھکو کفن درکار ہی / زخم تن پر ہو تو دامن دار اب
ہی جنون اوس گل کی زلفون کا مجھے / طوق ہی میرے گلے کا ہار اب
واہ ہین کی اپنی آنکھین حشر تک / اسقدر ہی حسرت دیدار اب
دل مین گنجایش کسی شی کی نہین / ہی تمنا دن کا یہ انبار اب
اوس مسیحا سے کوئی جا کر کہے / آنے مین اچھا نہین انکار اب
دم ہی لب پر ڈھل گیا آنکھون کا نیل / کوئی دم کا ہی ترا بیمار اب
۵۱ شکر کا سجدہ بجا لاؤ ادیب / زیر سر ہی زانوے دلدار اب

٥٣ ردیف بائے فارسی ٩

آمادہ جور و ظلم پر آٹھون پہر ہین آپ
سچ مجھ سے پوچھیے تو لڑائی کا گھر ہین آپ

دلمین نہان ہین یا کہ ہین پوشیدہ جان مین
آنکھین ہماری ڈھونڈھ رہی ہین کدھر ہین آپ

زلفین وہ پائی ہین کہ سراپا ہین دام عقل
رخ وہ ملا کہ غیرت شمس و قمر ہین آپ

القاب خط شوق مین لکھتا ہون یون انھین
آرام دل ہین راحت جان و جگر ہین آپ

کہدیجیے یہ صاف تو تسکین قلب ہو
میری طرف کہ غیر کی جانب کدھر ہین آپ

قاصد نہین پیام نہین کچھ خبر نہین
ہر طرح میرے حال سے کیون بیخبر ہین آپ

شمس و قمر ہین دید کے مشتاق رات دن
لاریب اک جہان کے منظر ہین آپ

دیوانہ سمجھون مین جو پری آپ کو کہے
کیونکر بشر کہے کوئی رشک بشر ہین آپ

اسکے سوا ادب سے کہے کیا حضور کو
گلزار حسن و زیب کے طرفہ شجر ہین آپ

٥٤ ردیف تائے فوقانی ٢٠

بے بلائے رہے گھر غیر کے ساری برسات
حیف ہے ہمنے اسی حسرت مین گزاری برسات

کیا کہین ہجر مین کس طرح گزاری برسات
کاٹی مر مر کے بغیر آپکے ساری برسات

آب دیدہ سے گل داغ جنون تازہ ہین
کم نہین ابر بہاری سے ہماری برسات

موسم گل مین رولایا یہ تری فرقت نے
چشم گریان سے ہوئی فصل بہاری برسات

لطف بارش ہو اوسیوقت کہ جب یار ہو پاس
رنج ہجران سے ہمین ہوگئی بھاری برسات

چشم گریان سے مری کیون نہ بہے قلزم اشک
تم نہ اک روز بھی آئے گئی ساری برسات

فصل بارش مین کسی دن نہ تم آئے افسوس
حسرت و یاس مین سب ہمنے گزاری برسات

سرد مہری بتان رکھتی ہو گریان شب و روز
فصل سرما جو ہوا اونکی تو ہماری برسات

ہمکو اک قطرۂ باران بھی ہے فرقت مین پہاڑ — تم نہو پاس تو لاریب ہے بھاری برسات
بارش تیر جو مجھپر ہوئی کیون غیر کٹے — پاس رکھتی ہے نہ خنجر نہ کٹاری برسات
رتبۂ ابر گھٹا دیدۂ پرنم سے مرے — چشم گریان سے رہا کرتی ہے عاری برسات
قحط سالی کا نہین خلق کو اوس روز سے خوف — چشم گریان سے ہے جبسے مرے جاری برسات
یاد آتی ہے جو بارش مین لب رنگین کی — خون روتا ہون شب و روز مین ساری برسات
دھیان ہے گورے کے تعویذ و نکا رونے مین ہین — جگنو آتے ہین نظر رات کو ساری برسات
چشم گریان کو جو دیکھے تو بھرے پانی ابر — دل نالان کی کرے آئینہ داری برسات
روتے ہین سردی و گرمی زمانہ سے مدام — اب تو ہر فصل مین رہتی ہے ہماری برسات
ساتھ رونے کے ہے نالان دل پر داغ مرا — شور طاؤس کیا کرتے ہین ساری برسات
فرقت یار مین رونا جو ہمارا دیکھے — چشم گریان سے خفیف آکے ہو بھاری برسات
دھارے سے قلزم دیدہ کے کٹا گلشن دہر — ہو گئی ہر شجر باغ کو آری برسات

۵۵

روشنی قلب کو ہوتی ہے جو رونے مین ادیب
دھوتی ہے دل کی کدورت کو ہماری برسات

۴۰

ہم بغل آکے ہوا ہے وہ قمر آجکی رات — تا قیامت رہے یارب یہ گہر آجکی رات
سنکے حال آنے کا ہے رشک قمر آجکی رات — در کو تکتے رہے ہم چار پہر آجکی رات
نہین ہوتی ہے کسی طرح سحر آجکی رات — بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آجکی رات
دی یہ ہر کارون نے اشکون کے خبر آجکی رات — ہو کے پانی نہ بہے دل او جگر آجکی رات
کل شب وصل تو غل شام ہی سے کرتے تھے — یا خدا مر گئے کیا مرغ سحر آجکی رات
زلف شبگون مین قیامت ہے چھپا کے جو قمر کی — چاند سورج ہین ترے شمس و قمر آجکی رات

لے لیا دیکھتے ہی دیکھتے نقد دل و جان / تمنے اے جان کیا آنکھوں میں گھر آجکی رات
شرم سے اوسنے چرایا بدن لپٹا دم وصل / نہ وہ معلوم ہوا مثل کمر آجکی رات
تیرگی چھائی ہی کچھ ایسی شب فرقت کی / نام کو بھی نہین ہی نور سحر آجکی رات
وصل کی شب ہی کہونگا مین مجھپہ بھی اوسنے قہر / کوئی بولے تو بھلا مرغ سحر آجکی رات
اسقدر یاد میان مین مین تجھے ہی دیا ہون / آب دیدہ ہی مرے تا بکمر آجکی رات
مین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار / خواب مین آئے جو وہ رشک قمر آجکی رات
رہے دیدار سے محروم جب آیا وہ قمر / ضعف سے اوٹھ نسکے پائے نظر آجکی رات
چشم سے ہو چکا ہوا نوح کا طوفان بپا / آہ مین رونے سے پیدا اگر دیدہ تر آجکی رات
چشم بیمار کی الفت مین ہوا زار ایسا / تن لاغر ہی مرا تا نظر آجکی رات
تیر مژگان سے اونھین کیا ذرہ آہین گئے کھی / ساری دنیا جو [illegible] نظر آجکی رات
دل مجروح مین اے ماہ ترا جلوہ ہی / چاندنی کا نہو زخمون مین اثر آجکی رات
کوفت کچھ ایسی ہوئی مجھکو کہ دل بیٹھ گیا / کیا کہون کیسے اوٹھا درد جگر آجکی رات
لوگ کہتے ہین کہ وہ رشک قمر آئیگا / چاندنی کا ہو کچھ [illegible] گھر آجکی رات
دید کیا اونکی ہو جب طالع خفتہ کیطرح / سو گئے [illegible] پائے نظر آجکی رات
درد دندان کی صفت مجھسے جو لوگون نے سنی / کان ہر اک کے ہٹے کان گہر آجکی رات
سارے عالم مین اک اندھیر نظر آئیگا / زلف مشکین کو وہ کھولینگے اگر آجکی رات
نقد دل دیکھیے کس طرح مرا بچتا ہی / بے طرح گھات مین ہی دزد نظر آجکی رات
رنج جو ہے وہ تو اے شب ہجران دے لے / مرنے پر ہمنے بھی باندھی ہی کمر آجکی رات
بیٹھنے کو مرے پہلو مین وہ آئے جس دم / بہر تعظیم اوٹھا درد جگر آجکی رات

جوڑے پہ یار کے مرتا ہون بہت رونے دن
جان نکلے گی مری پچھلے پہر آجکی رات

روز نوروز و شب قدر سے بڑھکر ہے مجھے
آکے مہمان ہوا ہے وہ قمر آجکی رات

غنچے پیکان ہین فرقت مین دم سیر چمن
بڑھکے خنجر سے ہین برگ گل تر آجکی رات

چین کیا آئے شب وصل ہمارے دل کو
شام سے چیختے ہین مرغ سحر آجکی رات

وصل کی شب ہے بغل مین ہے مرے اک حور لقا
غیرت قصر جنان کیون نہو گھر آجکی رات

سوز فرقت سے ہم اے شمع رہے شمع صفت
شام سے جلتے رہے تا بسحر آجکی رات

بزم مین جو وہ چہرے سے اوٹھا دین پردہ
آتش رخ سے جلے آتش تر آجکی رات

کیا ضرورت ہے مجھے شمع کی اے رشک قمر
مہر رخ سے ترے پرنور ہے گھر آجکی رات

صدمے ایسے شب فرقت کے اوٹھائے ہمنے
پک کے پھوڑا سے ہوے دل او جگر آجکی رات

شب تاریک لحد کا نہین ڈر بعد فنا
مثل خورشید ہے ہر داغ جگر آجکی رات

صبح تک شام سے دھڑکا یہ رہا وصل کی شب
بول اوٹھے نہ کہین مرغ سحر آجکی رات

تو نمک پاش جو ہوتا تو مزہ تھا اے ترک
ہوتے خندان وہ ہین زخم جگر آجکی رات

پھر سمجھنا مجھے یہ زندہ جاوید ہوا
بچ گیا رنج سے فرقت کے اگر آجکی رات

زار اسطرح کیا ہے تب فرقت نے مجھے
نظر آتا نہین مین مثل نظر آجکی رات

یادمین اوسکی فراموش زمانہ ہے ادیب
ہون وہ بیخود کہ نہین اپنی خبر آجکی رات

۵۶ ردیف ثاے مثلثہ ۹

بے جرم عشق وہ دشمن جان ہے مرا عبث
کھچتی ہے مجھسے یار کی تیغ ادا عبث

جل کر ہوا کباب دل زار ہجر مین
رخسار آتشین کا تصور بندھا عبث

ہم خوب جانتے ہین کہ ان مین وفا نہین
دل مبتلائے عشق بتان ہوگیا عبث

آتا نہین ہی رحم کبھی سن کے حال زار
اوس سنگدل سے کرتے ہین ہم التجا عبث

مدت گزر چکی ہی کہ ہمراز ہون ترا
مجھسے شب وصال مین شرم و حیا عبث

آئے تو فاتحے کو وہ آئے مزار پر
یارب مری قبول ہوئی تھی دعا عبث

نور نگاہ و زور بدن دونون گھٹ چلے
پیری مین جوش عشق بتان بڑھگیا عبث

دامان یار تک نہ گیا فرط ضعف سے
ناکام ہو کے کام ہوا ہی روا عبث

دانستہ خود دیا ہی دل اپنا جو ای ادیب
بے مہری صنم کا ہی ہر دم گلا عبث

۵۷ ردیف جیم معجمہ ۳۲

بیہم الم کی لہرین ہین ای کردگار آج
مجدھار مین ہون کر مرے بیڑے کو پار آج

ایسے مین کر مدد مری ای کردگار آج
مونس نہ کوئی اور نہ ہی غمگسار آج

لذت ہو زخم کھانے کی ای تیر یار آج
پہلو کو توڑ کے ہو دل کے پار آج

ہی سخت زلزلے مین ہمارا مزار آج
مرقد مین مضطرب ہی دل بیقرار آج

اوٹھتا ہی درد دل سے مرے کیون بار بار آج
شاید بغل مین غیر کے بیٹھا ہی یار آج

جو چاہے دید مجمع لیل و نہار آج
دیکھے وہ روز رو و شب زلف یار آج

بیمار ہی فراق مین ہین زار و ناتوان
کیا ٹوٹے مجھسے رونے مین اشکون کا تار آج

تنہا شب فراق مین ہون ای خیال یار
کوئی نہین ہی تیرے سوا غمگسار آج

در تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین مری
آنے کا یار کے یہ کیا انتظار آج

دل کا ہمارے غنچۂ پژمردہ کھل گیا
آیا جو گھر مین وہ گل رشک بہار آج

ہی زندگی بھی موت سے بڑھکر فراق مین
فرقت کی شب ہی گھر مین لحد کا فشار آج

گر ہی جو داغ عشق دکھائے پس فنا
ہو جل کے خاک سبزۂ خاک مزار آج

عقبی کی فکر کچھ نہین دل باغ باغ ہی — جنت سے کم نہین ہی ہمین کوے یار آج
آنکھون کو چاہیے کہ کرون فرش رہگذر — کہتے ہین آنے کو ہی مرے گھر مین یار آج
در پر کبھی کھڑے ہین کبھی گھر مین ہین کھڑے — وعدے کی شب کہین نہین ہمکو قرار آج
موسی کیطرح گر پڑے بیہوش ہوکے ہم — دیکھا جو شب کو جلوۂ رخسار یار آج
ای دست وحشت آمد فصل بہار ہی — ثابت نہ جیب مین رہے کوئی بھی تار آج
خوش ہین مئی نشاط سے فردا کا غم نہین — مر جائین کل کے خوف سے کیون ہو خمار آج
ای بت تجھے خدا کی قسم ہی نکال ڈال — مجھ خاکسار سے جو ہو دلمین غبار آج
تنہا فراق یار مین ہم ہین تو غم نہین — ہمدرد و درد اور رہے غمگسار آج
نکلی ہی جان عارض روشن کے عشق مین — ہی رشک مہر ذرۂ خاک مزار آج
دیکھا جو حال زار مرا ہجر یار مین — اشک عدو ٹپک پڑے بے اختیار آج
پانون پڑے ہین دشت نوردی مین دیکھنا — کیا غم جو ہمسے نوک کی لیتے ہین خار آج
ہنگام دفن آئی لب گور سے صدا — آیا ہی بعد عمر مرا یار غار آج
کیا ہو بہار جو مئی گلگون سے سرخ ہو — ریش سفید زاہد شب زندہ دار آج
مین ہو گیا ہون صدمۂ فرقت سے ناتوان — کیا ٹوٹے فرط ضعف سے اشکون کا تار آج
اسرے عکس جلوۂ رخسار آتشین — ہر اک شجر چمن مین بنا ہی نخل چنار آج
کانٹا ہوے ہین سوکھ کے اوس گل کے ہجر مین — دلمین عدو کے کھٹکتے ہین ہم بنکے خار آج
ایسا ہوا ہون دشت نوردی مین سرفراز — پانون کو میرے سر سے لگاتے ہین خار آج
ہو سامنا جو گوہر دندان یار کا — مٹی ہوا آبرو سے در آبدار آج
فصل بہار آنے کی بے پر کی ہی خبر — باور مجھے نہین کہے بلبل ہزار آج

تھی ہی چمن ہی اور شب مہ بھی ہی ادیب | کیا لطف ہو جو ایسے مین آجائے یار آج

ردیف جیم فارسی

٥٨ — ٦

مجھسے کہین لے کب تری زلف دوتا کے پیچ | تقدیر مین تو اپنے پڑے ہین بلا کے پیچ

ضعف بڑھ گیا ہی غم زلف یار مین | سینے سے آہ آتی ہی لاکھون اوٹھا کے پیچ

اک دم مین لاکھ باندھے اور کھل گئے | دستار مین بھی اوسکے ہین ناز و ادا کے پیچ

دم ٹیکے میری روح بدن سے نکال لی | ہستی پہ اپنی چل گئے پیک قضا کے پیچ

چھوٹے نہ پیچ و تاب سے ہرگز کسی طرح | گیسو کے غم نے مجھکو دیا انتہا کے پیچ

میری طرح ادیب پڑے پیچ و تاب مین | سنبل جو دیکھے یار کی زلف دوتا کے پیچ

ردیف حاء حطی

٥٩ — ٨

آئی جو حسن کے شہرت رخسار یار صبح | پیش رخ صبیح ہوئی شرمسار صبح

لیکر شعاع مہر کی جاروب ہاتھ مین | آتی ہی روز جھاڑنے کو قصر یار صبح

نفرت ہی مجھکو صورت نحس رقیب سے | جیسے کہ شام سے نہین ہوتی دوچار صبح

انجام سے اپنے رنج کا آتا نہین نظر | رکھتی نہین ہماری شب انتظار صبح

اوس مہ جبین کے رخ سے مرا گھر ہی برج عیش | تا حشر ای کریم نہو آشکار صبح

مانند عاشقون کے گریبان دریدہ ہی | کسکے غم فراق مین ہی دلفگار صبح

دیکھے اگر صفا سے بنا گوش یار کو | پھر نثار لائے در شاہوار صبح

روشن ہوا یہ دیکھنے سے ہمکو ای ادیب | اونکے صفا سے رخ سے ہوئی شرمسار صبح

ردیف خاء معجمہ

٦٠ — ١٧

اوس شاخ پہ ہنستا ہو جو وہ غنچہ دہن سرخ | چاک اپنی قبا کرتے ہین گلہا چمن سرخ

مانند حنا رنگ کفِ پا سے ہی ظاہر — دستار جو تو باندھے ہی اے غنچہ دہن سرخ
یاد رخ گلگون مین جو ہون بادیہ پیما — صحرا ہی مرے داغون سے مانند چمن سرخ
ہر اک نے کہا لعل مگر ہو گئے نیلم — نیلے ہین جو یوسون سے لب غنچہ دہن سرخ
اے گل ترے ہی غیرت کا بخار انکو چڑھا ہی — اس واسطے ہر گل کا سراپا ہی بدن سرخ
تھا بند در باغ تو فرقت مین گلون کی — سر ہمنے وہ رگڑا کہ ہی دیوار چمن سرخ
اوسکے لب لعلین کا اگر عکس نہ پڑتا — اس طرح نہوتا کبھی یاقوت یمن سرخ
عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی — ہو بعد فنا عاشق شیدا کا کفن سرخ
عکس لب گلگون کا ترے فیض ہی اے گل — بے وجہ نہین روے عروسان چمن سرخ
غصے کے سبب لال ہین اوس ترک کی آنکھین — جسنے نہ کبھی دیکھے ہون دیکھے وہ ہرن سرخ
کھنگچی کا ہی شک خال سیہ فام سے اوسپر — عکس لب رنگین سے جو ہی سیب ذقن سرخ
یاران وطن کو جو ہوئی یاد ہماری — اسطرح لہو روئے کہ سارا ہی وطن سرخ
یہ کیچلی ہی لال مگر مار سیہ کی — چوٹی مین ہی موباف جو اے غنچہ دہن سرخ
ہین گوہر دندان صنم پان سے رنگین — کیا طرفہ تماشا ہی کہ ہین در عدن سرخ
مثل گل صد برگ ترے رشک سے ہین زرد — جو پھول کہ گلزار مین تھے سیکڑون من سرخ
عشق لب گلرنگ مین جان اپنی گئی ہی — مانند رگ گل ہی ہر اک تار کفن سرخ
لکھے ہین ادیب اوس رخ گلگون کے جو اوصاف — اپنے گل مضمون سے ہی گلزار سخن سرخ

۶۱ ردیف دال مہملہ ۱۳

کیون نہ رہ رہ کے تب و زور کرے دل فریاد — کشتۂ ناز غم الفت کا ہی حاصل فریاد
جوش وحشت مین جو قسمت سے گرفتار ہوا — بیکسی سے یہ کہا کرتے ہین سلاسل فریاد

روز و شب صدمہ ہجران سے ہین آنکھین گریان | روح کرتی ہی فغان اور ہرا دل فریاد
جذبۂ عشق مین ہوتی ہی مقرر تاثیر | ذبح کرکے مجھے کرتا ہی وہ قاتل فریاد
خواب سے چونک کے ظالم نے دیا قتل کا حکم | ہو گئی میرے سیئے خنجر قاتل فریاد
شب ہجران مین مناسب نہیں مجھے ضبط اے دل | نہ کہین چونک اوٹھے سن کے وہ قاتل فریاد
رنج و غم مین بھی تکلف سے نہین ہم خالی | آہ سوزان کی گلے مین ہی حمائل فریاد
سوئیگا منھ جو چھپا کر وہ قمر کوٹھے پر | آسمان آہ کریگا مہ کامل فریاد
خودکشی کا جو ارادہ غم فرقت مین کرون | آہ بیجا ہے سنان خنجر قاتل فریاد
ہجر مین ہی از محبت ہو عیان کیا ممکن | آہ سینے مین چھپا لو نہین تہ دل فریاد
بزم مین شمع بھی بیمار بہاتی ہی سرشک | نالے کرتا ہی اگر وقت تو جلاجل فریاد
گھر کیا جو ترا دردِ جگر مین اے دوست | نہ بنائی لب عشاق کو منزل فریاد
کیون دل اوس ظالم بے رحم کو دیتے ہو ادیب | جسکے کوچے مین کرین سیکڑون بیدل فریاد

۶۲ ردیف ذال معجمہ ۱۲

سوز دل لکھنے کو جس وقت اوٹھایا کاغذ | بن گیا میری ہتیلی کا پھپولا کاغذ
ملک الموت نے کسوقت نکالا کاغذ | رہگیا جب مجھے خط لکھنے کو آدھا کاغذ
اوس پری حسن کی خوبی کے جو اوصاف لکھون | خامہ ہو موج پہ ماہی دریا کاغذ
اگر یار کی جسوقت صفت کی تحریر | گم ہوا آنکھون سے بنکر پر عنقا کاغذ
صفت عارض جانان کے لیے ہی مطلوب | آئینے سے بھی جو بڑھکر ہو مصفا کاغذ
نامہ لکھنے کو جو وہ غیرت خورشید و قمر | ہاتھ مین لے تو ہو رشک ید بیضا کاغذ
نامہ جب خط شوق اوس مہ خوبی نے پڑھا | پرتو رخ سے بنا عرش کا تارا کاغذ

جوش وحشت کا اگر حال کرین ہم تحریر
بن کے اوڑ جائے ابھی دامن صحرا کاغذ

ہین جو لکھون رخ جانان کی تجلی کا بیان
بے گمان ہو شجر طور کا پتا کاغذ

صفت اوس حور شمائل کی جو لکھی ہمنے
بن گیا گلشن فردوس کا تختا کاغذ

دفتر شوق کا اک حرف نہ پورا ہو رقم
ورق چرخ برین سے جو ہو دونا کاغذ

جب مین اوس معدن خوبی کے لکھون وصف ادیب
سیم سادہ کا قلم اور ہو زر کا کاغذ

(٥٣) ردیف را مہملہ (١٥)

داغ چیچک نہین اون چاند سے رخسارون پر
ثابت اللہ نے پیدا کیے سیارون پر

رحمت اللہ کی کیا آج ہے میخوارون پر
جھومتے ابر چلے آتے ہین گلزارون پر

وہ نہین خال سیہ یار کے رخسارون پر
چشم بد کے لیے اسپند ہین انگارون پر

سبزۂ خط نہین دلدار کے رخسارون پر
جدول سبز ہے قرآن کے سیپارون پر

محتسب ٹکڑے کیا کرتے ہین مجھ مست کا دل
شیشون کو توڑ کے میخانے کی دیوارون پر

مرغ دل کیون نہ کرون چشم صنم پر قربان
جانور صدقے ہوا کرتے ہین بیمارون پر

تاب خورشید کی کیا اوس رخ روشن کے حضور
اختر خال کو ہے فوق کہین تارون پر

وہ عاشق ہون کہ میرے لیے فردوس مین بھی
منتظر حورین کھڑی رہتی ہین دیوارون پر

کسی کروٹ کسی پہلو نہین ملتا آرام
یاد مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر

دید گل دور سے بھی اب نہین ممکن افسوس
کانٹے گلچین نے چنے باغ کی دیوارون پر

تیرگی شب فرقت کا نہ پوچھو کچھ حال
چاندنی بنگئی سایہ مری دیوارون پر

ابھی ہو یاد خدا بھول گئے زاہد خشک
بیخودی چھائی انھین دیکھ کے ہشیارون پر

زندگی کی نہین امید ہو کیا اے صیاد
آب و دانہ بھی ہے جب بند گرفتارون پر

چھین سے قصر مین اپنے تو ہے اے شیرین   اور فرہاد بھٹکتا پھرے کہساروں پر

۶۴   ۳۴

چھین مہ پھر کسی کروٹ نہین ملتا ہو ادیب
یاد مژگان مین پڑے لوٹتے ہین خارون پر

جب سے لوٹے ہین شگفتہ مژگان یار پر   شب کاٹتے ہین لوٹکے ہم فرش خار پر

جو ہے بہار سینے دل داغدار پر   ممکن نہین کہ ہو وہ کسی لالہ زار پر

نکلا نہین ہے سبزہ خط روے یار پر   جدول ہے سبز مصحف پروردگار پر

جو شیفتہ ہو گوہر دندان یار پر   وہ خاک ڈالے آب در شاہوار پر

طوطی ہے لوٹ سبزہ خط کے بہار پر   بلبل ہے شیفتہ رخ گلگون یار پر

ہم ہین وہ خاکسار کہ اوس گل کی قبر مین   مٹی کا عطر ملتے ہین عطر بہار پر

عشاق ہین جہان کے وہ سر لیتے ہے   رکھنا جسے نصیب ہو سر پاے یار پر

دیتا ہون جان بادہ گلگون کی یاد مین   پھول آکے بادہ نوش چڑھائین مزار پر

تیرا وہ جان نثار ہون پھر بھی ہو ملال   ٹوٹے پہاڑ غم کا اگر جان نثار پر

کیا کم فروغ مشعل داغ جگر مین ہے   کوئی نہ لاے شمع ہمارے مزار پر

ہین وہ گدا ہون دل کا غنی بس اگر چلے   ہندوستان صدقے کرون زلف یار پر

مجھ بادہ خوار پر نکرو طعن واعظو   کرتا ہون میکشی کرم کردگار پر

پیری مین ہین تازہ مین گلہاے داغ عشق   فصل خزان مین کیا یہ چمن ہے بہار پر

رو دینگے جب مآل کا آجائیگا خیال   گل خندہ زن عبث ہین دو روزہ بہار پر

سیب ذقن کی داب ہے عشاق کو تلاش   ہین دانت سو مریضون کے اس ایک انار پر

صیاد قید سے نکریگا کبھی رہا   بلبل قفس مین غل کرے ہاے ہزار پر

بعد فنا اگر کشش دل دکھائین ہم
تسکین ہو کبھی نہ رہا کچھ بھی اضطراب

انجام کار عشق و محبت مین موت ہی
عصیان کا خوف مجھکو نہ روز جزا کا ڈر

مے ہی چمن ہی ابر ہی ساقی بھی پاس ہی
دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے فراق مین

لازم نہین کہ کبر و غرور آدمی کرے
اللہ رے ضعف جب سے ہی عشق بیان یار

دو چار جام بادہ چڑھا جاتے ہین مدام
وہ گل پڑے ہین آج تہ خاک قبر مین

تصویر ہو گئے ہین حمائل پڑی ہوئی
بعد فنا مرے نہین ملتا جو غمگسار

اللہ رے اضطراب دل اپنا پس فنا
عاشق وہ ہون کہ طائر دل اور مرغ جان

جسد سے نِئے جسم مستی مین وہی ہی جان
بعد فنا یہ دل کو ہمارے ہی اضطراب

مجبور زندگی پرست نئے جسد سے وہی ہی جان

٦٥

آئین کشان وہ ہمارے مزار پر
رکھا جو اوسنے ہاتھ دل بیقرار پر

مصرع یہ کندہ ہو مرے لوح مزار پر
تکیہ ہی جب سے بخشش پروردگار پر

رحمت خدا کی آج ہی مجھ بادہ خوار پر
جو جو مصیبتین ہین مرے حال زار پر

دو چار دن کی زندگی مستعار پر
اک بار ہی خیال کمر جسم زار پر

آتا ہی نشہ جب کبھی اپنا اوتار پر
سوتے تھے جو کہ فرش جواہر نگار پر

شیدا ہون جب سے مصحف رخسار یار پر
روتی ہی روز بیکسی آکر مزار پر

شک سنگ آسیا کا ہی سنگ مزار پر
کرتا ہون صد سے مرہم بیمار یار پر

میلہ حسین کرتے ہین آکر مزار پر
اندے سے تختے نوٹ کے آئے مزار پر

مے نوش بادہ پیتے ہین آکر مزار پر

بیدار بخت آجکل اپنا ہی ای ادیب
سر رکھکے روز سوتے ہین زانوے یار پر

١٥

خوب روتے ہین خموش عاشق کو پرغم دیکھکر ہنس رہے ہین گل چمن مین اشک شبنم دیکھکر
سرنگون مشاطہ ہی وہ زلف پرخم دیکھکر آینہ حیران ہی چہرے کا عالم دیکھکر
گیسوے پرخم نہین روئے عرق آلود پر ماریچان چاٹنے آیا ہی شبنم دیکھکر
آنکھین جو دی ہین تو اتنی اور بھی ہی آرزو اور کو یارب نہ دیکھین یار کو ہم دیکھکر
چار آنکھین کرکے ہر اک کو لبھا لیتے ہین یہ دل مین گھر کر لیتے ہین خوبان عالم دیکھکر
جامۂ تن فرط شادی سے برنگ گل ہی چاک ہین نہال ایسے وہ میرا نخل ماتم دیکھکر
کوہکن نے سر کو پھوڑا اسُن کے میری سرگذشت قیس دیوانہ ہوا وحشت کا عالم دیکھکر
ساری دنیا کے ہین ای ساقی ترے ساغر مین لطف جام اپنا توڑ ڈالے گا اسے جم دیکھکر
سیر کو جائے جو وہ خوش قد تو فرط شرم سے سرو گڑ جائین چمن مین قد آدم دیکھکر
قامت خم گشتہ کو لازم ہی واژونی بخت ہوگیا ثابت یہ حرف مہر خاتم دیکھکر
داغ ہجران ہی مرا ہم پنجۂ خورشید حشر گرمیان کرنا تو اے نار جہنم دیکھکر
وائے قسمت آپ ہی جا کر ہوے پابند دام بیخود ایسے ہوگئے صیاد کو ہم دیکھکر
سرو سمجھا تھا کہ ہون آزاد اکڑتا تھا بہت ہوگیا سیدھا مگر اوس قد کا عالم دیکھکر
لوٹتا ہون یاد رخسار عرق آلود مین برگ گل پر گوہر غلطان شبنم دیکھکر

٦٦ جان لب پر ہی ادیب اونکے لب جان بخش سے
گھٹ رہا ہی دم گلے مین زلف پرخم دیکھکر ٢٢

جب ماہ نہین اوسکے کف پا کے برابر پھر مہر ہو کیا چہرۂ زیبا کے برابر
شاہان جہان ہین سگ دنیا کے برابر کمل ہی گدا کو ترے دیبا کے برابر
بیمار ہی ہجران سے شفا ہمکو بخشی گو ہین لب جان بخش مسیحا کے برابر

ہی قد خمیدہ ہمہ تن آرزوٴ وصل
پیری سے ہون آغوش تمنا کے برابر

پشت لب جان بخش پر اونکے ہی خط سبز
یا ہین خضر استادہ مسیحا کے برابر

روتا ہون جو یاد دُر دندان مین کسیکے
آنسو ہین مرے گوہر یکتا کے برابر

کیونکر نہ بچے اشکون سے مرا خانہٴ ہستی
رہتا نہین وہ گھر جو ہو دریا کے برابر

اے ساقی میکش لب جو ڈھال مَی ناب
دریا کو بہا بیٹھ سکے دریا کے برابر

رویا جو مین یاد لب رنگین مین ٹھالے سے
اک خون کی ندّی بہی دریا کے برابر

تقدیر سے مثل لب عشاق ہوا خشک
پیاسا مین گیا جب لب دریا کے برابر

اللہ رے ترے حسن گلوسوز کی گرمی
سرما ہے مجھے موسم گرما کے برابر

نظرو نہین مری خار ہین شیشہ و ساغر
ہی محفل مَی ہجر مین صحرا کے برابر

گو شہرہٴ آفاق ہی نیرنگ زمانہ
لیکن نہین میرے گل رعنا کے برابر

گلشن مین کھڑا ہوکے نہ پھولے سے بھی اکڑے
سرو آئے اگر اوس قد رعنا کے برابر

جنت مین جو آتا ہی خیال قد موزون
روتا ہون کھڑا ہوکے مین طوبیٰ کے برابر

رونے مین بندھا جب لب رنگین کا تصور
گلشن نظر آیا مجھے دریا کے برابر

ہوتے ہین اشارو نہین اداسارے مطالب
گویا ہین وہ ابرو لب گویا کے برابر

جس روز سے ہی عشق مجھے لالہ رخون کا
ہی داغ جگر لالہٴ صحرا کے برابر

بیمار تب ہجر کا کرتے ہین مداوا
نادان نہین کوئی اطبا کے برابر

اسکندر رومی ہی ترا آینہ بردار
دربان در خاص ہی دارا کے برابر

کسطرح وہ اوس برق تجلی کی کرے دید
جو آنکھ نہو دیدہٴ موسیٰ کے برابر

اوس برق تجلی سے ادب اپنی ہی لفت
خورشید نہین جسکی کف پا کے برابر

ہم جو روئین تو نہ روئے بت کافر کیونکر
پانی نالون سے ہمارے نہو پتھر کیونکر

جبہہ سائی ہمین ہو اوسکی میسر کیونکر
سنگ سرمہ ہو در یار کا پتھر کیونکر

چھوڑدین الفت گیسوے معنبر کیونکر
جائین ہم خانۂ زنجیر سے باہر کیونکر

پی نہ لیتا مین یہ آب دم خنجر کیونکر
دیکھتا دشنۂ قاتل مے جوہر کیونکر

تشنگی تشنگی شوق شہادت جو یہ ہے
اوترےگا حلق سے آب دم خنجر کیونکر

دور گردون سے بھی الفت ہے ترے مستونکو
گردش چرخ نہو گردش ساغر کیونکر

مثل سیماب ہے فرقت مین نہایت بیتاب
چین بے یار کے پائے دل مضطر کیونکر

جسنے پائی وہ ہوا دولت دنیا سے غنی
کم ہے اکسیر سے خاک در دلبر کیونکر

تیرے آنے ہوی محفل مین قیامت برپا
تو جو بیٹھے نہ اوٹھے فتنۂ محشر کیونکر

عمر جاوید ملی کشتون کو تیرے ای ترک
آب حیوان نہین آب دم خنجر کیونکر

انتظار رخ روشن مین بنے ہین نرگس
ہمہ تن چشم نہون دیدۂ اختر کیونکر

تم دوپٹے کا کفن دو تو خوشی کے باعث
جامۂ زیست سے جھٹ پٹ نہون باہر کیونکر

آب شیرین کیطرح پیتے ہین مشتاق اجل
زہر کا گھونٹ ہے آب دم خنجر کیونکر

کیسے اثبات کمر کا ہو تیقن ہم کو
غیب کی بات ہے کرتے لیجیے باور کیونکر

٦٨

بہر عشاق تعجب ہے یہی ہیکو ادیب
ہوتے ابرو کے بنائے گئے خنجر کیونکر

١٢

دکھائے جو نظر اوس مہ جبین کے پردے پر
خدا کرے نہ رہے وہ زمین کے پردے پر

جو جان دی بت پردہ نشین کے پردے پر
نشان قبر نرکھا زمین کے پردے پر

کہینگے شعر جو ہم وصف چشم جانانہ مین
لکھین گے دیدۂ حور عین کے پردے پر

گمان ماہ کا رخسار پر ضیا پر ہی
شک ابر کا ہی رخ مہ جبین کے پردے پر

مثال دامن عاشق ہوا اوسکا پردہ چاک
جو آنکھ اوٹھے بیت پردہ نشین کے پردے پر

نقاب چہرہ پہ اسطرح ہی نمود ضیا
فروغ جیسے ہو ماہ مبین کے پردے پر

وہ شاہ تو ہی کہ تیرے گدا کی ٹٹی کو
ہی فوقیت شہ مسند نشین کے پردے پر

کتان کی طرح ہوا چاک چاک پردۂ چشم
جو پڑ گئی نظر اوس مہ جبین کے پردے پر

ہر ایک شے مین نظر کیون نہ آئے تیری شکل
کھچی ہی دیدۂ حق الیقین کے پردے پر

پھٹین گے پردۂ ناموس و ننگ اپنے ضرور
دل آگیا ہی بت مہ جبین کے پردے پر

برہنگی مین یہ نام لباس سے ہی نقو
نہین رہا کبھی روے زمین کے پردے پر

٦٩

نقاب یار کا جلوہ ذرا نہ کم ہوا دیب
جو لاکھ پڑے ہوں اوس مہ جبین کے پردے پر

١٨

دیکھون بھولے سے جو محو در دندان ہو کر
موتی نظرون سے گرین گوہر غلطان ہو کر

آتش حسن تری بھڑکی ہی جب سے ای گل
خشک گل ہو گئے گلزار مین کلیان ہو کر

کوچۂ زلف بتان کی ہی عجب پیچ کی راہ
گم کیا دل کو مرے بھول بھلیان ہو کر

وقت گریہ جو خیال در دندان آیا
اشک آنکھون سے گرے گوہر غلطان ہو کر

تیر اوس ترک کا دلمین رہے آکر مہمان
نہ کبھی نکلے مرے حسرت و ارمان ہو کر

عشق اوس عارض تابان کا دکھائے جو فروغ
چمکے ہر داغ جگر مہر درخشان ہو کر

دیکھے ای گل جو ترے عارض گلگون کی بہار
ہوش اوڑے طائر رنگ گل ریحان ہو کر

روکے آنکھون سے نہ طوفان کرون مین برپا
چشم الطاف سے تم دیکھو جو خندان ہو کر

دیکھکر بزم مین اوس رشک پری کا جلوہ
اوڑ گئے ہوش ہر انسان کے پریان ہو کر

دیکھی جسدن سے ترے روئے مصفا کی صفا
آئینہ سکتے مین ہی ششدر و حیران ہوکر

سیکڑون جھانکے کنوئین اوسکو ہوا ایسا سودا
نکلے جو متصل چاہ زنخدان ہوکر

شیخ صاحب کو ذرا دیکھو خدا کی قدرت
کلمہ پڑھتے ہین وہ اوس بت کا مسلمان ہوکر

ہون وہ بلبل کہ جب آتا ہی خیال اوس گل کا
بھول جاتی ہی مجھے یاد گلستان ہوکر

آج کیون پھرتی ہی گلزار مین اترائی ہوئی
آئی کیا باد صبا کوچہ جانان ہوکر

برگ گل ہجر مین اوس گل کے ہین خنجر مجھکو
غنچے دیتے ہین خلش باغ مین پیکان ہوکر

ہوش اوڑین کبک دری کے تو خجل ہو طاؤس
وہ پری جو چلے دو گام خرامان ہوکر

ہی مگر آتش فرقت کا تری سوز و گداز
شمع جلتی ہی سر بزم جو گریان ہوکر

٧٠

چین کسطرح پڑے یاد مین اوس گل کی ادیب
کھٹکے جب نوک مژہ خار مغیلان ہوکر

٣١

نمود خط نہین پشت لب جان بخش جانان پر
خضر استادہ ہین گویا کنار آب حیوان پر

وہ ذرہ ہون کہ رکھتا ہون شرف خورشید تابان پر
وہ غنچہ ہون کہ مجھکو فوق ہی لاکھون گلستان پر

ہوئے ہین کشتہ ای خوش چشم تیری چشم فتان پر
گل نرگس چڑھانا چاہیے گور شہیدان پر

نہین زلف آئی ہی اوڑ کر لب لعلین جانان پر
چڑھائی کی ہی فوج زنگ نے شہر بدخشان پر

رہا کرتا ہی دن بھر روبرو اوس روئے انور کے
ہمین دھوکا گل خورشید کا ہی مہر تابان پر

بجسے دیر و حرم مین ڈھونڈھتے ہین سب وہ دلمین ہی
عجب آتا ہی مجھکو عقل ہندو و مسلمان پر

خضر آمادہ خط سبز پہ ہین زہر کھانے کو
مسیحا جان دیتے ہین لب جان بخش جانان پر

وہ قانع ہین کہ سوکھے ٹکڑون پر اپنی بسر کی ہی
نہ بھولے سے اوٹھائی آنکھ نعمتہای الوان پر

اگر ایسی ہی ہی نشو و نما سے روح حیوانی
عجب کیا ہی جو اوڑ جانیکو تولے مرغ بریان پر

ہمارا مرغ روح آرام سے ہی دست رنگین مین　　بسیرا طائر جان نے لیا ہی شاخ مرجان پر

تصور تیر مژگان کا جو آتا ہی شب فرقت　　تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر خار مغیلان پر

تمہین ہی سبزۂ خط گرد اوس روے کتابی کے　　کھچی ہی جدول زنگار گویا لوح قرآن پر

اگر روے عرق آلود گلگون وہ دکھائین گے　　بلاشک اوس پڑ جائیگی خجلت سے گلستان پر

عجب کیا فیض موسم سے ہی ای بے بال و پر بلبل　　چمن مین فصل گل آتی ہی ہو جائین جو کلیان پر

جو لکھے شعر مین نے اوس گل خوبی کی مدحت مین　　ہوا گلبرگ کا عالم مرے اوراق دیوان پر

ترے مستون کو می ہی آفتاب ای ساقی مہوش　　گمان ریش قاضی ہی شعاع مہر تابان پر

چبائے اوسنے غصے مین جو دانتون سے لب لعلین　　کہا ہر ایک نے بجلی گری شہر بدخشان پر

تری شمشیر ابرو دیکھکر جیتے ہین ای قاتل　　روان ہی کشتی عمر اپنی آب تیغ بران پر

اگر بیتاب کرنا اور ہی منظور اے قاتل　　نمک شور تبسم کا چھڑک دے زخم خندان پر

فلک حاضر ہو لیکر آفتابہ مہر انور کا　　جو منہ دھونا وہ چاہین چشمۂ خورشید تابان پر

ترے دانتون کے آگے آبرو سب ہو گئی مٹی　　پھرے گر دیتی آب گوہر ہاے غلطان پر

لحد پہ آکے اوس خوش چشم نے آنسو بہائے ہین　　عجب کیا ہی اگر نرگس اوگے گور غریبان پر

بھٹکتی ہی بہت صحرا مین اپنی آتش سودا　　گمان باد کش ہمکو ہی دامان بیابان پر

گدائی کی ہی در دروازے کی تیرے ای شہ خوبان　　ہمارے بوریے کو فوق ہی تخت سلیمان پر

نہ بھولے سے بھی چھوڑی یاد اوس روے کتابی کی　　کبھی ہمنے نرکھا مصحف رخ طاق نسیان پر

اگر منظر ہی قتل سرمہ دے لو آنکھون مین　　تمہین لازم ہی رکھو باڑھ اس تیغ صفاہان پر

ملیحی رنگ قاتل کا تصور جب سے دلمین ہی　　نمکدان کا ہی عالم ہر دہان زخم خندان پر

قدم رنجہ کیا ہی آج اوس گلزار خوبی نے　　شرف ہی جھونپڑے کو میر قصر باغ رضوان پر

اترنا تو نہین ایسا ہی کہ پتھر بھی پگھلتا ہی
ٹپک پڑتے ہین اشک اوس بت کے میری چشم گریان پر

تہ مرقد نہ کم ہوگا فروغ مہر داغ دل
پڑی ہی پھینکنے سے گرد کب خورشید رخشان پر

۷۱ ۳۶

غم کونین سے آزاد ہین ہم شاد رہتے ہین
کیا ہی جب سے تکیہ ای ادیب افضال یزدان پر

سرے دہر مین جب تم کمر بستہ ہوے جانے پر
بھلا ای غافلو سرتے ہو پھر کیون گھر بنانے پر

بھروسا کیونکر اوس بے رحم کے ہو رحم کھانے پر
نکلوائی جو آنکھین راہ مین آنکھین بچھانے پر

وہان بے نشان کی یاد مین موجود ہون اب تک
مٹا جاتا ہی گردون مدتون سے کو مٹانے پر

شب فرقت تڑپتے رہتے ہین ہم رات بھر ای گل
نہین آتی ہی دم بھر نیند فرش گل بچھانے پر

قیامت ہوتی ہی قائم کھڑے ہو جاتے ہو جس دم
ہزارون فتنے اوٹھتے ہین تمھارے بیٹھ جانے پر

سر مرقد ہمین امید کیا ہوا وسکے آنے کی
جو کاندھا دیگئے ای دوستو لاشہ اوٹھانے پر

صدا آتی ہی یہ ہر دم دہان زخم سے میرے
تصدق نقد جان ای قاتلو خنجر لگانے پر

اونھین پاس رقیبان اسقدر ملحوظ خاطر ہی
بگڑتے ہین بہت ہمسے وہ غیرون کے بنانے پر

وہ گریان ہون کہ نالو سے مرے پتھر پگھلتے ہین
بتان سنگدل رو دیتے ہین آنسو بہانے پر

رہین لب خشک ہر اک تشنۂ شوق شہادت کے
جو زخم آئین بہاے آب خنجر کے چڑانے پر

خبر لیگا کبھی تو وہ مسیح اپنے مریضون کی
پڑے ہین صورت مردہ ہم اوسکے آستانے پر

وہ میکش ہون کہ فرط رنج مین کرتا ہون میخوشی
پیا کرتا ہون آب مے غم جانکاہ کھانے پر

بنایا وصل کی شب چین ای مرغ سحر دم بھر
خدا کا قہر نازل ہو ترے اس غل مچانے پر

سزا دینا خیانت کے عوض ٹھہرا ضمیر اونکا
کٹین گے ہاتھ ای دزد حنا چھلا چرانے پر

کیا کرتا ہی آکر سر کشی جو بحر عالم مین
حباب آسا سر اوسکا پھوٹتا ہی سر اوٹھانے پر

کفن سے بڑھکے اب بت کیون نہ ہمکو وہ دلائی ہو
جو بوے غیر دے عطر محبت مین بسانے پر

مآل کار کا جسدم تصور مجھکو آتا ہی
دم گلگشت روتا ہون گلون کے کھل کھلانے پر

جو سنتا ہی وہ رو دیتا ہی یہ پُر درد قصہ ہی
ٹپک پڑتے ہین اشک اعدا کے بھی میرے فسانے پر

مسیح و خضر کہتے ہین مرے رشک مسیحا سے
وہی زندہ ہی جو مرتا ہی تیرے آستانے پر

دہن اوسکا ہمین معدوم کرنے پر ہی آمادہ
کمر بستہ میان یار ہی لاغر بنانے پر

مجھے اوس گل کے آنے کی توقع کیا ہو چھوٹین
مٹھائی جو کرے تقسیم میرے زہر کھانے پر

نہین تدبیر چلتی ایک بھی تقدیر کے آگے
اجل ہنستی ہی مرنے سے بشر کے جی چرانے پر

پھرے عالم مین آخر تھک کے بیٹھے تیرے کوچے مین
بھٹک کر سارے عالم مین اب آئے ہم ٹھکانے پر

خبر کونین کی کیا اپنی بھی رہتی نہین ہم کو
زمانہ بھول جاتا ہی تمھاری یاد آنے پر

یہ جسکا زخم کھانے کا پڑا ہی اے کمان ابرو
کہ مثل تیر اوڑ کر جاتے ہین عاشق نشانے پر

۴۲

نفس کی آمد و شد ہی نسیم صبح کا جھوکا
بھروسا اے ادیب اس دم کا کیا ہی آنے جانے پر

۳۴

زلف کو دیکھا لب لعلین جانان دیکھکر
ہند مین ہم آگئے ملک بدخشان دیکھکر

پھر نہ دیکھا مہر کو روے درخشان دیکھکر
آنکھ نرگس سے لڑالے چشم جانان دیکھکر

جان دے شیرین لب شیرین جانان دیکھکر
ہو زلیخا باولی چاہ زنخدان دیکھکر

سرنگون ہی ماہ نو ابروے جانان دیکھکر
زرد چہرہ مہر کا ہی روے تابان دیکھکر

ہو گیا ثابت خط پشت لب جانبخش سے
آگئے ہین خضر گویا آب حیوان دیکھکر

ہجر مین آتش فشانی کا تو تیر اقصد ہی
اک ذرا قصر فلک اے آہ سوزان دیکھکر

آدمی کیا ہی جسے تم وہ رشک حور ہو
شیفتہ ہوتی ہین تمسے جنکو پریان دیکھکر

پانی پانی ہین درخوشاب فرط شرم سے
آب و تاب گوہر دندان جانان دیکھکر

مصرع شمشاد ناموزون ہی بیشک شاعرو
ہوگیا ثابت قد موزون جانان دیکھکر

ہم سے اور رشک مسیحا اپنے منھ سے کیا کہین
جان بلب جب ہین لب جان بخش جانان دیکھکر

سر سے پا تک ہو گئے ہین غرق آب شرم مین
ہین خجل در گوہر دندان جانان دیکھکر

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتا کہین ہیکو پتا
صبح یہ بھاگی شب تاریک ہجران دیکھکر

ہیرے مین نیلم جڑے ہین صانع تقدیر نے
ہوگیا ثابت مسی مالیدہ دندان دیکھکر

جلوۂ شان خدا ہی عارض پرنور مین
قدرت حق دیکھتے ہین روے جانان دیکھکر

آئینہ ششدر اگر رہتا ہی کیا دشوار ہی
مجھکو حیرت ہی صفاے روے جانان دیکھکر

روبرو خال رخ صافی کی حیرت ہی مجھے
صورت آئینہ ہرا نجم کو حیران دیکھکر

قتل ہونے سے مرے اغیار کو حسرت ہوئی
کٹ گئے اعدا ترے شمشیر جانان دیکھکر

چونک اوٹھے سوتے سے جب آیا خیال زلف یار
آنکھ اپنی کھل گئی خواب پریشان دیکھکر

آئینہ کا منھ ہی کیا دیکھے جو روے صاف یار
اپنی صورت دیکھے تو رخسار جانان دیکھکر

پھسلے پڑتے ہین مرہاے نظر ہنگام دید
چکنے چکنے عارض پرنور جانان دیکھکر

کیون نہ مجھ عاشق کے رونے پر ہنسے وہ شوخ گل
خندہ زن ہوتے ہین گل بلبل کو نالان دیکھکر

جان دیتے ہین مسیحا زہر کھاتے ہین خضر
سبزۂ خط و لب جان بخش جانان دیکھکر

وہ تجھے پیدا کیا عالم فریب اللہ نے
شیفتہ ہین دل سے ہندو و مسلمان دیکھکر

پھر ہی آمد فصل گل کی پھر جنون کا جوش ہی
تلوے کھجلاتے ہین پھر خار مغیلان دیکھکر

جوتے تھے عشاق وہ کھا کھا کے دھوکے گر پڑے
خط سے خس پوش آپکا چاہ زنخدان دیکھکر

دیکھکر فردوس کو کیا رخ ہو دوزخ کیطرف
باغ جنت کو نہ دیکھین کوے جانان دیکھکر

جانتی ہی چندروزہ ہی بہار رنگ و بو ۔ روتی ہی شبنم چمن مین گل کو خندان دیکھکر

ہوگیا ہی چشم جادو دیکھکر مجھکو جنون ۔ ڈھیلے پھینکا کین آنکھون کے طفل دبستان دیکھکر

تھا جو دعوی اوسکو خوش چشمی کا باطل ہوگیا ۔ کھل گئین نرگس کی آنکھین چشم جانان دیکھکر

زخمی تیغ تبسم لوگ کہتے ہین مجھے ۔ ہر گل زخم جگر کو میرے خندان دیکھکر

رونے سے میرے دم رخصت نہ وہ گھر جاسکا ۔ کر دیا موقوف جانا جوش باران دیکھکر

آرہی ہی یہ صدا ہر دم لب ہر گور سے ۔ موت اپنی یاد کر گور غریبان دیکھکر

جب سنا کنج قفس مین مژدہ فصل بہار ۔ رہ گئے حسرت سے ہم سوے گلستان دیکھکر

٢٤

جب گل کارکو مین دیکھتا ہون ای ادیب
مجھکو آجاتا ہی رونا گل کو خندان دیکھکر

٢٥

مین یہ معدوم ہوا ہجر مین لاغر ہوکر ۔ پھر گئی خالی اجل گھر سے اکثر ہوکر

ہم اگر ہجر مین نالے کرین مضطر ہوکر ۔ موم دل اوس بت کافر کا ہو پتھر ہوکر

دید قاتل نہوئی جب کسی صورت حاصل ۔ آرزو دل کی نکالی تہ خنجر ہوکر

وقت گریہ ہی تصور جو دُر دندان کا ۔ اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین تو گوہر ہوکر

کیا ستم ہی کہ بھلا رحم تو رحم ای ظالم ۔ تو ستم بھی نہین کرتا ہی ستمگر ہوکر

پوچھتے ہین جو در کوچہ دلدار کو ہم ۔ خضر بھی راہ بتا دیتے ہین رہبر ہوکر

دُر دندان کے مقابل نہین موتی ہرگز ۔ آبرو اپنی نہ مٹی کرین گوہر ہوکر

دیکھکر آینہ رو ون کو ہوئی وہ حیرت ۔ آینہ پشت بدیوار ہی ششدر ہوکر

خاکسار ہی حسین آنکھون مین دیتے ہین جگہ ۔ سرمۂ چشم ہون خاک در دلبر ہوکر

نامۂ شوق کا طومار ہوا ایسا جو لکھون ۔ نامہ بر سے نہ کبھی اوٹھ سکے دفتر ہوکر

اونکے آنے کی خوشی سے ہوا وصل نصیب
سمجھ جاتا ہان مین یہی تھا تار یک مہیب
عکس پڑجاتا جو ساقی کے لب میگون کا
نکلے نامے کے وسیلے سے مری حسرت دل
قبر پر فاتحہ پڑھنے کو جو وہ مہر آیا
تو اگر اٹھے تو ہو جاے قیامت قائم
دونون کاندھون سے جو لٹکا کے دوپٹا اوڑھا
سختیان عشق مین اوس نے کے اوٹھائین ایسی
سخت جان وہ ہون کہ مژگان نے بھی لوہا مانا
لب لعل و دُر دندان کا ہون جب سے شیدا
بال و پر کاٹ کے صیاد نے آزاد کیا
مار گیسوے بتان کا ہے تصور جب سے
آئینہ آئینہ روے بتان سا نہ بنے
کوے قاتل سے یہی آتی ہے ہر وقت صدا

آپ مین آنسکا آپے سے باہر ہو کر
پھر دن کو نہین پھرتا ہے گھر ہو کر
نشہ پانی بھی کرے بادۂ احمر ہو کر
مردم دیدہ لگین خط مین جو دو یفر ہو کر
ذرے چمکے مرے خورشید منور ہو کر
فتنے اوٹھنے سے اوٹھین فتنۂ محشر ہو کر
تم پری بن کے اوڑے جاتے ہو بے پر ہو کر
رہگیا شیشۂ دل صدمون سے پتھر ہو کر
دم چراتے ہین مرے قتل سے خنجر ہو کر
قطرون سے لعل و گہر گر کے گئے پتھر ہو کر
جیتے جی ہم چھپے تن سے بھی [illegible]
کاٹے کھاتے ہین مجھے موے تن اژدر ہو کر
سیکڑون آئین اگر جمع سکندر ہو کر
نہ گیا کوئی بھی اس کوچے سے جا بر ہو کر

۴۷
خوف سے اپنے گناہون کے جو دریا مین ڈوبے
مٹ گیا نامۂ اعمال مرا تر ہو کر
۱۱

اوتارا بوجھ سر کا تھی گرانباری بہت تن پر
رہیگا بار احسان ستمگر میری گردن پر
جو مین نے دی ہے جان اوس شمع رو کے روے روشن پر
چراغ کشتہ کا عالم ہے میری شمع مدفن پر
چھپایا جب رخ پر نور فرط شرم سے اوسنے
شعاع مہر کا عالم ہوا ہر تار دامن پر

یہ وہ گلزار ہی جس مین خزان کا کچھ نہین کھٹکا
ہمارے سینۂ پُر داغ کو ہی فوق گلشن پر

ہوا اندھیر دن کی ہوگئی رات ایک عالم مین
جب آئی زلف شب رنگ صنم رخسار روشن پر

کیا سیراب مجھ تشنہ کو آب تیغ بران سے
زبان شکر ای قاتل مرا ہر بال ہی تن پر

بتون کا دیکھتا ہی ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر
نہ کیونکر رشک آئے مجھکو تقدیر برہمن پر

ترا گھر منزل خورشید کوٹھا بام گردون ہی
شعاع مہر کا ای مہروش دھوکا ہی چلمن پر

جو روشن طبع ہین اونسے منور بزم عالم ہی
یہی مصرع جاری ہی زبان شمع روشن پر

جلایا برق خندہ سے عروسان بہاری کو
گرائی ہنس کے بجلی آپنے پھولون کے خرمن پر

ادیب آنکھون کی الفت مین ہماری جان نکلی ہی
اوگا کرتی ہی نرگس جابجا سبزہ اپنے مدفن پر

(۷۵) ردیف زای معجمه (۱۴)

مہ رخون کے حلقے مین ہی یون رخ جانان عزیز
انجم رخشان مین ہو جیسے مہ تابان عزیز

کیون نہون مثل زلیخا مین دل و جان سے نثار
مصر خوبی کا ہی وہ رشک مہ کنعان عزیز

یاد جانان سے نرکھا ایک دم غافل مجھے
کیون نہو پھر دل سے فریاد دل نالان عزیز

جائیگا جب سیر گلشن کے لیے وہ گلبدن
سنبل پیچان کو ہونگے گیسوے پیچان عزیز

قیمتین تشبیہ لب و دندان سے چارون ہوگئے
لعل و یاقوت و عقیق و گوہر غلطان عزیز

ایکدن بھی اقربا رکھتے نہین بعد فنا
مردے کا ہوتا نہین ہی قالب بیجان عزیز

کیون نہ خون دل پلاؤن مین غم دلدار کو
ہوتی ہی دنیا مین سب کو خاطر مہمان عزیز

مصحف رخسار جانان سے محبت کیون نہو
جان سے بڑھکر مسلمانون کو ہی قرآن عزیز

رنج سے انسان کو ہوتی ہی راحت کی امید
اس سبب سے عاشقون کو ہی شب ہجران عزیز

سرکشی سے ہوگیا ابلیس ملعون جہان
خاکساری سے ہوئے ہین سب بنی انسان عزیز

برق کا دل شوخی رفتار سے بیتاب ہی
چین کیا ہو جسکو ہو وہ فتنۂ دوران عزیز

اسطرح داغ جگر سے ہی محبت قبر مین
ہو شب تاریک مین جیسے مہ تابان عزیز

دیکھ لین جو اوس گل خوبی کو ہنستے ایہ ادیب
بلبلون کو پھر نہو ہرگز گل خندان عزیز

(۷۶) ردیف سین مہملہ (۸)

ہو سکے غالب نہ دل کے نور پر نار ہوس
انبیا اسواسطے رکھتے تھے انکار ہوس

کیون حسینون کو زر و زیور کی خواہش بڑھگئی
کسطرح نازک مزاجون سے اوٹھا بار ہوس

اس بلا سے کسنے پائی ہی زمانے مین نجات
کونسا دل ہی نہین ہی جسمین آزار ہوس

کھود کر بنیاد قصر جان فزا ئے قصر کو
گھر ہر اک دل مین بنا لیتا ہی معمار ہوس

یہ مرض وہ ہی کہ جسکا موت کرتی ہی علاج
عمر بھر صحت نہین پاتا ہی بیمار ہوس

اس سے خالی ہم نہین پاتے کسیکو خلق مین
اپنے سر پر شیخ بھی رکھتا ہی دستار ہوس

عالم و جاہل جہان مین اس سے کیا لاعلم ہون
شرق سے تا غرب پھیلا یا ہی طومار ہوس

کار دین مین ابتری ہوتی ہی اس باعث ادیب
نفس کی پیشی مین رہتا ہی مددگار ہوس

(۷۷) ردیف شین معجمہ (۱۰)

فرقت مین یار کی نہ کبھی منھ دکھائے عیش
آئے جو وہ تو گھر سے ہمارے نجائے عیش

رہتا ہی بادشاہ کو شاہی سے دردسر
قد پر فقیر کے ہوئی موزون قبائے عیش

جب زر نہ تھا تو مدنظر تھی خدا کی یاد
دولت ملی تو کچھ بھی نہ سوجھا سوائے عیش

فرقت کے غم نے عشرت دل کو مٹا دیا
طوفان اشک تر نے گرا دی بنائے عیش

نیرنگیون کا جلوہ ہی دنیا مین آشکار
ہی غمکدہ کسیکا کسیکی سرائے عیش

بے کھٹکے ہو کے چین سے سو رہینگے حشر تک
سمجھے ہین ہم لحد کو یہی ہی سرائے عیش

عمر دو روزہ مین رہین ہم کیون شکستہ دل ‏ ‏ ہی عیش دل کیواسطے دل ہی برائے عیش
ٹکڑا اوسی کا ہی جو ملا بادشاہ کو ‏ ‏ درویش نے جو پھاڑ کے پھینکی ردائے عیش
اوس گلبدن کے آنے سے گلزار گھر بنا ‏ ‏ ہی عندلیب روح ترنم سرائے عیش
ہم گھر مین پہنچے اوس شہ خوبی کے پھر ادیب ‏ ‏ پھر سر پر آج سایہ فگن ہی ہمائے عیش

٧٨ ردیف صاد مہملہ ٨

کندہ ہر ایک صفحۂ دل پر ہی نام حرص ‏ ‏ شاہ و گدا کو اوس سے ہی مرغوب جام حرص
شہرہ ہوا ہوس کا بلند آسمان تک ‏ ‏ خورشید کا فلک کی بغل مین ہی جام حرص
جمشید نے یہ جام پر اپنے رقم کیا ‏ ‏ بھرتا نہین جہان کی دولت سے جام حرص
یہ روز و شب کی بھیک سے بھی پر نہو سکا ‏ ‏ کجکول ہی فقیر کا یارب کہ جام حرص
فولاد و سنگ کا بھی جو ہوتا تو ٹوٹتا ‏ ‏ کس چیز سے بنا ہی الٰہی یہ جام حرص
اہل خرد تو مفت بھی لیتے نہین کبھی ‏ ‏ بازار عقل مین نہین بکتا ہی جام حرص
ہوتی نہین ہی سیر لقاے جمال سے ‏ ‏ یہ میری چشم شوق ہی یا ہی یہ جام حرص
کیونکر نہ یاد حق سے یہ غافل ہو اے ادیب ‏ ‏ بیکر جہان مین آتے ہین انسان جام حرص

٧٩ ردیف طای مہملہ ١٧

نزع مین یار کا جب آیا خط ‏ ‏ بدلے یاسین کے سنایا خط
سر عشاق کیون نہ جھک جاے ‏ ‏ کعبہ حسن کا ہی سایا خط
صاف عاشق سے کیون نہین ہوتے ‏ ‏ رخ سادہ پر اب تو آیا خط
اے خوشا آنکھین جسکی تھین مشتاق ‏ ‏ مجھکو خالق نے وہ دکھایا خط
بولتا ہے جمال کا طوطی ‏ ‏ یہ نشہ مجھکو کہ خط پہ آیا خط

سبز بختی کا پھوٹ نکلا رنگ
کون کہتا ہی رخ پر آیا خط

بخت گم گشتہ اسکو کہتے ہین
نامہ بر نے مرا گمایا خط

آگیا موت کا پیام مجھے
ابتک اوس کا مگر نہ آیا خط

نامہ بر لیکے جس گھڑی آیا
چشم مشتاق سے لگایا خط

جوش وحشت کا حال جب لکھا
اوسنے پڑہنے سے مرا اوڑایا خط

نامہ بر جب نہ دستیاب ہوا
اشکونکی سیل مین بہایا خط

دہن یار کی لکھی جو صفت
بن کے عنقا نظر نہ آیا خط

رکھدیا قبر پر عزیزون نے
اون کا بعد فنا جو آیا خط

اب کہان حسن کی بہار کے دن
لب رنگین پر اونکے آیا خط

دل ہی بیتاب اب تو ای قاصد
جلد اوٹھین چاک کے ساتھ لایا خط

اوس بت باحیا نے جب لکھا
نہ لفافے سے باہر آیا خط

ای ادیب اوسنے جب مجھے لکھا
دل صد چاک مین چھپایا خط

۸۰ ردیف ظای معجمہ ۹

دیکھ لیتا دہن یار جو آکر واعظ
نہ سنا تا صفت چشمہ کوثر واعظ

آکے دیکھے جو رخ رشک گل سو واعظ
پیرہن پھاڑ کے ہو جامے سے باہر واعظ

میکشی جب اثر عام دکھائے اپنا
چھین لے پینے کو جام می احمر واعظ

شب فرقت مین کرے سورہ واللیل کا ورد
دیکھ لے آکے جو وہ زلف معنبر واعظ

کیا غرض پند و نصیحت سے پریشان تو نکی
کیون نمک پاش ہو ازخم جگر پر واعظ

بالیقین ساحل مقصود نظر آجائے
ہو اگر بحر محبت مین شناور واعظ

غم فرقت سے نہین ہی مجھے فرصت کہ سنون
کھولے بیٹھا ہی عبث پند کا دفتر واعظ

مجلس وعظ مین وہ آیئنہ رو آیا ہی
ہی مگر اپنے نصیبے کا سکندر واعظ

اہ ادیب اونکے جو عارض کی صفت لکھنی ہی
کیون رگ جان کا بناتے نہین مسطر واعظ

٨١ ردیف عین مہملہ ٢٠

دیکھے محفل مین اگر شمع رخ جانانہ شمع
خاک ہو حسرت سے جل کر صورت پروانہ شمع

کیا کرے مجبور ہی رکھتی اگر گویا زبان
میری شب بیداریون کا کہتی کچھ افسانہ شمع

اک نظر پڑ جائے جو شمع رخ پر نور پر
پھر نہ دیکھے بھول کر ہرگز کبھی پروانہ شمع

چہرۂ پر نور ساقی سے جو پردہ اوٹھ گیا
پرتو رخ سے سراپا ہو گیا میخانہ شمع

اے پری ایسی خجل ہو روے روشن سے ترے
بزم سے اوڑ جائے جو پائے پر پروانہ شمع

روشنی ہی اسقدر رخسار آتشناک مین
آب ہو خجلت سے جو دیکھے رخ جانانہ شمع

مجھ سے سنکر جلوۂ رخسار تابان کی صفت
وجد کرکے جھومتی ہی بزم مین مستانہ شمع

تیرہ و تاریک ایسا کچھ شب فرقت مین ہی
خوف سے بھاگے اگر دیکھے مرا کاشانہ شمع

پہلے پروانے تھے شیدا اب عنادل شیفتہ
گل ہوئی ہی جب سے پیش چہرۂ جانانہ شمع

گرمی سوز دل بیتاب اگر یون ہی رہی
کیا عجب سمجھے مری محفل کو آتشخانہ شمع

چشم میگون دیکھکر اس مرتبہ بیخود ہوئی
جھومتی ہی بزم ساقی مین کھڑی مستانہ شمع

آرزو ہی شمع رخ پر ہو کے پروانہ جلے
رہتی ہی فانوس مین ہر وقت بیتابانہ شمع

جل گئی ہو کر ستی پروانے پر کیا عشق تھا
کر گئی یہ کام سب معشوقون مین مردانہ شمع

ہو کے ناامید تیرے وصل سے اے شمعرو
بزم مین ہر دم کھڑی روتی ہی مایوسانہ شمع

اور اس سے بڑھکے کیا ہوتا بھلا سوز و گداز
بزم مین رونے لگی سنکر مرا افسانہ شمع

جلوہ افروزی جو عارض کی ہی اے ساقی یہی
کیا تعجب ہی اگر ہو شیشۂ میخانہ شمع

روے آتشناک کی گرمی کے باعث بزم مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہی چھپنے کے لیے تہخانہ شمع

ہجر مین اوس شمعرو کے ایسی سرد آہین بھرین
سمجھی میرے خانۂ تاریک کو خسخانہ شمع

جلنے پر پروانون کے اصلا نہین آتا ہی رحم
رکھتی ہی بزم جہان مین طرز معشوقانہ شمع

کہہ گئے ہین آتش و ناسخ ادیب اس طرح مین
کیا کہیگا اون سے اب بڑھکر کوئی پروانہ شمع

(۸۲) ردیف غین معجمہ (۱۵)

گلزار سینہ کو جو مرے دیکھ پائے باغ
ایسا خجل ہو منھ نہ کبھی پھر دکھائے باغ

وہ رشک گل اگر پئے گلگشت جائے باغ
پھولے نہ اپنے جامے مین ہرگز سمائے باغ

آتا ہی یاد جب کہ قفس مین مجھے چمن
روتا ہون سسکے ہر گھڑی مین ہاے ہاے باغ

اے گل اگر ترا گل رخ دیکھ لے کہین
شرمندہ ہوکے آب عرق مین نہائے باغ

دیکھی ہر ایک گل مین ترے گال کی بہار
بلبل اسی سبب سے ہوئی آشنائے باغ

خجلت سے زرد ہو گل صدبرگ کی طرح
کھائے داغ دل کو اگر دیکھ پائے باغ

سینہ مرا ہی جب کہ چمن داغ عشق سے
میری نظر مین پھر کہو کیونکر سمائے باغ

اوس رشک گل کا چہرۂ گلگون جو دیکھ لے
گل کی تلاش مین کبھی بلبل نجائے باغ

ہیہات ہاتھ ہم ملین حسرت مین دید کی
بوسے لے تیرے پانون کے اے گل صبا سے باغ

سیر چمن کا لطف نہین کچھ فراق مین
اوس گل بغیر خاک خوشی آئے فضاے باغ

چہرے سے وقت سیر اے گل اوٹھا نقاب
رخسار آتشین سے کہین جل نجائے باغ

شاداب و تازہ گل رہین رخسار کے ترے
جبتک جہان مین رہے اے گل بنائے باغ

مجبور ہی اگرچہ ہی مشتاق دید کا
آتا ترے حضور اگر ہوتے پاے باغ

اوس گل بغیر خنجر بران ہین برگ گل — پیکان ہجر مین ہین مجھے غنچہاے باغ
گلشن سے بڑھکے کیون نہو گلشن مجھے ادیب — وہ گل نہو تو خاک ہی لطف فضاے باغ

۸۳ ردیف فاے معجمہ ۳۹

دیکھتا ہی جو مری بیتابی دل کیطرف — وہ نظر کرتا ہی گویا مرغ بسمل کیطرف
یہ خیال زلف آتا ہی مرے دل کیطرف — یا کہ لیلی آرہی ہی اپنے محمل کیطرف
کیا ہی غم دینا ہوا اوس بیرحم قاتل کیطرف — صبر کی کافی توجہ ہی مرے دل کیطرف
جب سے ہم مائل ہین اک زہرہ شمائل کیطرف — دل یہی کہتا ہی چلیے چاہ بابل کیطرف
داغ اوسکے دلمین ہوا ہی ماہ آنکھین کور ہون — دیکھکر تجھکو جو دیکھے ماہ کامل کیطرف
قلزم عالم مین وہ غم دوست ہون ای دوستو — بحر غم سے مین نہین جاتا ہون ساحل کیطرف
ذبح ہونے کا ہی شوق اللہ اکبر کس قدر — سر بکف مین دوڑتا ہون کوے قاتل کیطرف
یاس تو اوٹھنے نہین دیتے مثال نقش پا — شوق لیکن کھینچتا ہی کوے قاتل کیطرف
ہین وہ مجنون ہمن ہوا جسدم سنے جوش جنون — پانون خود بڑھنے لگے میرے سلاسل کیطرف
اتحاد باطنی ای یار اسکا نام ہی — تو مرے دل کیطرف ہو مین ترے دل کیطرف
کوئی جانب بھی خوشی آئیگی اب باقی نہین — درد و غم نے گھیر لی ہی اک مرے دل کیطرف
یہ بزرگی کعبۂ ابرو کی الفت سے ملی — لوگ پڑھتے ہین نمازین قبلۂ دل کیطرف
آگیا جسدم مجھے مژگان دلبر کا خیال — لگ گیا تیر آکے پہلو مین مرے دل کیطرف
جسکو دیکھو بزم مین بیٹھا ہوا ہی لو لگاے — ساری محفل کا ہی منہ اوس شمع محفل کیطرف
جان شیرین ہوگئی تلخ اپنی مثل کوہکن — دل ہوا مائل جب سے اک شیرین شمائل کیطرف
ہر وہان زخم سے کرتے رہے مدح و ثنا — جب خیال اپنا گیا توصیف قاتل کیطرف

اس سے بڑھکر ہو نہین سکتی ہی قیمت جان کی
خون بہا ہی دیکھنا قاتل کا بسمل کیطرف

واہ کیا زینت فزا ہی عارض پُر نور پر
دیدۂ حسرت سے انجم تکتے ہین تل کیطرف

سخت باتین کرکے رنجیدہ نکرنا ای بتو
پھینکنا پتھر سمجھکر شیشۂ دل کیطرف

دعویٰ یکتائی ای آئینہ رو باطل ہو صاف
تو اگر دیکھے مرے آئینۂ دل کیطرف

دیکھکر گلزار داغون کا ہوا کیا باغ باغ
آگیا وہ گل جو اک دن خانۂ دل کیطرف

وای حسرت ایک دن پوری نہین ہوتی امید
روز پھر آتا ہون جا کر کوے قاتل کیطرف

مجھکو ای زہرہ جبین چاہ ذقن آتا ہی یاد
بھولکر جاتا ہون جسدم چاہ بابل کیطرف

جاے گریہ اوس مسافر کے ہی حال زار پر
یاس سے جو دیکھتا ہو تھک کے منزل کیطرف

وای ناکامی کہ ہو ہر ایک مقتل مین شہید
اور ہم دیکھا کرین حسرت سے قاتل کیطرف

سنکے نالون کو مرے آیا اثر یون دوڑکر
جسطرح اہل کرم جاتے ہین سائل کیطرف

کم قیامت سے نہین ہے بزم مین ای شعلہ رو
دیکھنا دزدیدہ نظرون سے ترا دل کیطرف

دیدۂ حسرت سے مقتل مین ہر اک مشتاق قتل
دیکھتا ہی خنجر ابرو کے بسمل کیطرف

ناخن تدبیر کیا کھولیگی قسمت کی گرہ
دوڑنا بے سود ہی اس کار مشکل کیطرف

شعلہ زن اوسکا بدن ہوتا ہی سوز داغ سے
جو کوئی ہو کر نکلتا ہی مرے دل کیطرف

پار ہونا عشق کے دریا سے مجھکو ہی محال
موج ہی زنجیر پا کیا جاؤن ساحل کیطرف

جانکر مہمان اپنا گھر مین دل کے دی جگہ
اوس ستمگر کا جو آیا تیر بسمل کیطرف

صبر کا جامہ کتان کیطرح ہو جاتا ہی چاک
دیکھتا ہون جب کبھی اوس ماہ کامل کیطرف

ہی وبال جان لب جان بخش پر یہ خط سبز
کیون نہ جاؤن دوڑکر زہر ہلاہل کیطرف

جان دیدی غرق ہو کر منہہ نہ بھولے سے کیا
بحر آب خنجر قاتل سے ساحل کیطرف

تم نظر آتے ہو اسمین یا کوئی مردم ہی اور غور سے دیکھو تو میرے آنکھون کے تل کیطرف
تھا یہ اندیشہ نہ رحم آئے کہین ہنگام قتل منھ نہ قاتل نے کیا مقتل مین بسمل کیطرف
مچھلیون نے جب سنا وہ کھیلنے آیا شکار کرکے دریا سے کنارہ آئین ساحل کیطرف
قتل سے محروم رکھا سخت جانی نے اب آنکھ خجلت سے نہین اوٹھتی ہی قاتل کیطرف

ردیف قاف معجمه

(۸۴) (۲۴۱)

تم آؤ اب کوئی دم کا ہی میہمان مشتاق دم اخیر ہی لیتا ہی ہچکیان مشتاق
تمھارے کان کی بجلین جو مچھلیان مشتاق مثال ماہی بے آب ہون طپان مشتاق
فراق مین جو کرے نالہ و فغان مشتاق ملا دے دم مین زمین اور آسمان مشتاق
جو سنگدل سنے اوسکے بھی گر پڑین آنسو کہے جو اپنی مصیبت کی داستان مشتاق
کسی جگہ نہین جز گور جائے آسایش لحد کو سمجھے ہین آرام کا مکان مشتاق
نہ تاب سننے کی آئے تمھین ہو بیتاب کرے جو حال شب ہجر کا بیان مشتاق
فراق مین جو ہو سرگرم نالہ و فریاد بنا دے دود جگر کا اک آسمان مشتاق
ہر ایک بلبل شیدا کا دل بھر آتا ہی چمن مین جب کبھی ہوتا ہی نوحہ خوان مشتاق
نہ لامکان نہ مکان مین نہ دیر و کعبہ مین کسی جگہ نہین پاتا ترا نشان مشتاق
زمین اور فلک ہوتے ہین تہ و بالا فراق یار مین کرتا ہی جب فغان مشتاق
کیا یہ عشق وہان کرکے زار و نحیف کہ چشم اہل نظر سے ہوا نہان مشتاق
جو نقطۂ دہن تنگ کے لکھے اوصاف ہوا زمانے مین مشہور نکتہ دان مشتاق
گلون کے ہجر مین پہنے ہین جو گلون کے ہار سمجھتے ہین اونھین پھولونکی بدھیان مشتاق
سیاہ زلف کو کہتے ہین رات کالی ہی تمھاری مانگ کو سمجھے ہین کہکشان مشتاق

بیان کیا ہی بت سنگین دل اونکا ہی شوار
اوٹھا رہے ہین جو فرقت مین سختیان مشتاق

مثال برق طپان دل تڑپتے رہتے ہین
جو دیکھ لیتے ہین کانونکی بجلیان مشتاق

لگا ہی جب سے ترے تیغ کا ہاتھ اے ترک
بسمل رہے ہین پڑے ہو کے نیمجان مشتاق

پڑا جو بار غم عشق تیر مژگان کا
خمیدہ پشت ہوا صورت کمان مشتاق

محال بیٹھکے اوٹھنا ہی مثل نقش قدم
ہوا ہی عشق کمر مین ناتوان مشتاق

دہان تنگ کی الفت مین لگ گئی چپکی
بیٹھا ہی خموش کہ گویا ہی بے دہان مشتاق

نہ دل لگا سکے کوئی پیر زال دنیا سے
وہ پیر ہو گئے جو اسکے تھے جوان مشتاق

جب اونکے کوچہ رشک ارم مین ہم پہونچے
کہا ہر اک نے ہوا داخل جنان مشتاق

کیا ہی آج فکر اوسنے یاد بھولے سے
بلا سبب نہین لیتا ہی ہچکیان مشتاق

نہ پھر بھی لکھ سکین لطف دیدار کے مضمون
جو پائین مثل خضر عمر جاودان مشتاق

جو بزم عیش تھی وہ حیف ہو گئی برہم
کہان شراب کہان جام جم کہان مشتاق

برابری نہین کر سکتے تجھسے رشک پرین
کہان تو اے بت گلفام کہان مشتاق

اوٹھا وہ درد کہ شدت سے جسکی دل بیٹھا
فراق کی کہے کیا تم سے داستان مشتاق

تا آل خندہ گل دیکھکر ہوئے یہ نفور
کبھی نہ گئے سیر گلشن زعفران مشتاق

اگر اشارے سے بھی حکم دے وہ سیم بدن
تو جان و دل کو کرین اپنی رایگان مشتاق

کسی کو بھی نہین ملتا پتا مثال کمر
وہین کے عشق کے ہین بے نشان مشتاق

ادب حلقے جو ہی اونکی زلف پیچان کا
وہ مرغ دل کا سمجھتے ہین آشیان مشتاق

(۸۵) ردیف کاف تازی (۸۴)

ترستے ہین دیدار کو ہم اک مدت سے پر فن کب تک
رسات پر دوان ... کرخ روشن کب تک

ای جنون موسم گل مین پھرون بن بن کبتک
دست وحشت سے کرون چاک مین دامن کبتک

تجھسے مین دور رہون ای بت پرفن کبتک
حسرتون کا مرے دلمین رہے مسکن کبتک

جلوہ گر خانۂ تاریک مین کس دن ہوگے
گھر مرا آکے کروگے کہو روشن کبتک

یاد رکھیے کہ کسی طرح نہ یہ چھوٹیگا
آپ دھوئینگے مرے خون سے دامن کبتک

مین ہون مشتاق شہادت یہ تساہل کیسا
زیر خنجر مین جھکائے رہون گردن کبتک

دوستی سے نہ کسی طرح مین باز آؤنگا
دشمنی تجھسے کرینگے مری دشمن کبتک

تیرے کوچے مین پڑا ہون نہ اوٹھونگا تا حشر
دیکھون پامال کریگا مجھے توسن کبتک

وصل کس روز مجھے یار سے ہوگا یارب
سوز فرقت مین جلیگا یہ مرا تن کبتک

دیکھیے ہجر مین اوس گل کے دم سیر چمن
ہونگے خنجر مجھے برگ گل گلشن کبتک

کچھ اثر ہی نہین ہوتا ہے جب اوسکے دلمین
اوسکی فرقت مین کرون نالہ و شیون کبتک

سوز غم سے مین مرے معلوم نہین بعد فنا
شمع جل جل کے بجھیگی سر مدفن کبتک

جلد ای مہر اوٹھا چہرۂ روشن سے نقاب
رخ پرنور چراغ تہ دامن کبتک

بیقراری جو یہی ہے تو نہ پوچھو پس مرگ
دل بیتاب رہے گا تہ مدفن کبتک

ای بتو ناز بہت کرتے ہو جیسے ہم سے
کچھ خبر ہے کہ رہے گا بھی یہ جوبن کبتک

دیکھیے ہجر مین اوس گل کے مرے بستر پر
خار دیتے رہینگے پھولون کے خرمن کبتک

موسم گل مین بھلا دست جنون سے دیکھین
چاک ہوتا نہین یہ وحشت کا دامن کبتک

اضطراب دل بیتاب ہے یارب پس مرگ
زلزلے مین رہیگا گنبد مدفن کبتک

فصل گل آئی ہے ای آتش سودا یہ بتا
پانی ہوگا مری زنجیر کا آہن کبتک

مسی ملکر نکرو سیر چمن ای گلرو
رشک سے جلتی رہی باغ مین سوسن کبتک

نظر آجائے کسی دن تو خوشی کی صورت | خانۂ دل ہو غم و رنج کا مسکن کبتک
کیا کہون جب کوئی مجھسا نملیگا غمخوار | بیکسی روئیگی میری پس مردن کبتک
کر کے یاد ای بت کافر تجھے بت خانے مین | دیکھین نالے کرے ناقوس برہمن کبتک
زلف پیچان کی محبت مین پھنسا ہو نہ ادیب | دیکھیے رہتی ہی دل کو مرے الجھن کبتک

(۸۶) ردیف کاف فارسی (۲۴)

جب کہ رکھتا ہی یہ ہر عاشق دلگیر سے لاگ | ہو جوانون کو نہ کیونکر فلک پیر سے لاگ
تھا یہ دشوار کہ ہوتی کسی تدبیر سے لاگ | اونھین غیرون مین ہوئی ہی مری تقدیر سے لاگ
اے ستمگر وہ کوئی پوچھے ہمارے جی سے | جو مزے پاتے ہین رکھکر خلش تیر سے لاگ
کچھ تو اغیار نے لاریب پڑھایا ہی ضرور | یون نہ رکھتے وہ کبھی عاشق دلگیر سے لاگ
پھینک دیتے ہین مرقع سے وہ جب دیکھتے ہین | اسقدر اونکو ہوئی ہی مری تصویر سے لاگ
میٹھی باتون کو سمجھتا ہی وہ زہر قاتل | اوس ستمگر کو ہی ایسی مری تقریر سے لاگ
بیڑیان توڑ کے صحرا مین پھرا سرگردان | جوش وحشت مین ہوئی خانۂ زنجیر سے لاگ
جو کیا کام وہ برعکس ہوا قسمت سے | ہی ازل سے مری تقدیر کو تدبیر سے لاگ
فصل گل آئی ہی گھٹتا ہی مرا قید مین دم | مین وہ مجنون ہون کہ رکھتا ہون زنجیر سے لاگ
ساتھ پیکان کے دل توڑ کے پہلو نکلا | ہی عجب طرح کی ای ترک ترے تیر سے لاگ
جوش وحشت مین نہ زندان مین رہونگا مین کبھی | دشمنی طوق سے ہی اور ہی زنجیر سے لاگ
یا الٰہی نہ کبھی صبح شب وصل ہو ن | ہی موذن کے مجھے نالۂ شبگیر سے لاگ
چاندنی کا مرے زخمون مین نہ کیونکر ہو اثر | دل مجروح کو ہی چاند سی شمشیر سے لاگ
اک قلم خط نہین پڑھتا ہی کسی کا وہ شوخ | اونکو کچھ ایسی ہوئی ہی مری تحریر سے لاگ

ایک دم پاس سے اپنے نہین کرتا ہون جدا
مجھکو جسدن سے ہوئی یار کی تصویر سے لاگ

عشق مین سیم تنون کے یہ ہوئی استغنا
خاکساری مین رکھی کبھی اکسیر سے لاگ

دم الجھتا ہی کبھی اور کبھی گھٹتا ہی
سبب دل کو ہی تری زلف گرہگیر سے لاگ

خاک چھانی جو ترے در کی ہوا ای سیم بدن
مال و زر سے ہی عداوت مجھے اکسیر سے لاگ

جب کہ تسکین کا باعث خلش پیکان ہی
دل کو ای ترک نکیونکر ہو ترے تیر سے لاگ

تیرہ و تار رہے ہی اور سیہ بخت رہے
مہ جبین دل کو تری چاند سی تصویر سے لاگ

داد ملجاے ستمگر کے ستم کی یا رب
اوسکے دل کو بھی جو ہو اک بت بےپیر سے لاگ

دیکھیں کس طرح کشاکش سے رہا ہوتا ہی
جگر و دل کو ہی ای ترک ترے تیر سے لاگ

مجھکو سیراب کر ای قاتل عالم للہ
اب نہ رکھ تشنہ آب دم شمشیر سے لاگ

ہاتھ اوٹھائے ہون اوسکے آگے خدا کے ہر دم
گو ازل سے ہی دعا کو مری تاثیر سے لاگ

۸۷ ردیف لام مہملہ ۲۶

ہون لذت خلش کا طلبگار آجکل
ای تیر یار دل کے نہو پار آجکل

سوتا ہی میرے ساتھ مرا یار آجکل
صد شکر بخت خفتہ ہی بیدار آجکل

رہتے ہین یاد وہ گل رخسار آجکل
گلزار ہین نظر مین مرے خار آجکل

ہم کو نہین ہی خوف شب تار آجکل
ہی آفتاب داغ دل زار آجکل

پیتے ہین پھول سیکڑون میخوار آجکل
کیا ہو رہا ہی میکدہ گلزار آجکل

لگتی نہین ہی کانٹے سے ای پاے ہجر مین
ہوجاتی ہی پہاڑ شب تار آجکل

کیسا ہی لطف دشت نوردی مین ای جنون
دیتی ہی کیا مزہ خلش خار آجکل

مشتاق وصل ہون نہین اب طاقت شکیب
اتنا سے وعدہ مین نکر انکار آجکل

دیکھا جو حال زار مرا رحم آگیا — وہ ظلم دوست اب تو ہی غمخوار آجکل

معشوق ہین زمانے مین لاکھون ستم شعار — تمسا نہین ہی کوئی دل آزار آجکل

سیب ذقن پر اونکے ہزارون کے دانت ہین — ہی اک انار لاکھون ہین بیمار آجکل

آئی اجل تو تمھین ملی عمر جاودان — ایسے ہوئے ہین زیست سے بیزار آجکل

سکر مرے عدو کے پٹکتے ہین رشک — کرتا ہون حال زار جو اظہار آجکل

آزاد ہین وہ لوگ دو عالم کی قید سے — جو دام زلف مین ہین گرفتار آجکل

موئے میان کے عشق نے لاغر یہ کر دیا — معدوم ہی نظر سے تن زار آجکل

ہین حال اپنی دشت نوردی کا کیا کہون — ہین پانون اپنے اور سر خار آجکل

رنجور اسقدر ہی تن زار ہجر مین — پرہیز جس سے کرتے ہین بیمار آجکل

ایسا مین ہجر ہی مین ہوا ہون نحیف و زار — آنا ہی مجھکو آپ مین دشوار آجکل

تا عرش فرش سے ہی نمونہ تنور کا — بھڑکے ہی ایسی آتش رخسار آجکل

آمد شد نفس مجھے جھوکے ہوا کے ہین — یہ ناتوان ہوا ہی تن زار آجکل

ہیہات جو تھے ہاتھ مرے زیر سر کبھی — ہین گردن عدو مین وہی ہار آجکل

تابش سے برق خندہ کی ڈہین حجاب مین — حائل ہوئی ہی قہقہہ دیوار آجکل

اوس گل بغیر شب کو تڑپتا ہون رات بھر — فرقت مین فرش گل ہی مجھے خار آجکل

وہ جنس کس مپرس ہون بازار دہر مین — جس کا نہین ہی کوئی خریدار آجکل

کرتے ہین صبح کروٹین لے لے کے ہجر مین — پڑتی نہین ہی شب کو کل اے یار آجکل

٨٠٩

کوئی کسی کا دوست نہین بے غرض ادیب — مطلب کے اپنے ہوگئے ہین یار آجکل

٢٠

۸۴ ردیف میم مہملہ ۲۶

ایسے نحیف و زار ہین عشق کمر سے ہم
غافل نہین ہین باغ جہا نمین سفر سے ہم

پیری مین بھی وہی ہی جوانی کا سوز عشق
ایسا کیا ہی یاد بت سیمبر نے محو

ہوگا یقین خلق کو خورشید حشر کا
محفل مین کرتے ہین وہ کن انکھیون تاک جھانک

عشق میان مین لاغری تن کا ہی یہ حال
مثل نفس ہی آمد و رفت سرا دہر

آتش فشان ہون نخل چمن صورت چنار
دکھ مین شریک ہوتے ہین ہمسایہ بھی ضرور

نقش قدم کی طرح اب اوٹھنا محال ہی
کیا کم ہی بار منت جلاد دوش پر

رونے مین آگیا رخ رنگین کا جب خیال
آوارگی کا غم نہین اوسکی تلاش مین

پیاسے ہین آب تیغ سے سیراب اگر کرے
ملک عدم کے پار بلا ریب ہوگئی

وہ شوق قتل ہی کہ جو قاتل ہمین بلائے
کیونکر نہ توڑین رشتۂ الفت ہر ایک سے

غائب نظر کی طرح ہین اپنی نظر سے ہم
لیتے ہین کام میل کا ہر اک شجر سے ہم

کچھ کم نہین ہین جلنے مین شمع سحر سے ہم
بیٹھے ہوے ہین بے خبر اپنی خبر سے ہم

پھاہا اگر اوٹھائین گے زخم جگر سے ہم
دل کو چرا لئے بیٹھے ہین دزد نظر سے ہم

کم بال بھر نہین ترے موے کمر سے ہم
جاتے ہین اور آئے ابھی ہین سفر سے ہم

آہین بھرین جو باغ مین سوز جگر سے ہم
بیچین دل کو پاتے ہین درد جگر سے ہم

پامال یہ ہوے ترے بانکے نظر سے ہم
کٹنے سے سر کے چھٹ گئے گو درد سر سے ہم

خون جگر بہانے لگے چشم تر سے ہم
خانہ بدوش پھرتے ہین فاضل ہین گھر سے ہم

قاتل کو دین دعا لب زخم جگر سے ہم
زلف دراز پاتے ہین نیچی کمر سے ہم

مقتل مین دوڑ جائینگے بے پا و سر سے ہم
ہی چل چلاو جوڑ رہے ہین و گھر سے ہم

اونکی نگاہ لطف بھی ہی زہر کی چھری / تلخی مرگ دکھاتے ہین میٹھی نظر سے ہم

۸۸ کیا حال دیکھین آمد پیغامبر سے ہو / خورسند ہین ادیب امید خبر سے ہم ۴۷

حشر کر دیتے بپا نالہ و فریاد سے ہم / ڈرتے کچھ ہین تو دل نازک صیاد سے ہم
آب دیدہ وہ چلے آتے ہین ونا سنکر / بخت خفتہ کو جگا دیتے ہین فریاد سے ہم
فرط شادی جو یہی ہی تو عجب کیا اسکا / باہر آجائین خوشی سے کف صیاد سے ہم
جانتے ہین ستم و جور کو لطف اور کرم / انس رکھتے ہین یہ صیاد کی بیداد سے ہم
زندگانی کا مزہ ہی یہین رہتے ہین اسیر / نکلین گے بعد فنا خانۂ صیاد سے ہم
گلشن دہر مین ہوتے پست اوسکا بلند / قد کو تشبیہ جو دین مصرع شمشاد سے ہم
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھین کبھی جنت بے حکم / اور دوزخ مین گرین آپکے ارشاد سے ہم
فہم ہین رکھتے نہین معنی بیت ابرو / دلمین آتا ہی کہ پوچھین کسی استاد سے ہم
ہین وہ جانباز کہ تو کیا ہی بھلا ای قاتل / کبھی ڈرنے کے نہین موت کے جلاد سے ہم
سنکے رونے لگے اسطرح کہ ہچکی بندھ گئی / درد دل کی جو کہانی کہین صیاد سے ہم
جان برباد گئی نالہ سوزان کے سبب / خاک جل بھن کے ہوے شعلۂ فریاد سے ہم
کھینچی تصویر تصور مین ہمیشہ اوسکی / بڑھ گئے مرتبے مین مانی و بہزاد سے ہم
تونے وعدہ جو کیا تھا وہ فراموش کیا / اور غافل نہین اک دم بھی تمہی یاد سے ہم
نازکی چال ہی لب سرخ لگے ہین تیر بھی / کم نہین سمجھے ترا تیر پریزاد سے ہم
اوسکے سر عشق کا سہرا ہی جو سر کو پھوڑے / سن رہے ہین یہ صلہ تیشۂ فرہاد سے ہم
اوسکی ہی کوہ کنی جان کنی اپنی مشہور / عشق کے فن مین نہین بڑھ گئے فرہاد سے ہم

ہنسنے پر پھولون کی شبنم کو جو دیکھین گریان
پھر ہون کیا شاد گل گلشن ایجاد سے ہم

عہد اس وعدہ فراموش یہی ہی اپنا
ہاتھ دم بھرنا و ٹھائین گی تری یاد سے ہم

آگے غصے مین وہ بولے جو مرے نالے سنے
چین پاتے نہین دم بھر تری فریاد سے ہم

رنج فرقت مین تمہی زیست کو جانا کہ ہی موت
کم مسیحا کو نہ سمجھے کبھی جلاد سے ہم

واللہ وہ کسی نعمت مین نہ حاصل ہوگا
ای ستمگر جو مزہ پاتے ہین بیداد سے ہم

سخت جانی کے سبب سخت ہین شرمندہ
قتل جب ہو نسکے خنجر جلاد سے ہم

آبرو اس سرو سہی کی جو نہین گلشن مین
کام جاروب کا لین طرہ شمشاد سے ہم

یہ ہی وہ جال نہ چھوٹا کبھی کوئی پھنسکر
سمجھے مضمون یہ خط کف صیاد سے ہم

زخمون پر اپنے نمک چھڑکین گے بہر لذت
ہوے مجروح اگر ناوک صیاد سے ہم

عشق مژگان مین جنون کا جو رہیگا یہی حال
نوک کی لین گے سر نشتر فصاد سے ہم

۹۰

شاد بیداد سے اس مرتبہ ہنستے ہین اب
باغ پر رشک نگرین خانۂ صیاد سے ہم

۲۸

دیکھتے ہین جب کسی مدفن کو ہم
جانتے ہین خاک قصر تن کو ہم

منہ پر اڑنے دیکھکر دامن کو ہم
کرتے ہین صد چاک پیراہن کو ہم

سنگدل کیا ہی وہ بت چاہین اگر
موم کر دین خنجر آہن کو ہم

ای فلک تیرا یہی انصاف ہی
غیر تو ہنسنے کو ہون شیون کو ہم

برگ گل خنجر ہی ہجر یار مین
جانتے ہین قتل گہ گلشن کو ہم

مہر و مہ پھرتے ہین یہ کہتے ہوے
ڈھونڈھتے ہین اوس رخ روشن کو ہم

سخت جان ایسے ہین اک دم مین ابھی
کر دین آرا خنجر آہن کو ہم

عیب سے آگاہ کرتا ہی ہمین ۔ کیون نہ سمجھین دوست پھر دشمن کو ہم
جلوۂ رخ آگیا جسوقت یاد ۔ بھولے شمع وادی ایمن کو ہم
دولت دیدار لوٹین غیر حیف ۔ اور دیکھین دور سے چلمن کو ہم
ہی جو سودا اک طلائی رنگ کا ۔ اب نہ دیکھینگے کبھی کندن کو ہم
ہون اگر زخمی لب ہر زخم سے ۔ دین دعا اوس ترک تیر افگن کو ہم
یاد آتی ہی جو کوے یار کی ۔ بھول کر جاتے نہین گلشن کو ہم
جو بہی گریہ ہی یاد چشم مین ۔ رو مین گے اب دیدہ و دامن کو ہم
جز ترے در کے ٹھکانا اب نہین ۔ چھوڑ کر جائین کہان دامن کو ہم
پیش قاتل آرزوے قتل مین ۔ رکھتے ہین خم ہر گھڑی گردن کو ہم
یا الٰہی پائین کس تدبیر سے ۔ دلمین اوس بت کے جگہ مسکن کو ہم
دین و دنیا کا نہ کھاتے دلنے حیف ۔ جانتے تھے دوست اس دشمن کو ہم
کیا لگائین دل سراے دہر مین ۔ جب کمر سے باندھے ہون دامن کو ہم
آگیا گھر مین جو وہ خورشید رو ۔ مہر سے سمجھے ذرۂ روزن کو ہم
خاکساری سے بر آتی ہی مراد ۔ گرد بن کر چھوتے ہین دامن کو ہم
دیکھین طی راہ عدم ہو کسطرح ۔ ہر قدم پر پاتے ہین رہزن کو ہم
سمجھے سیل اشک سے بعد فنا ۔ برج آبی گنبد مدفن کو ہم
بیشمار اس مرتبہ ہین جسم پر ۔ گن نہین سکتے ہین زخم تن کو ہم
صور اسرافیل کا اوٹھتا ہی شور ۔ بیٹھتے ہین جس گھڑی شیون کو ہم
جب اوٹھایا دولت دنیا سے ہاتھ ۔ کسلیے پھیلائین پھر دامن کو ہم

ہجر مین گھلکر بنے ہین شکل خار
کیون نہ کھٹکین دلمین ہر دشمن کو ہم

دلمین آتا ہی کہ دنیا سے اب
اوٹھ کھڑے ہون جھاڑ کر دامن کو ہم

ردیف نون منقوطہ

٩١ — ۲۳

کس کس کو دیجیے ہین طلبگار سیکڑون
اک جنس دل ہی اور خریدار سیکڑون

پیاسے مرے لہو کے ہین خونخوار سیکڑون
اک خون گرفتہ مین ہون ستمگار سیکڑون

زلفون مین یار کے ہین گرفتار سیکڑون
جکڑے ہین یون تمہین گنہگار سیکڑون

آئی خبر جو آمد رشک مسیح کی
سنکر بحال ہو گئے بیمار سیکڑون

اسطرح کھا لیا ہی غم ہجر یار نے
روتے ہین مجھکو دیکھکے غمخوار سیکڑون

ای ترک غم نہین جو شہیدان ناز کا
کیون سرنگون ہین خنجر خونخوار سیکڑون

مین وہ مریض مردم بیمار یار ہون
پرہیز جس سے کرتے ہین بیمار سیکڑون

صیاد چھوڑتا نہین کنج قفس سے حیف
چلا رہے ہین مرغ گرفتار سیکڑون

چھپتا نہین لہو جو شہیدان ناز کا
رنگین پھر ہین کیون لب سوفار سیکڑون

دیر و حرم کو جاتے ہین کیون دلکو چھوڑکر
بھولے ہوے ہین کافر و دیندار سیکڑون

اللہ رے سخت جانی عشاق وقت قتل
مڑ مڑ گئے ہین خنجر خونخوار سیکڑون

مٹی کو تیرے کوچے کی ای غیرت مسیح
خاک شفا سمجھتے ہین بیمار سیکڑون

گلگشت کو گیا جو مین اوس گل کے ہجر مین
ہر گل چمن مین دینے لگا خار سیکڑون

ہندو زلف کا ترے ای بت جو عشق ہو
کر لین قبول کفر ابھی دیندار سیکڑون

اللہ رے شوق دید کہ کچھ سوجھتا نہین
اندھے ہوئے ہین طالب دیدار سیکڑون

یارب لگاؤن پنبہ و مرہم کہان کہان
تن پر ہین زخم تیر ستمگار سیکڑون

سودا ہی جب سے گیسوی مشکین یار کا
پھنستے ہین جسکے غافل و ہشیار سیکڑون

ملتا نہین ہی اوس گل ترکا کہین پتا
فرقت مین ہمنے چھانے ہین گلزار سیکڑون

مین ہون وہ بادہ نوش کہ ہنگام میکشی
لیتے ہین میرے نام کو میخوار سیکڑون

جانباز ہم وہ ہین کہ نہ جھپکی ذرا بھی آنکھ
چلا کے تو نے اگرچہ کیے وار سیکڑون

وہ ترک کھینچتا ہی جگر چھوڑتا نہین
ہین کشمکش مین تیر ستمگار سیکڑون

ہمکو شہید کرکے ہوے اسقدر خجل
مقتل مین سرنگون ہین ستمگار سیکڑون

۹۲ ایسا کیا ہی آرزوونکا ادیب خون
دلمین ہین حسرتون کے ہی انبار سیکڑون ۳۶

لب شب تڑپ تڑپ کے سحر ہمنے کی نہین
کس روز رات آنکھونمین اپنے کٹی نہین

باور کسی طرح کوئی بات آپکی نہین
لب پہ حضور کے ہی کبھی ہان کبھی نہین

زاہد ہی مردہ دل مئی جانبخش پی نہین
کچھ لطف زیست کیفیت زندگی نہین

گلزار مین ہمارے نہین کچھ خزان کا دخل
گلہاے داغ سینہ کو پژمردگی نہین

آب حیات ہی مئی جانبخش واعظو
بے بادہ ایکدم بھی مری زندگی نہین

چھوٹا عذاب ہجر سے جسکا گزر ہوا
گویا کہ باغ خلد ہی اوسکی گلی نہین

دل خوش نہین کسیکا زمانے کے ہاتھ سے
باغ جہان مین کوئی شگفتہ کلی نہین

بدلا کیا مین کروٹین تا صبح شام سے
کل تم نہ آئے کل کسی کروٹ پڑی نہین

مین جانتا ہون زیست حرام اوسکی زاہدو
جسنے کہ عمر بھر مئی جانبخش پی نہین

اوس ماہ کے ہی قصر مین جسمین چاندنی کا فرش
اے ماہ اوس سے بڑھکے تری چاندنی نہین

سب کہتے ہین کہ بارہ بروج سپہر ہین
ای رشک مہر تیری یہ بارہ دری نہین

لب سرخ پر گرے ہین تر الکت کی چال ہے
کیونکر کہون کہ تیر تمھارا پری نہین

خاموش اسلیے ہون کہ ہے گو مگو کی بات
بیوجہ چپکی وصف دہن مین لگی نہین

جب سے مین رنج دوست زمانے سے اوٹھ گیا
کوئی شفیق حال غم و بیکسی نہین

تم اور وہ جفا کہ نہین جسکا کچھ حساب
ہم اور وہ وفا جو کسی نے کبھی کی نہین

چلنے سے تیرے کب نہین محشر بپا ہوا
کس روز نت بیٹھنے سے قیامت اوٹھی نہین

ای زاہد اس ریا کی عبادت سے کیا حصول
مقبول مکر کی یہ تری بندگی نہین

یارب جلے وہ آتش حسرت مین مثل شمع
اوس شمع رو سے جسکی کبھی لو لگی نہین

کیا جاؤن ہجر مین پی گلگشت باغ کو
اوس رشک گل بغیر تو دل بستگی نہین

آتا ہے گریہ زاہدون کے حال زار پر
ہے موت زندگی جو مے ناب پی نہین

پوچھا جب اونسے ہم نے کہ ہوگا وصال کب
چتون بدل کے کہنے لگے وہ کبھی نہین

چارہ گرو نہ چارہ گری سے جلاؤ دل
تم سے لگی ہماری بجھیگی کبھی نہین

آج آتے آتے پھر گئے وہ گھر کو یا نصیب
کیونکر کہون کہ بخت کی برگشتگی نہین

تو ہی نہین تو لطف شب ماہ کچھ نہین
کچھ دوپہر کی دھوپ سے کم چاندنی نہین

اپنا نظیر اوسکو خود ہی نہین پسند
زیور تو سب ہین پاس مگر آرسی نہین

ہم ہی سے بات بات مین انکار کرتے ہو
ہان کے سوا رقیب سے تمنے نکی نہین

اللہ رے نازکی لب یار گلعذار
کچھ کم دھڑی سے مسی کی اوسکو دھڑی نہین

دل ڈالے سیکڑون دل پرخون عاشقان
ہاتون مین اوس نگار کے مہندی بہا نہین

اعجاز کرتے آئینہ رویون کے ہاتھ سے
افسوس دل کے آئینہ کی آرسی نہین

سارا زمانہ دل سے فراموش ہو گیا
لیکن تمھاری یاد کبھی بھولتی نہین

وہ سر نہین کہ جس مین نہ سودا ہو زلف کا
وہ دل نہین کہ جسمین محبت تری نہین

جب سے لگی ہی اک بت کافر سے اپنی آنکھ
اوس دن سے شب کو آنکھ ہماری لگی نہین

بھاتا نہین ہی کبر کسی کا وہ مست ہون
شیشے کی بھی پسند مجھے سرکشی نہین

ای واعظ اوسکو ہول قیامت سے تو ڈرا
جس پر مصیبت شب فرقت پڑی نہین

(٩٣) اوس گل کے پاس بیٹھنے سے فیض ادب ہے
پژمردہ پیرہن کی ہمارے کلی نہین (٢٧)

کسی کا کوئی پس مرگ غمگسار نہین
لحد مین جز عمل نیک یار غار نہین

کوئی زمانے مین مجھسا گناہگار نہین
یہ اور طرہ ہی اوسپر کہ شرمسار نہین

وہ خوش نصیب نہین اوسکا بخت یار نہین
بتون کا تیر نظر جسکے دل کے پار نہین

وہ سر نہین جسے سودا ے زلف یار نہین
وہ آنکھ ہی نہین جو محو انتظار نہین

یہ زار عشق کمر مین ہوا کہ بعد فنا
جنازہ دوش احبا پر اپنے بار نہین

مثال دیدہ نرگس وہ کور ہو یارب
جو آنکھ فرقت جانان مین اشکبار نہین

گلو عبث ہو نزاکت پر اپنی تم نازان
تمھارے حسن دو روزہ کا اعتبار نہین

خضر کی عمر سے طول امل سے عاشق کے
کم ایک بال بھی زلف دراز یار نہین

پیا جو بادۂ الفت کا جام ای ساقی
چڑھا وہ نشہ کہ جسکا کبھی اوتار نہین

تمھارے خنجر مژگان سے ہی یہ ارزانی
کہ بکتی کوڑیون کے دل پر کٹار نہین

نہ کچھ عبارت نازک نہ معنی باریک
میان شعر جو وصف میان یار نہین

نہ اوسکے کھینچنے جا پر تو لنگ ہوئے پانون
وہ ٹوٹین ہاتھ جو گردن مین اوسکی ہار نہین

کہان کہان لگین پہالے کہان کہان مرہم
جب اپنے زخم سراپا کا کچھ شمار نہین

چمن ہی ابر ہی ساقی ہی اور فصل بہار
نہ آئے ایسے مین وہ گل تو کچھ بہار نہین

جو تیر آہ رسا کی یہی رہی بارش
تو ایک روز یہ چرخ ستم شعار نہین

مگر یہ آینہ صاف مین ہی بال کا عکس
ہمارے دلمین خیال میان یار نہین

خمیدہ کیسلیے ہی پشت پیر چرخ مدام
مرے گناہ کا سر پر جو اسکے بار نہین

ہزار حیف پس مرگ قبر پر اپنی
سوائے شمع لحد کوئی اشکبار نہین

ہوا ہی عشق تمھاری کمر کا جسدن سے
وہ زار ہون دل اعدا پہ اپنے بار نہین

یہ بیکلی ہی کہ پہلو بدلتے رہتے ہین
فراق مین کسی کروٹ ہمین قرار نہین

جو پیشوا ہین وہین کوئی کچھ نہین گنتا
امام سبحہ کا تسبیح مین شمار نہین

اخیر وقت ہی لرزان ہین خوف عقبی سے
یہ دست و پا مرے پیری سے رعشہ دار نہین

مثال شیشۂ ساعت ہر اک مکدر ہی
ملے وہ کونسے دو دل جو پر غبار نہین

کبھی ہون گھر مین کبھی اضطراب سے در پر
کسی جگہ شب وعدہ مجھے قرار نہین

سفید ریش ہی زاہد کی دھوکے کی ٹٹی
یہ مکر چاندنی ہی اس کا اعتبار نہین

وہ خاکسار ہون اوٹھا نہ بیٹھکر پس مرگ
زمین سے جو ہوا ونچام اغبار نہین

وہ سن کے صدق مقالی کا شہرہ کہتے ہین
ادیب کیا شعرا مین ترا شمار نہین

۹۴ — ۳۴

مرے میان کی یاد مین کب چشم تر نہین
کس روز آب اشک سے تر تا کمر نہین

مردہ پڑا ہون جب سے وہ رشک قمر نہین
فرقت مین قبر ہی مرے رہنے کا گھر نہین

یہ بیخودی ہی جب سے وہ رشک قمر نہین
[illegible] کیا مرے فرشتون کو میری خبر نہین

کسدن نہ خون ہو کے دل آنکھون سے بہ گیا
اب جا اشک آنکھون مین خون جگر نہین

یاد وہان تنگ مین ایسا ہوا ہون گم
مدت ہوئی کہ مجھکو کچھ اپنی خبر نہین

ہون موشگاف بال کی مین نے نکالی کھال
پھر کیون میان شعر صفات کمر نہین

کھا کھا کے غوطے دیتے ہین جان اپنی آشنا
وہ ناف بحر حسن کی کیونکر بھنور نہین

دن رات کاٹتا ہون تڑپ کر فراق مین
زانوے یار جب سے مرے زیر سر نہین

کٹتی نہین ہی کاٹے سے ایسی پہاڑ ہی
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

کسطرح پہونچینگے سر مقصود دیکھیے
رہزن کھڑے ہین سیکڑون اک راہبر نہین

گو چور چور خنجر بیداد سے ہی جسم
جز شکر کے شکایت بیداد گر نہین

جب دیکھو دُر ہی کان مین اوس بحر حسن کے
حلقہ بگوش کانون کے کیونکر گہر نہین

پھیلا کے پانون چین سے سوتے ہین ہم فقیر
شکر خدا کہ گانٹھ مین کچھ مال و زر نہین

وہ حال زار دیکھ کے کسدن نہ رو دیا
کب اوسکے دلمین میری محبت کا گھر نہین

جام جہان نما سے نہین کم ہی دل مرا
سارے زمانے کی مجھے کسدن خبر نہین

آرام سے جو قبر مین سوئے تو یہ کھلا
آسایش آدمی کو کبھی عمر بھر نہین

کسطرح طے ہو دیکھیے ملک عدم کی راہ
منزل کڑی ہی ہاتھ مین زاد سفر نہین

قصر بلند جنکے تھے ای انقلاب دہر
اون اہل زر کو خواب مین سونے کا گھر نہین

عنقا تری کمر کو جو کہتے ہین ای پری
کسطرح مین کہون وہ بشر جانور نہین

شیرین زبان ہی لب شیرین کے وصف مین
چھوٹا ہی جو قلم کو کہیے نیشکر نہین

سر پہ ہی پیر چرخ کے بار گناہ خلق
بوجہ آسمان کی ٹیڑھی کمر نہین

بے آب دُر یہ ہین دُر دندان کے روبرو
خجلت سے ڈوب مرنیکو آب گہر نہین

فکر دہن مین اہمہ گم ہوکے ہی خموش — کہتا ہی ناطقہ کہ بتون کی کمر نہین
ای گل نثار کرنے کو لائے ہین باغ مین — غنچون کی مٹھیون مین بلا وجہ زر نہین
کیا جانین ربح مین ہین کہ آرام مین ہین ہان — یاران رفتگان کی ہمین کچھ خبر نہین
بیٹھے ہین قطع کرکے تعلق جہان سے — ہان دید چشم یار سے قطع نظر نہین
تو کس لیے چرا کے مکرتا ہی ای صنم — کیا ہی گرہ مین زلف کے دل ہی اگر نہین
بہ جائے خون ہوکے وہ آنکھون سے ای خدا — جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہین
یارب ترے سوا کوئی گلزار دہر مین — پرسان حال بلبل بے بال و پر نہین
عنقا کی طرح نام ہی لیکن نہین نشان — تار نظر ہی یار کا موے کمر نہین
ٹوٹے وہ پانون جو نہ اوٹھے راہ عشق مین — پھوٹے وہ آنکھ یاد مین تیری جو تر نہین
ای مہر دیکھنے کے لیے تجھکو دور سے — عینک ہی پیر چرخ کی شمس و قمر نہین
روشن ہی شمع داغ دل ای رشک مہرومہ — تاریکی لحد کا پس مرگ ڈر نہین

٩٥ — کس مرتبہ ہی سوز تب عشق ای ادیب — ٢٢
کم آفتاب حشر سے داغ جگر نہین

جن سے ہم دل سے طلبگارون مین ہین — کیا ستم ہی وہ دل آزارون مین ہین
خنجر مژگان کا اب ثانی نہین — منتخب وہ لاکھون تلوارون مین ہین
پائی عزت مرکے اوس کے ہاتھ سے — سر دیا جسد ن سے سردارون مین ہین
لیکے دل پہلو سے بیدل کر دیا — کون کہتا ہی وہ دلدارون مین ہین
عشق نے حد سے سوا رسوا کیا — چرچے میرے اونکے اخبارون مین ہین
درد و رنج دل کے دیتے ہین خبر — اپنے اشک چشم ہرکارون مین ہین

روز و شب ہی تیرے دم کی روشنی ‌ ‌ مہر و مہ کے جلوے رخساروں مین ہین
رٹتے ہین پڑھتے بھی یہ تیرا ہی نام ‌ ‌ تیرے دیوانے تو ہشیاروں مین ہین
کردو واقف ہمکو رسم قید سے ‌ ‌ ہم یہان سے تو گرفتاروں مین ہین
اب رہائی عمر بھر ممکن نہین ‌ ‌ زلف پیچان کے گرفتاروں مین ہین
پانوٗن مین چھپکر اٹھے ہین سر کے پار ‌ ‌ کیسی نوکین تیز تر خاروں مین ہین
ذروں مین خورشید انور ہین حضور ‌ ‌ ماہ کامل آپ مہ پاروں مین ہین
کچھ نہین واقف کہان ہین کون ہین ‌ ‌ گو کہ ہم بیٹھے ہوئے یاروں مین ہین
سیکڑے ہین خم کے خم خالی کیے ‌ ‌ ہم بلانوش ایسے میخواروں مین ہین
عشق ہی خال ملیحی رنگ کا ‌ ‌ ہم ترے تل پر نمکخواروں مین ہین
ہم وہ میکش ہین کہ دیکر نقد جان ‌ ‌ دختر رز کے خریداروں مین ہین
دل نکیون شور عنادل سے دکھے ‌ ‌ شکلین پیکانون کی منقاروں مین ہین
وہ مسیحا دیکھنے آتا ہی روز ‌ ‌ ہین وہی اچھے جو بیماروں مین ہین
ایک ہی گلشن سے دونون آئے ہین ‌ ‌ تم گلون مین ہو تو ہم خاروں مین ہین
مونس و ہمدم ہین درد و بیکسی ‌ ‌ حسرت و غم ہمسے غمخواروں مین ہین
ہو کے عاجز تجھسے کہتے ہین طبیب ‌ ‌ آپ اچھے اونکے بیماروں مین ہین
ہو کے رشک مہ چلے جب سیر کو ‌ ‌ ہو گیا ثابت وہ سیاروں مین ہین

٩٦

اوسکی رحمت کا بھروسا ہی ادیب
ہم کو کیا غم جو گنہگاروں مین ہین

٣٩

جلوہ رخ جو وہ دکھاتے ہین ‌ ‌ مثل موسی ہین غش آئے ہین

دخت رز کو جو منہ لگاتے ہین / ہو کے بدنام منہ کی کھاتے ہین
آپ جس وقت یاد آتے ہین / ہم زمانے کو بھول جاتے ہین
جو سنا اونکو گھر پر آتے ہین / آنکھین ہم راہ مین بچھاتے ہین
جس جگہ پر وہ بیٹھ جاتے ہین / فتنے سوتے ہوے جگاتے ہین
زاہد آگے جب اونکے جاتے ہین / ہاتھ تقوے سے دھو کے آتے ہین
قطرہ مے بھی چھوڑتے نہین ہم / خم کو جس وقت منہ لگاتے ہین
سیر ہوتے نہین ہین پھر بھی ہم / غم زمانے کا گو کہ کھاتے ہین
سجدے کر کر کے یار کے در پر / اپنے لکھے کو ہم مٹاتے ہین
ناصحو کی نہ مانیے کوئی بات / روز کیون آ کے سر پھراتے ہین
سوز غم سے جلا کے روتون کو / آگ پانی مین وہ لگاتے ہین
آپ مین پاتے ہین اسے وہ لوگ / اپنی ہستی کو جو مٹاتے ہین
جلوے اوس مہر کے کف پا کے / دست موسی مین پائے جاتے ہین
وصل کی شب ہی آج مرغ سحر / کر کے غل جان کھائے جاتے ہین
کر کے نالے فراق یار مین ہم / آسمان و زمین ہلاتے ہین
دیکھکر خندہ زن تجھے ای گل / پھول گلشن مین پھٹے جاتے ہین
بیٹھے ہین کوے یار مین جم کر / دیکھین کس طرح غیر اوٹھاتے ہین
بحر ہستی مین سب مثال حباب / رہ کے دم بھر عدم کو جاتے ہین
نغمہ کرنے پہ آتے ہین جب ہم / بلبلون کے بھی ہوش اوڑاتے ہین
عشق مین چشم مست ساقی کی / آنکھین ہم جام سے لڑاتے ہین

سبزہ رنگون کے سبزہ خط پر — حضرت خضر زہر کھاتے ہین
اوسکے کوچے مین بیٹھے توڑکے پاؤن — ہاتھ دنیا سے اب اوٹھاتے ہین
دیکھکر تجھکو اے گل خندان — پھول نظرون مین کب سماتے ہین
دہن گم شدہ کے عشق مین ہم — نہین ملتے یہ کھوئے جاتے ہین
مدتون سے فقیر اے شہ حسن — دھونی در پر ترے رماتے ہین
دود آہ رسا سے فرقت مین — ہم فلک کے دھوئین اوڑاتے ہین
دیدہ کے پھوڑے ڈھونڈھتے ہین تجھے — ٹھوکرین در بدر کی کھاتے ہین
پوچھتے ہین جو راہ کوچۂ یار — خضر رستہ ہمین بتاتے ہین
سنکے ہم سے دہان تنگ کا وصف — باغ مین غنچے مسکراتے ہین
اپنے مرنے کے بعد ہوکر خاک — چشم اعدا مین ہم سماتے ہین
سوز دل سے بہا کے آب رشک — اپنے دل کی لگی بجھاتے ہین
دیکھکر خندہ زن چمن مین اوسے — غنچے خوش ہوکے مسکراتے ہین
تیری بیمار چشم سے اے یار — ملک الموت خوف کھاتے ہین
نہین اوٹھ سکتے مثل نقش قدم — ضعف سے جب کہ بیٹھ جاتے ہین
دھجیان جیب اور دامن کی — دست وحشت سے ہم اوڑاتے ہین
جب سے صدمے اوٹھائے فرقت کے — دل کسی سے نہین لگاتے ہین
ہم سے تو چپ ہین اور غیرون سے — جھاڑ باتون کا وہ لگاتے ہین
چور زخمون کی میری اے قاتل — آب تیغ دودم چراتے ہین

٩٧ وہ یہ دیتے ہین رنج ہجر ادیب — غم کی صورت ہمین بناتے ہین ٢٢

دل رنجیدہ مین تشریف لا کر شاد کرتے ہین
مری اوجڑی ہوی بستی کو وہ آباد کرتے ہین

ستم ہی کسقدر جور و ستم صیاد کرتے ہین
مجھے پر قینچ کر کے قید سے آزاد کرتے ہین

دکھا کر قد موزون طرز نو ایجاد کرتے ہین
وہ ناموزون چمن مین مصرع شمشاد کرتے ہین

محبت مین ہم اوس گل کے گل کھاتے ہین چھپ چھپ کے
کہ اپنا سینہ رشک گلشن ایجاد کرتے ہین

پیا پی آ رہی ہین نزع مین کیون ہچکیان یارب
مجھے یاران رفتہ مجھکو شاید یاد کرتے ہین

کھچا رہتا ہی نقشہ دل کا اپنے اونکی صورت کا
تصور ہی سے کار مانی و بہزاد کرتے ہین

بہار بے خزان گلہاے داغ دل پر اپنے ہی
ہمیشہ گھر مین سیر گلشن ایجاد کرتے ہین

وہ بلبل ہون کہ سوز دل سے جب کرتا ہون مین نالے
قفس جلتا ہی شور الامان صیاد کرتے ہین

صفت اونکے لب شیرین کی ہم لکھتے ہین شعرون مین
ہر اک بیت غزل کو خانۂ فرہاد کرتے ہین

رقیب رو سیہ کا لال منہ ہوتا ہی غصے سے
وہ اپنے ہاتھ سے جب ہمکو پان امداد کرتے ہین

رہا کرتا ہی اپنا بھی خدا ہر حال مین حافظ
جب اونکے مصحف رخسار کو ہم یاد کرتے ہین

گرا دیتے ہین یہ نالے سقف قصر چرخ گردان کو
فلک کے نیچے سے ہٹ جاؤ ہم فریاد کرتے ہین

اثر ایسا ہی گھبرا کر نکل آتے ہین وہ گھر سے
جب اونکے کوچے مین ہم نالہ و فریاد کرتے ہین

رہے جنکا تصور ہر گھڑی ای وائے ناکامی
نہین بھولے سے بھی ہمکو کبھی وہ یاد کرتے ہین

اثر کہتے ہین یہ معنی اور تاثیر اسکو کہتے ہین
جگر وہ تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

ترا فیض قدم ایسا ہی بینا ہوتی ہین آنکھین
جو خاک پا کو سرمہ کور مادرزاد کرتے ہین

زبان پر شکر قاتل ہی کھڑے ہین جو زخمون سے
کسی سے بھی نہین ہم شکوۂ بیداد کرتے ہین

عدو کے گھر سے ناخوش ہو کے آئے ہین وہ میرے گھر
اسے آباد کرتے ہین اوسے برباد کرتے ہین

نہ پوچھو حال کچھ ہم سے شب فرقت کے صدمونکا
کلیجا منہ کو آجاتا ہی جب فریاد کرتے ہین

مقابل گوہر دندان کے ہوتے ہین صفائی مین — درخوشاب اپنی آبرو برباد کرتے ہین
ستم ایسا کیا ہی ہم پر اوس بے رحم قاتل نے — لب ہر زخم سے بیداد کے فریاد کرتے ہین

۹۸ — ۲۳

ادیب اوس وقت کی فرحت بھولین گے قیامت تک
کہا جب اون سے قاصد نے چلو وہ یاد کرتے ہین

شکر صد شکر کہ آج آکے وہ بیٹھا دل مین — جسکے ملنے کی تھی مدت سے تمنا دل مین
رخ انور کا ہی جس روز سے جلوا دل مین — ہر گھڑی دیکھتے ہین نور کا تڑکا دل مین
رات کو وہ بت بے رحم جب آیا دل مین — بن گیا اختر پر نور سویدا دل مین
نقد جان نذر چڑھاتا ہون نہین لیجے حضور — یہ تو فرمایئے اور آپکے ہی کیا دل مین
قتل ہونے کے لیے آئے ہین مقتل مین ہم — سر کے جانے کا ذرا بھی نہین کھٹکا دل مین
وصل کی رات کٹی آنکھون مین مثل شب ہجر — صبح ہونے کا رہا حیف یہ کھٹکا دل مین
تم برا جانتے ہو ہم کو تو اچھا جانو — ہم تو دنیا سے تمھین سمجھے ہین اچھا دل مین
یہ تمنا ہی کہ عشق مژہ جانان مین — مثل نشتر کے کھٹکتا رہے کانٹا دل مین
بال شیشے مین نظر آنے لگا صاف ہمین — دھیان آیا جو تری موے کمر کا دل مین
حسن کے رعب سے اک بات نہ منھ سے نکلی — سوچ کر آئے تھے ہم کہنے کو کیا کیا دل مین
تیرے ملنے کا بہت شوق ہی او ناوک یار — اوڑ کے جاتا ہی کہان مجھسے ادھر آ دل مین
یہ ہوا صدمہ جگر تھام کے مین بیٹھ گیا — درد فرقت کا مرے جب کبھی اوٹھا دل مین
سیر ہم کرتے ہین دنیا کی مثال جمشید — دیکھتے رہتے ہین عالم کا تماشا دل مین
زاد رہ پاس نہین وقت سفر آپہونچا — یہی رہتا ہی مجھے ہر گھڑی کھٹکا دل مین
کیا ہو بلبل کو خوشی دید گل گلشن سے — جب کہ ہر دم ہی لگا صیاد کا کھٹکا دل مین

پر کتر کے بھی قفس سے نہین کرتا ہی رہا — نہین معلوم کہ صیاد کے ہی کیا دلمین

بات بھی کرنے نپاے ہوئی آخر شب وصل — حسرت و آرزوئین رہگئین کیا کیا دلمین

نہین معلوم کہ کب یک بیک اجل آجاے — چاہیے موت کا ہردم رہے کھٹکا دلمین

آپ کھاتے نہ کھلاتے ہین کسیکو منعم — سوچتے سمجھے ہین کیا آپ ہی مولا دلمین

جب سے رہتا ہی خیال اونکے رخ روشن کا — نظر آتا ہی مجھے مہر کا جلوہ دلمین

ایک مٹی کی کھڑی ہوگئی گویا دیوار — میری جانب سے غبار اونکے یہ آیا دلمین

تیر اوس ترک کا آکر جو کہین پر بھی لگا — ہمنے مہمان سمجھکر اوسے رکھا دلمین

٩٩ سیر خالق نے اوسیوقت دیا مجھکو ادیب — اوسکی درگاہ سے جو کچھ کبھی مانگا دلمین ٢٤

جب اونکی زلف کا دلمین خیال کرتے ہین — نظر ہم آینۂ دل مین بال کرتے ہین

جو رند نوش مے کہنہ سال کرتے ہین — عروس نو سے وہ گویا وصال کرتے ہین

جو یاد گیسوے پیچان کی بال کرتے ہین — وہ زیست کے لیے پیدا وبال کرتے ہین

چمن مین روتے ہین ہم زار خندہ گل پر — جب اپنے دلمین خیال مآل کرتے ہین

خسوف مین نظر آتا ہی چاند لوگون کو — وہ رخ پر اپنے جو زلفون کے بال کرتے ہین

غزل مین لکھکے صفت اپنے سرو قامت کی — زمین شعر مین پیدا نہال کرتے ہین

وہ جب دکھاتے ہین گلشن مین قامت موزون — تو ہر نہال چمن کو نہال کرتے ہین

وہ بادہ کش ہین ٹپکتی ہی مے بجاے عرق — شراب پینے سے جب انفعال کرتے ہین

خیال زلف سے اچھا ہوا دل مجروح — عجب ہی مشک سے زخم اندمال کرتے ہین

طلب مین وصل کے غصے سے اونکے ہین خاموش — زبان حال سے عاشق سوال کرتے ہین

وہان تنگ نہو گا کسی طرح ثابت / یہ کس لیے شعرا قیل وقال کرتے ہین
ہی جاے سجدہ کہ لوگون مین سربلندی ہی / وہ اپنے ہاتھ سے سر پایمال کرتے ہین
تمام عمر سے جنکا ہی شوق دیدہ مین / ستم ہی پھیر کے منہ وہ حلال کرتے ہین
ہزارون ہوتے ہین تیغ نگاہ سے بسمل / جدھر کو بزم مین وہ دیکھ بھال کرتے ہین
کیا جو بدر خجل مہ جبینون نے تو کیا / دلو نمین کرتے ہین گھر یہ کمال کرتے ہین
کہا یہ اوسنے جو مرنے لگا مین فرقت مین / حرام موت تم ہم حلال کرتے ہین
ہمارے دل سے جدا ایک دم نہین ہوتا / خیال یار کو ہمدم خیال کرتے ہین
کسیکے آگے نہ دست طلب کبھی اوٹھے / سوال تجھسے یہ ای ذوالجلال کرتے ہین
جو اشک آنکھون سے اپنی روان ہی فرقت مین / وہ شست و شوے غبار ملال کرتے ہین
نحیف و زار ہوے عشق چشم مین ایسے / کہ ہم کو پاے نظر پایمال کرتے ہین
جو تین ماہ دو ہفتہ سے جانتے ہین تمھین / خیال رخ کو بھی وہ بے مثال کرتے ہین
جو خال ہی دہن تنگ یار پر ہم اوسے / خیال مردم چشم خیال کرتے ہین
کشان کشان چلے آتے ہین جذب الہی / جب اونکو دلمین کبھی ہم خیال کرتے ہین

۱۰۰

مشاعرے مین ہر اک سن کے جھومتا ہی ادیب
غزل جو نظم کبھی حسب حال کرتے ہین

۱۷

ہی خوشا بخت تہ تیغ دو دم ہوتے ہین / ہین کرم سے ہمین جھکر جو ستم ہوتے ہین
کر کے گیسو کی صفت لکھتے ہین ہم صفتین / ہند سے رہرو اقلیم عدم ہوتے ہین
بیخودی مین تو سونگھاتے ہین وہ زلفین آکر / پاس آتے نہین جب آپ مین ہم ہوتے ہین
طالب وصل ہین پردہ وہ ہمسے شاہد / خط توام ہین جو رخسار و رقم ہوتے ہین

وہ جدھر جاتے ہین رہتا ہو مین ہمراہ رکاب
نقش محبوب میرے لیے نقش قدم ہوتے ہین

اس جگہ چلتی نہین تفرقہ پردازی چرخ
ڈاب مین عاشق و معشوق بہم ہوتے ہین

خانہ کعبہ سے ہم بڑھکے سمجھتے ہین اوسے
اسی بت آپکے جس گھر مین قدم ہوتے ہین

ہین وہ مشتاق شہادت کہ بلائے جو وہ ترک
لیکے سر ہاتھ مین حاضر ابھی ہم ہوتے ہین

آنکھین پتھرا گئین در وا کو تکتے تکتے
پھر بھی آتے نہین پتھر کے صنم ہوتے ہین

دولت وصل ملی جسکو ہوا مالامال
دلبر سیم بدن طرفہ رقم ہوتے ہین

تکتی ہو دیدہ حسرت سے ہین نرگس باغ
چشم بیمار کے بیمار جو ہم ہوتے ہین

مژدۂ قتل جو سن لیتے ہین قاتل سے کبھی
مست ہو ساتھ کمر باندھ کے ہم ہوتے ہین

نہ کیا جرم کوئی ان کا نہ کچھ چوری کی
لکھنے پر خط کے فقط ہاتھ قلم ہوتے ہین

دھوپ مین پھینکدیا لاش کو میری پس قتل
تم سے بیدرد ستمگار تو کم ہوتے ہین

صورت سبزۂ بیگانہ نکالو ان کو
غیر ای سبزہ خطو سبز قدم ہوتے ہین

رخصت ای زیست کہ ہم جاتے ہین پیش قاتل
مژدہ ای موت تہ تیغ دو دم ہوتے ہین

ہجر مین ویسے لگے آنکھین ترستے ہین آداب
ہاتھ جو گردن دلدار مین خم ہوتے ہین

۱۰۱

حسرتین ان بھری ہین دلمین وہ ناشاد نہین
درد و غم کا جو نہ مسکن ہو وہ آباد نہین

گردن افسوس تہ خنجر جلاد نہین
ہاے تقدیر کہ ہم کشتۂ بیداد نہین

جان بری اب ترمی ای بلبل ناشاد نہین
جان لینے کو اجل آئی ہے جلاد نہین

اوس ستمگر کے ستم کرنے سے جو شاد نہین
اسی ادیب اوسکو ذرا لذت بیداد نہین

وہ پریوش نہین جسمین کہ نہو کچھ شوخی
چٹکیون مین نہ اڑائے وہ پریزاد نہین

یہ نیا ظلم ہی شاکی نہین تیرا کوئی
پیر گردون کو بھی یہ طرز ستم یاد نہین

وہی قاتل ہی جو اک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرے
جو کہ تسمے کو لگا رکھے وہ جلاد نہین

ظلم تو ایسے اوٹھائے کہ خدا کی ہی پناہ
پھر بھی قاتل سے ہمین شکوۂ بیداد نہین

سنکے اوس وعدہ فراموش کے آنے کی خبر
ایسے بھولے ہین کہ اپنی بھی ہمین یاد نہین

کاٹ مین گھاٹ مین دم خم مین اصالت مین بھی
ٹکڑے مژگان ہی ترے خنجر فولاد نہین

کرم اوسپر ہی شب و روز ستم ہی جسپر
ظلم اوسپر ہی کہ جسپر تری بیداد نہین

کسطرح نامہ و پیغام کی رکھین امید
ہمکو بھولے ہو کہ جبکا تمھین یاد نہین

آہ و نالہ وہ نہین جس سے کہ کانپ اوٹھے عرش
دل تھون کانپے جس سے وہ فریاد نہین

اے سہی قد ہی ترا بندۂ فرمان بردار
سرو آزاد بھی گلزار مین آزاد نہین

ہم وہ غم دوست ہین ہی رنج سے راحت حاصل
شادمانی سے ذرا خوش دل ناشاد نہین

اوسکا اے دل جو تصور ہی تو سب کچھ ہی ہم
وہ اگر یاد نہین تجھکو تو کچھ یاد نہین

تشنۂ شوق شہادت ہون یہی حسرت ہی
تا گلو آب دم خنجر جلاد نہین

ملک الموت بھی ہے تب فرقت مجھکو
وہ تو کیا اونکے فرشتون کو مری یاد نہین

ہاتھ سے اپنے گلا کاٹ کے مین مر جاتا
حیف قبضے مین مرے خنجر جلاد نہین

بھولے پیری مین سب ایام جوانی کے مزے
خواب کی بات تھی گویا وہ ہمین یاد نہین

تنکے گلشن مین چنا کرتے ہین یاد وہ دن
کہ ہمین سایہ سے کچھ سایۂ شمشاد نہین

جاں کنی مین بھی ہمین آپ سے جان شیرین
سر کو ہم پھوڑ کے مرجائین وہ فرہاد نہین

شیشۂ دل مین ہمارا وہ تو آگئے وہ پری
عاملون کو کوئی ایسا تو عمل یاد نہین

قیس و فرہاد ہین شاگردون کے ادنی شاگرد
عاشقی مین کوئی تجھسا جگت استاد نہین

پھنسکے پھندے مین ترے زلف کے چھٹنا معلوم
یہ وہ ہی قید کہ جسکی کوئی میعاد نہین

حشر مین ہونگے ہم انصاف طلب داور سے
ترے بیداد کی دنیا مین کہین داد نہین

چین سے تجھمین نہ اے قصر فلک کوئی رہا
نیک ساعت کی بلا شک تری بنیاد نہین

سخت جانی مری کہتی ہے یہ اوس قاتل سے
آج یا ہم نہین یا خنجر فولاد نہین

ناز کرنا ہی بجا اوسکو رگ جان سے مرے
نوک جسمین نہین وہ نشتر فصاد نہین

اوسکی مٹھی مین اسیری ہی ہر اک بلبل کی
جال پھیلا ہی خط و طلف صیاد نہین

١٠٢

غم غلط کرنے کو کہہ لیتے ہین اشعار ادیب
ہم کو منظور کسی سے طلب داد نہین

٢٢

وہ تیغ ادا سے قتل خاص و عام کرتے ہین
نگہ بیدرد ہین تیغ قضا کا کام کرتے ہین

خیال زلف و رخ مین جب سحر سے شام کرتے ہین
بڑی مشکل سے گویا فتح ملک شام کرتے ہین

عبث حرص و تمنا عاشق ناکام کرتے ہین
ملا سیب ذقن کسکو خیال خام کرتے ہین

نہین غافل ہین مستی مین وہ یاد حق سے اے واعظ
جو ہو حق میکدے مین رند مے آشام کرتے ہین

وہ اپنے دوش پر لٹکاتے ہین جب زلف پیچان کو
ہمارے طائر دل کو اسیر دام کرتے ہین

جلاتے ہین لب جان بخش کے بوسے سے مردونکو
وہ زندہ حضرت عیسی کا گویا نام کرتے ہین

تڑپتے رہتے ہین انگارون پر اے ماہ ہم شب بھر
تب فرقت مین دم بھر بھی نہین آرام کرتے ہین

شب گیسو کی ایسی تیرگی چھائی ہے عالم مین
ادا دھوکے سے سب دن کو نماز شام کرتے ہین

خدا کے فضل سے ہین وہ نصیبے کا سکندر ہون
کہ مجھسے آینہ رو وصل کا پیغام کرتے ہین

جو دنیا سے گئے چھوٹے وہ سب جھگڑون بکھیڑون سے
لحد مین سو رہے ہین چین سے آرام کرتے ہین

چڑھا جاتے ہین خم کے خم مگر سیری نہین ہوتی
بلا نوشی بلا کی رند مے آشام کرتے ہین

سمجھتے ہین وہ ہی غفار اک دن بخش ہی دیگا
نہین کچھ خوف عقبی رندی آشام کرتے ہین

ہوا کرتا ہی برگ گل کا شک اوراق دیوان پر
غزل مین ہم جو وصف عارض گلفام کرتے ہین

سمجھتے ہین بڑی اک گھڑی روز قیامت سے
جدائی سے بسر اسطرح ہم ایام کرتے ہین

نہین آتی ہی دم بھر نیند عشق چشم جانان مین
تماشا طرفہ ہی خشکی ہمین بادام کرتے ہین

ذرا بھی اب جنون صحرا نوردی کی نہین طاقت
ہم اپنے خانۂ زنجیر مین آرام کرتے ہین

رہا کرتا ہون دید زلف کا یون منتظر ہر دم
کہ روزہ دار جیسے انتظار شام کرتے ہین

غضب کا سحر ہی ای یار تیری چشم جادو مین
صدقے اپنی آنکھین دیکھکر بادام کرتے ہین

نہ کھائین جان میری شام ہی سے وصل کی شب مین
یہ مرغان سحر کیون شور بے ہنگام کرتے ہین

فقط قیمت ہی نقد بوسہ جو دیگا وہ پائے گا
ہم اپنی جنس دل کو ای بتو نیلام کرتے ہین

دل آوارہ اب یون چین سے ہی اوسکی زلفون مین
مسافر جس طرح آرام وقت شام کرتے ہین

۱۰۳
ادیب آغوش مین اپنی بٹھاتے ہین وہی چھپکر
جو واعظ دخت رز سے رندون کو بدنام کرتے ہین
۱۹

لٹکی [illegible] دوش سے الجھی کف پا مین
یہ کیسی رسائی ہی تری زلف رسا مین

جو بات نظر آئی ہمین اوسکی ادا مین
کسنے کہین دیکھی ہی کسی ماہ لقا مین

سب دیکھتے ہی ڈوب گئے بحر فنا مین
لاکھون کی قضا آئی تری ایک ادا مین

کیون چھوڑکے جاتے ہو ہمین آہ وبکا مین
للہ نہ تم جاؤ کہین آپ وہوا مین

تا زیست وہ پابند رہا دام بلا مین
جو دل کہ پھنسا جاکے تری زلف دوتا مین

ایفا نہ کیا ایک بھی جب وصل کا وعدہ
کسطرح کہین پھر تمھین ہم اہل وفا مین

ای بادشہ حسن ستاتا نہین اچھا
باقی اثر اب تک ہی فقیرون کی دعا مین

تا زیست رہائی نظر آتی نہین ہم کو
زلفون کی محبت سے پڑے آکے بلا مین

پہونچا ہی فلک پر ابھی بنکر مہ تابان
اللہ ری شوخی ترے نقش کف پا مین

اوس وعدہ فراموش کی باتون کا بھروسا
جو وعدہ کرے اور نکر جائے ذرا مین

روتا ہی وہ بت نالون کو سنکر مرے صد شکر
اتنی تو ہی تاثیر مری آہ و بکا مین

جاتی نہین یاد اوسکے رخ و زلف کی دل سے
ہم رہتے ہین مشغول شب و روز بکا مین

یا وہ دہن تنگ کہ رہگئی جو نہین تنگ
ملجائین گے اک روز ہم ارباب فنا مین

ہمنے تو کسی کے وہ کرم مین بھی نپایا
جو لطف ملا ہم کو ترے جور و جفا مین

وہ نیچی نگاہین بھی غضب کرتی ہین برپا
شوخی بھی ہی درپردہ کچھ اوس بت کی حیا مین

ہمنے نکیا جور و جفا کا کبھی شکوہ
رکھا ہی قدم جب سے رہ صبر و رضا مین

باندھا حیا نے کہ کبھی سر نہ اوٹھائے
دم بھر بھی اگر کوئی رہے بحر فنا مین

وہ نخل تمنا کہو کس طرح ہو سرسبز
جسکی کہ قلم شاخ ہوئی نشو و نما مین

۱۰۴ ۲۶

ہمنے تو ادیب ابھی غزل کچھ بھی نہ لکھی
سننے کو فقط آئے ہین بزم شعرا مین

رخصت اے زیست کہ خنجر لیے وہ آتے ہین
مژدہ اے موت کہ ہم جان سے اب جاتے ہین

اپنے گھر مین جو کسی روز نہین پاتے ہین
فرط شادی سے نہین آپ مین ہم آتے ہین

خواب مین پاس کسی روز جو وہ آتے ہین
بخت خفتہ کو ہمارے وہ جگا جاتے ہین

پی گلگشت جو وہ سوے چمن جاتے ہین
گل گلزار اونھین دیکھکے شرماتے ہین

واہ کیا ہمسے حیا کرتے ہین شرماتے ہین
منھ چھپائے ہوے وہ خواب مین بھی آتے ہین

درنا لیتے ہین پاس اوسکے چلے جاتے ہین
سر کو جب یار کی دیوار سے ٹکراتے ہین

کیا کہین پانون سے مر ریگ بیابان کی تپش — اے جنون دانۂ زنجیر سے بھنے جاتے ہین
نظر آیا اثر اولٹا ہمین اے رشک مسیح — لب جان بخش ترے دیکھ کے مر جاتے ہین
لب ہر گور سے آتی ہے یہ ہر وقت صدا — آخر اس گھر مین سبھی شاہ و گدا آتے ہین
ایکدم کے لیے ہم ٹھہرے ہین مانند حباب — بحر عالم مین ابھی آئے ابھی جاتے ہین
نہین کھلتا ہمین اقلیم عدم کا کچھ حال — کسلیے لوگ تہ گور چلے جاتے ہین
قد آدم نہ کہین پھر قیامت نکلے — زلف شبگون رخ روشن سے وہ سرکاتے ہین
ہون وہ بیمار کہ رگ رگ مین ہے سو نشتر ہجر — نبض سے ہاتھ طبیبون کے جلے جاتے ہین
دیکھتے ہین جو گہر آب دُر دندان کی — عرق شرم مین خجلت سے نہا جاتے ہین
اونکو کہتا ہے ہر اک زندۂ جاوید یہ ہین — پہلے مر جانے سے جو لوگ کہ مر جاتے ہین
ہمکو جو بات نظر آئی سراپا مین ترے — خوبرویان جہان وہ نہین پاتے ہین
کبھی پژمردہ نہین ہوتے گل داغ جگر — یہ ہین وہ پھول خزان مین نہین مرجھاتے ہین
ہجر کی رات تو مر جاتے ہین سب مرغ سحر — شام سے وصل کی شب جان ہی کھاتے ہین
جذبۂ دل کشش شوق کے یہ معنی ہین — خود بخود وہم طرف یار کھنچے جاتے ہین
جان دیتے ہین مسیحا بھی لبون پر اوسکے — سبزۂ خط پر اگر زہر خضر کھاتے ہین
خوبرویون کی محبت ہے مری جان کے ساتھ — محض نادان ہین جو لوگ کہ سمجھاتے ہین
ہاتھ سے اپنے جو قاتل مجھے کرتا ہے شہید — دیکھکر رشک سے اغیار کٹے جاتے ہین
ہاتھ پھر اوٹھتے ہین دامان و گریبان کیطرف — پھر بہار آئی ہے تلوے مرے کھجلاتے ہین
کیا مزہ ہے کہ نہین دونون کی نیت بھرتی — غم ہمین اور غم یار کو ہم کھاتے ہین
ہون وہ گریان کہ شب ہجر جو مین تلملون — ساتون افلاک مرے نالون سے ہل جاتے ہین

١٠٥ ضعف پیری کے سبب سے نہین خم پشت ادیب
بار عصیان کی گرانی سے جھکے جاتے ہین ١٦

اگر ترے رخ پر نور سے حجاب نہین
تو کس لیے پھرا ودھر روے آفتاب نہین

ہزار طرح چھپاتے ہین وہ نہین چھپتا
نقاب سے رخ پر نور کو حجاب نہین

وہ بادہ کش ہون بلانوش ہین کے پینے سے
شراب جاتے ہین اک بوند بھی شراب نہین

فروغ حسن سے ہی پردہ پوش عریانی
تمھارے چہرے کو کچھ حاجت نقاب نہین

یہ برق کوند رہی ہی رخ منور کی
کہ آفتاب کو بھی دیکھنے کی تاب نہین

نہین ہی گیسوے پیچان کے پیچ سنبل مین
گہر مین گوہر دندان کی آب و تاب نہین

پھر اوسکے ذکر کی تکرار کیون ہی منبر پر
جو واعظو تمھین کچھ الفت شراب نہین

ہر ایک خانۂ دل مین ہی جلوۂ رخسار
وہ کون گھر ہی جہان نور آفتاب نہین

ترا وہ رتبۂ عالی ہی کہتے ہین عرشی
زمین پر کوئی ایسا فلک جناب نہین

اسی ملال کا ای شہ سوار رونا ہی
ہماری آنکھ کا حلقہ تری رکاب نہین

ہوا یہ سکتہ مری بیقراری دل سے
کہ مرغ قبلہ نما کو بھی اضطراب نہین

کب اپنے نالون سے عالم نہین تہ و بالا
زمین و چرخ کو کس روز انقلاب نہین

ریا کو چھوڑ دے پیری ہی وقت مرگ ای شیخ
گناہ سے ہی سیہ تو ترا خضاب نہین

بجا ہی جو ہی ترش رو و بد مزاج وہ گل
مزے مین جسکے نہ تلخی ہو وہ گلاب نہین

مقابل اوس رخ پر نور کے ہو اکسدن
مثال شپرہ مخفی کب آفتاب نہین

١٠٦ ادیب فرط گنہ سے نہین خجل کس روز
کب انفعال معاصی سے آب آب نہین ٢٧

ہم ایسے محو خیال جمال یار مین ہین | کہ یہ خبر نہین کس ملک کس دیار مین ہین
کہا جب اونسے کہ آؤ ہم انتظار مین ہین | تو بولے ناز سے وہ ہم ابھی سنگار مین ہین
نحیف و زار ہم اسطرح ہجر یار مین ہین | کہ جکڑے اور بندھے اک قفس کے تار مین ہین
نہ وقت نزع نہ وہ قبر کے فشار مین ہین | عذاب جان کو اپنی جو ہجر یار مین ہین
شب وصال نہ وہ روز وصل یار مین ہین | جو لطف عاشق شیدا کو انتظار مین ہین
نہین ہی خواہش باغ جنان ہمین ہرگز | مقیم جب سے کہ فردوس کوے یار مین ہین
نظر لگائے ہین در پر تو کان آہٹ پر | ہم ایسے وعدے کی شب او انتظار مین ہین
ہم اوٹھکے در سے بیٹھے ہین کعبے مین جاکر | بتون کو چھوڑ کے اب یاد کردگار مین ہین
پھنسا جو آکے نہ چھوٹا وہ تا بزیست کبھی | بلا کے پیچ تری زلف پیچدار مین ہین
گرہ جو دیکھی تو صاف یہ کھلا عقدہ | بندھے ہوے دل عشاق زلف یار مین ہین
خوشی یہ آنے کی انکے ہوئی کہ بیخود ہون | گیا مین آپ سے ایسا وہ انتظار مین ہین
جسے کہ دیکھ لیا اوسکو کر دیا بیہوش | غضب کے سحر بھرے چشم مست یار مین ہین
جسے کہ دیکھو لگاتا ہی اپنی آنکھون مین | خواص سرمہ مگر خاک پاے یار مین ہین
اگر خطا کوئی ہو تو معاف کر دینا | یہ دست شوق نہین میرے اختیار مین ہین
ستم مین مثل ترا اوسکا نظر نہین آتا | وہ ایک بانی جور و جفا ہزار مین ہین
یہ گرمی آتش سودا کی دشت مین بھڑکی | کہ جسکی وجہ سے کانٹے زبان خار مین ہین
کبھی نہ حشر مین پیاسے رہین گے ای قاتل | جو تیرے سایہ شمشیر آبدار مین ہین
پس فنا بھی محبت ہی نے روشن کی | ہین رشک مہر جو ذرے مرے مزار مین ہین
دل اہل بزم کا جلتا ہی دیکھکر حالت | گداز و سوز عجب شمع اشکبار مین ہین

۲۰۸ ۲۸

کب یا وطوق یارمین گریبان نہین ادیب
کس روز آب اشک مرے تا گلو نہین

آنکھین ہماری روئین اگر پھوٹ کر کہین
سیلاب تا گلو ہو کہین تا کمر کہین

ملک عدم کی راہ نہین بے خطر کہین
رہزن تو جا بجا ہین نہین راہبر کہین

پھرتے ہین دربدر نہین رکتے ہین گھر کہین
خانہ بدوش شام کہین ہین سحر کہین

مجھ تشنہ کام کا ہو دہن خشک گر کہین
مل جائے آب خنجر بیداد گر کہین

سودائے زلف یار سے یارب نجات ہو
چھوٹون بلا سے جائے بھی یہ دردسر کہین

کیونکر نہ اضطراب ہو دل کو شب وصال
ڈرہی نہ بول اوٹھین طیور سحر کہین

ایسا بدن چور کے نہ بیٹھے شب وصال
مثل کمر پتا نہ ملا رات بھر کہین

عاشق وہ ہین کہ رہتے ہین آرام سے نفور
اوڑ جائے نیند تکیے ہین بھر دین جو پر کہین

خوش طالعی سے آئے جو دم بھر کو حور خلد
کوچے سے پھر نجائے ترے عمر بھر کہین

ہمنے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
ای رشک ماہ تم جو رہے رات بھر کہین

شیشے مین آکے بال کا جانا محال ہی
دل سے گئی ہی الفت موئے کمر کہین

صیاد کے ستم سے چمن مین ہزار حیف
بلبل کا سر پڑا ہی کہین اور پر کہین

یارب ہمارے دل سے نہو محو داغ عشق
ڈر ہی کہ بے چراغ نہو جائے گھر کہین

دنیا مین ایک شاد تو ناشاد ایک ہی
خندان کہین کوئی ہی کوئی نوحہ گر کہین

کوچے مین تیرے جم گئے مانند نقش پا
مر مٹنگے اب تو اوٹھینگے ای سیمبر کہین

دیکھا جو غور سے تو ہر اک شی مین ہی وہی
ظاہر مین گو نہین ہی بت جلوہ گر کہین

سنسان ہی مسافر ملک عدم کی راہ
ملتا نہین ہی نام کو بھی ہمسفر کہین

دست جنون نے پھاڑ کے پھینکا یہ جیب تن
ہاتھون سے آستین گری کوس بھر کہین

اہل جہان پکار اوٹھین گرمی سے الامان
بھڑکے جو اپنی آتش داغ جگر کہین

گن گن کے تارے شام سے کرتے ہین ہم سحر
جاتا ہی اپنے پاس سے جب وہ قمر کہین

نازک بہت ہی شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا
اے بت جو اسکو پھینکیں لگی بھولکر کہین

اک لالہ رو کی یاد دلاتا ہی ہر گھڑی
دل سے مجھے عزیز ہی داغ جگر کہین

نالون کا اپنے حال یہی ہی تو ڈر یہ ہی
ارض و سما ابھی نہون زیر و زبر کہین

اونکی نگاہ پھرتے ہی مین ہوگیا شہید
برچھی لگی جو ہوگئی ترچھی نظر کہین

محروم ہی رہے تھے شہادت سے روز قتل
قاتل کو ہم نہ رکھتے اگر ہاتھ پر کہین

ہیبت سے ہجر یار کے ایسا ہوا ہون خشک
سارے بدن مین خون نہین نام بھر کہین

جو مست ہین ام وہ زینت سے ہین نفور
مسی لگی نہ دیکھی لب جام پر کہین

۱۰۹

درد دل و جگر کی دوا پوچھتے ادیب
لاتا ہمین وہ رشک مسیحا اگر کہین

۱۳

جو دیدۂ روئے بت رشک ماہ کرتے ہین
وہ چاند پر نہین ہرگز نگاہ کرتے ہین

بلا سبب نہین گردش مین رہتے ہین دن رات
اگر تلاش تری مہر و ماہ کرتے ہین

چھری ہمارے کلیجے کے پار ہوتی ہی
ادھر وہ جب کبھی ترچھی نگاہ کرتے ہین

حساب ہو نسکے تاکہ اونکا روز حساب
ہم اس خیال سے بیحد گناہ کرتے ہین

وہ زار ہون کہ نہین اونکو بھی نظر آتا
جو خوردبین سے مجھپر نگاہ کرتے ہین

یہ کیا ستم ہی کہ پاتے ہین ہر گھڑی ترچھی
نگاہ کو جو تری ہم نگاہ کرتے ہین

سلام و رسم سے اونکو ہی اب ہمارا ابھی
رقیب سے وہ اگر رسم و راہ کرتے ہین

ہمیشہ کہتے ہین کیون مجھسے ترک الفت کو / برایہ حق مین مرے خیر خواہ کرتے ہین

ہزارون ٹوٹتے ہین شکستان سنگین دل / جو درد مند ترے ایک آہ کرتے ہین

شراب پینے سے کیون منع کرتے ہین واعظ / ہم اوسکے بندے ہین اوسکا گناہ کرتے ہین

اوسے خبر نہین رہتی ہی کچھ زمانے کی / وہ چشم مست سے جسپر نگاہ کرتے ہین

مدام اونکی محبت مین جھانکتے ہین کنوئین / جو لوگ زہرہ جبینون کی چاہ کرتے ہین

١١٠ غزل لو کچھ بھی پر تو نے نہین کہی ہی ادیب / عنایت اونکی ہی جو واہ واہ کرتے ہین ١٨

پوچھا جب اونسے گھر کبھی اوگے یا نہین / بیساختہ جواب مین ہمسے کہا نہین

مر مرکے تیرے ہجر مین کسدن جیا نہین / لیکن کبھی زبان پر آیا گلا نہین

ہم مشربون مین کیون نہ پیون ٹھیکیدرم / مین رند بادہ نوش ہون کچھ پارسا نہین

رنگین مزاج رہتے ہین آزاد قید سے / پابند دام طائر رنگ حنا نہین

می ہی چمن ہی اور شب ماہتاب ہی / افسوس ہی کہ ایسے مین وہ مہ لقا نہین

اوسوقت کی تو حسرت دل کچھ نہ پوچھیے / جسدم سوال بوسہ پر اوسنے کہا نہین

تمکو سوال وصل پر انکار ہی رہا / ہان بھولکر انکی کبھی ایسی بھی کیا نہین

اللہ رے اضطراب دل بیقرار کا / مرقد مین بعد مرگ مین دم بھر رہا نہین

اے تیر یار دل مین ہو جلد آکے میہمان / آباد مدتون سے یہ مہمان سرا نہین

ہون مثل شمع معرکۂ عشق مین مقیم / سر کٹ گیا مگر قدم اپنا ہٹا نہین

سوسن کو باتین کرنیکی کیا اوس سے چشم داشت / نرگس کو آنکھ اوٹھاکے جو گل دیکھتا نہین

آہون سے ہین شگفتہ گل داغہاے دل / ان پھولون کو ضرورت باد صبا نہین

پیری مین کرتی ہی مری آہ رسا اثر — تیر اس کمان کا کبھی کرتا خطا نہین
خورشید و ماہ جلوہ دکھائین جہان مین — جب تک نقاب سے رخ پر نور وا نہین
ہنگام نزع حسرت و غم کا ہجوم ہی — کس طرح نکلے جان حزین راستا نہین
پی ہو کبھی تو ذائقہ مے کا لطف ہو — زاہد کو میکشی کا ذرا بھی مزا نہین
دم بھر کے میہمان ہین مثل حباب سب — بحر جہان مین کون ہی جسکو فنا نہین
روتا ہی سن کے وہ بت سنگین دل ادیب — شکر خدا کہ نالے مرے نارسا نہین

ردیف واو

۱۱۱ — ۱۱۲

پاس سے تیر کے بچائین کبھی کہساروں کو — دیکھلین کبک اگر چاند سے رخساروں کو
فاقہ مستی مین قناعت ہی یہ میخواروں کو — مال کوڑی کا سمجھتے نہین زرداروں کو
قفس تن سے ہوا طائر روح اونکا ہوا — جب ہوئی یاس رہائی سے گرفتاروں کو
عاشق خط کا اگر قتل ہی منظور نظر — تم جو زہراب مین بجھواتے ہو تلواروں کو
اے خوشا بخت کہ ہین کوچہ مین اوس گل کے مقیم — باغ فردوس ملا ہم سے گنہگاروں کو
کیون نہ آزاد رہین قید غم عقبی سے — تیری رحمت کا بھروسا ہی گنہگاروں کو
زندہ در گور رہا کرتے ہین اے رشک مسیح — زندگی موت ہوئی ہی ترے بیماروں کو
جستجو سے بھی نپایا مجھے وہ لاغر ہون — نہ ملا چارہ گردون کو نہ ستمگاروں کو
کچھ نہ دنیا سے علاقہ ہی نہ عقبی سے اونھین — سمجھو آزاد محبت کے گرفتاروں کو
بام پر چڑھکے عدو دید کرین و زاوجی — حیف ہم دور سے دیکھا کرین دیواروں کو
ہم ہین جانباز نہ جھپکائینگے آنکھ او قاتل — سخت جان وہ ہین کہ آرا کرین تلواروں کو
اے طبیبو تمھین سودا ہی مداوا کرو — زہر ہوتی ہی دوا عشق کے بیماروں کو

٤٧ — ١١٢

کیا حسینون کو فروغ اوس مہ خوبی پر ادیب
ماہ پر فوق ہو کس طرح بھلا تارون کو

یارب یہ کرم سے ترے مقبول دعا ہو / سرزانو دلبر سے نہ تا زیست جدا ہو
امید اوسے آبرو زیست کی کیا ہو / بیدرد ستمگار سے دل جس کا لگا ہو
مین اوس رسوا سکے تمھین کیا کہون کیا ہو / تم قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو
کس طرح نہ وہ عرش سے رتبے مین سوا ہو / جس دلمین گھر اوس بت کی محبت نے کیا ہو
پردے سے جو وا ہو رخ پر نور تمھارا / ہر ذرے مین خورشید منور کی ضیا ہو
دنیا سے نہ کچھ کام نہ کچھ دین سے مطلب / مردود دو عالم ہون محبت کا برا ہو
رخ سے جو نقاب اوٹھے تو ہون دور دو الم دور / دل دیکھتے ہی سبزۂ عارض کو ہرا ہو
اعجاز مسیحا ہی لبون مین تو عجب کیا / رشک ید بیضا جو تمھاری کف پا ہو
قاتل جو نمک شور تبسم کا چھڑک دے / اے دل تجھے کچھ زخم کے کھانیکا مزا ہو
پیری مین نکیون ناوک مژگان کی ہو الفت / ہی ضعف بڑھاپے مین سہارے کو عصا ہو
محرومی قسمت سے ملین ہم کف افسوس / ہیہات کہ اوس شوخ کی پابوس حنا ہو
اس اودستہ مین تو ہمارا ہی ہی کچھ سودا / تم پھیر لو بوسہ جو کوئی ہمکو دیا ہو
گلشن ہی شب ماہ ہی می بھی ہی گزک بھی / ایسے مین جو وہ رشک گل آئے تو مزا ہو
تو گل ہی تو ہو بوے وفا تجھمین سراپا / پیراہن تن عطر محبت مین بسا ہو
ہم مست فقیرونکی دعا ہی یہی ہر دم / آباد رہے میکدہ ساقی کا بھلا ہو
اے دل جو ہی منظور نظر آنکھونمین بسنا / لازم ہی تجھے یار کی خاک کف پا ہو
بیدار ہوا ہی دل اج جو ترا بخت ہو خفتہ / سنگ در جانان پہ اگر ناصیہ سا ہو

یہ حال ہی تیرے زہر جو ای رشک مسیحا
حق مین ترے بیمار محبت کی دوا ہو

ای دل کوئی دم پاس سے اوسکی نہو غافل
دم بھر مین بدن سے نہ کہین جان جدا ہو

یا رب جو مرے دل مین تمنا ہی وہ بر آئے
مقتل مین ہو خنجر قاتل جو گلا ہو

ہونا نزاکت سے ہی برگ گل تر
افسوس وہ گلفام تہ خاک پڑا ہو

اوسکا ہی خوشا بخت تیرے اوسکا نصیبہ
جس شخص کی گردن مین ترا ہاتھ پڑا ہو

وہ دل ہی نہین جسمین نہو مہر و محبت
وہ آنکھ نہین جسمین مروت نہ ذرا ہو

کہتا ہون کہ اغیار کی صحبت نہین اچھی
بیٹھے تو ہو دیکھو کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو

ای قاتل اوسے قدر ہو کیا آب بقا کی
جسنے ترے آب دم خنجر کو پیا ہو

شمشاد سا تمہین سبز کیا موسم گل نے
جو زخم کہ ہی خشک عجب کیا جو ہرا ہو

۱۱۴ ۔ کیونکر نہ ادیب اوسکو ہو الفت دل و جان سے ۔ ۲۱
کسطرح نہ چاہے وہ تمہین تم جسے چاہو

تم جو زلفون سے دکھا دو رخ زیبا مجھکو
رات کو آئے نظر نور کا تڑکا مجھکو

فصل گل آئی ہی زلفون کا ہی سودا مجھکو
لے چل ای جوش جنون جانب صحرا مجھکو

اوسکی فرقت نے کیا زار کچھ ایسا مجھکو
جاکے وشوار رہا آپ مین آنا مجھکو

جب تصور قد دلدار کا آیا مجھکو
صورت سرو رہا خلد مین طوبا مجھکو

حسرتین ملنے کی اوس بت کے کہان کیا مجھکو
جلد ہو وصل کسی طرح خدایا مجھکو

روشنی مین کف پا مین ید بیضا مجھکو
لب جان بخش ہاہین مسیحا مجھکو

تو نے آنکھین جو عطا کی ہین خدایا مجھکو
شب ہجران کی مصیبت نہ دکھانا مجھکو

لاغر و زار کیا عشق نے ایسا مجھکو
طوق گردن ہی ترے ہاتھ کا چھلا مجھکو

دختر رز کی محبت کا ہی سودا مجھکو — موج مے بن گئی ہی سلسلۂ پا مجھکو
ناتوانی کا یہ ہی زور تری فرقت مین — سیکڑون من مری گردن کا ہی منکا مجھکو
دست نازک کے ہی دکھنے کا خیال ای قاتل — سر کے جانے کا نہین خوف نہ دھڑکا مجھکو
نیند دم بھر کو بھی آتی نہین ای سیم بدن — پر عنقا ہی ترے ہجر مین سونا مجھکو
بیکلی سے ہی قیامت سوا آجکی رات — کل کا وعدہ ہی ترا وعدۂ فردا مجھکو
چین پڑتا نہین ای گل کسی پہلو شب ہجر — بستر خار ہی پھولون کا بچھونا مجھکو
چہرۂ خورشید درخشان کف پا پھر منہ پر — نظر آتا ہی وہ بت نور سراپا مجھکو
پڑ گیا جام مین جب پرتو رخسار ملیح — مے گلگون نظر آنے لگی شیرا مجھکو
سر بلندی مین سمجھتا ہون پڑے رہتے ہین — پانون سے اپنے تو ای یار نہ سرکا مجھکو
مردم آنکھون مین جگہ دیتے ہین مثل مردم — کر دیا ضعف نے اس مرتبہ ہلکا مجھکو
کاٹ کر جلد ابھی کر دے سبک ای قاتل — دوش پر بار ہی سر سیکڑون منکا مجھکو
آشنا اوس یم خوبی کا ہوا جسدن سے — کر دیا قطرۂ ناچیز سے دریا مجھکو
گیا ہو پھر منزل مقصود کے ملنے کی امید — خضر رہ ہو کے بتائے جو وہ رستا مجھکو
سرو سولی نظر آیا دم گلگشت چمن — یاد آیا جو کسیکا قد بالا مجھکو
دید کی تاب نہین تابش رخ کے باعث — بے حجابی ہی نقاب رخ زیبا مجھکو
اسقدر زار رہا ہجر مین روتے روتے — قطرۂ اشک بہانے مین ہی دریا مجھکو
دین سے کچھ نہ رہا کام نہ دنیا سے غرض — عشق نے خیف کہین کا بھی نہ رکھا مجھکو
گھر مین دم گھٹنے لگا فصل بہار آپہونچی — لے چلا ای وحشت دل جانب صحرا مجھکو
آگیا وحشت مجھے دی مین جو زلفونکا خیال — بن گیا مار سیہ جادۂ صحرا مجھکو

بات کی اوسنے تو مین زندۂ جاوید ہوا
لب جان بخش ہین گویا کہ مسیحا مجھکو

بہ گیا صورت خاشاک مرا جسم نحیف
بحر زخار رہا غم مین پسینا مجھکو

شوق دید رخ پرنور نے مثل نرگس
کردیا ہی ہمہ تن چشم تمنا مجھکو

قتل کیا خوب صفائی سے کیا مقتل مین
دست قاتل سے ذرا صدمہ نہ پہنچا مجھکو

وحشت مین شعلہ زنی آتش سودا کی بڑھی
برگ کے پنکھے سے ہوا ہی صحرا مجھکو

ہاتھ مین ہتکڑی پانو مین پڑی ہی بیڑی
گیسوون کا ترے جس دن سے ہی سودا مجھکو

ضعف ایسا ہی جو کرتا ہون تقابل مین کبھی
مورچہ بھی نظر آتا ہی توانا مجھکو

صورت اخلاص حسینان کی ہوئی دل سے
یاد وہ مصحف رخسار جب آیا مجھکو

جب سے دیوانہ ہوا ہون ہی شرع کی تکلیف معاف
مین وہ مجنون ہون کہ سب کہتے ہین دانا مجھکو

دل کے بھر آتے ہی آنکھون مین بھی بھر آتے اشک
خالی آئے جو نظر ساغر و مینا مجھکو

نظر آتا نہین کچھ ہجر مین روتے روتے
پردۂ چشم ہوا آنکھون کا جالا مجھکو

کیون نہ مینا سے ہمین ہو لطف بہار گلزار
پھول گل غنچہ سبو سرو ہی مینا مجھکو

میکدہ خانۂ شادی ہی وہ ہون مست فقیر
قلقل شیشہ ہوا نغمۂ شہنا مجھکو

۱۱۴ ای ادیب اون آنکھون کی الفت مین یہی کھٹکا ہی
گردش چشم نہ کردے تہ و بالا مجھکو ۲۷

جو دیکھا خال اوسکے بت خورشید طلعت کو
کہا لوگون نے کعبے مین بلال آئے عبادت کو

غضب یہ ہی نہ رحم آیا کبھی اوس بے مروت کو
ہمارے اوسکے برسون ہو گئی صاحب سلامت کو

سمجھتے ہین ہمین عشق مجازی کی حقیقت کو
بتان خوبرو مین دیکھتے ہین اوسکی قدرت کو

عجب کیا ہی جو کرڈے کاہ وہ کوہ مصیبت کو
جو اپنے حکم سے رائی بنا دیتا ہی پربت کو

وہ آئے بھی تو وقت نزع گھر میرے عیادت کو
سمجھتے ہی نہین ہین ہم گدا کچھ مال دولت کو
ملک نے لوٹے جو دیکھا آدم خاکی کی صورت کو
مری جانب سے منھ کو پھیرنے کی وجہ روشن ہی
بہت کڑھتے ہین ہم تلخ کامون نے جو دی نسبت
یقین آتا ہی پہ روئین کہ بندہ جائے ابھی ہچکی
نہین ممکن ہی سیری ڈیٹے سے ہو تمسے بھو کو بھی
دعا دونگا دہان زخم سے مین تجھکو اے قاتل
رہا سیلاب بحر اشک اگر ایسا ہی فرقت مین
وہ آگرا بر وے دلدار کا نظارہ کر جائین
الٰہی آتے آتے راہ سے وہ پھر گئے کیونکر
نہین خال سیہ ہین یار کی رو سے کتابی پر
تڑپ کر رات کاٹی اے مسیحا یاد مین تیری
کسیکو شک جو ہو اونکے صفائے رخ کے دعوی مین
دلاتا ہی مجھے اوٹھا اوٹھ کے یاد اوس مہر طلعت کی
لب ہر زخم سے ہر دم یہی آواز آتی ہی
نہ ڈنکا ہی نہ نقارہ پڑے ہین کنج مرقد مین
جزائے خیر دے اسکی مرے قاتل کو اے خالق
یہ وہ شی ہی کلام اللہ مین آیا ہی ذکر اسکا

ملا کب شربت دیدار بیمار محبت کو
کیا ہی اختیار اے منعم جب سے قناعت کو
دیا ہی کیا جمال اللہ نے مٹی کی مورت کو
کہ خجلت داغ سوزان سے ہی خورشید قیامت کو
لب شیرین سے اونکے جان شیرین کی حلاوت کو
بتان سنگدل دیکھین اگر میری مصیبت کو
اگر تا زندگی دیکھا کرین اوس بت کی صورت کو
کیا سیراب اگر مجھ تشنۂ شوق شہادت کو
تو ڈھا دے گا کسی دن خانۂ تن کی عمارت کو
جنھین مد نظر جانا ہو کعبے کی زیارت کو
نہ آئین وہ تو موت آ جائے مجھ برگشتہ قسمت کو
ہوئے ہین جمع ہندو مصحف رخ کی تلاوت کو
کسی کروٹ نہ آئی نیند بیمار محبت کو
ابھی موجود اگر صبح صادق ہو شہادت کو
سمجھتا ہون برابر جان کے درد محبت کو
نہ پہونچا شیر دایہ آب خنجر کی حلاوت کو
وہ اس نوبت کو پہونچے جو کہ بجواتے تھے نوبت کو
کہ پھیرا حلق پر خنجر نکالا میری حسرت کو
بھلا کیا آپ جانین شیخ صاحب مے کی حرمت کو

نمازاسواسطے مسجد مین زاہد جاکے پڑھتے ہین — ترے ابروسمجھتے ہین وہ محراب عبادت کو

یقین اسکا ہی اولٹے پاؤن بھاگے خوف مین آکر — اجل دیکھے جو میرے خانۂ تیرہ کی ظلمت کو

نہین ہی زیر ابرو مردم چشم بت کافر — خدا کے گھر مین مردم آئے ہین گویا عبادت کو

١١٥ ادیب بینوا ور روزبان یہ کہتا ہی یہ مصرع ١٩

خداوندا عطا کر فضل سے گنج قناعت کو

جب سے آیا ہی نظر وہ رخ روشن مجھکو — مہر تابان ہی چراغ تہ دامن مجھکو

یاد آیا جو وہ رشک گل گلشن مجھکو — ہو گیا خندۂ گل باغ مین شیون مجھکو

بڑھ کے گلخن سے ہوا ہجر مین گلشن مجھکو — ڈھیر انگارون کے ہین پھولون کے خرمن مجھکو

جب سے زندان مین ہی دھیان ترے رخ روشن کا — چشم پر نور نظر آتے ہین روزن مجھکو

روز گلگشت ہی فرقت مین شب تار ابد — خانۂ گور سے کچھ کم نہین گلشن مجھکو

دل کے آئینہ مین ہی سیر دو عالم حاصل — حال کونین کا گھر بیٹھے ہی روشن مجھکو

بیوفاؤن کی ہوئی جب سے محبت دلمین — حسرتون کے نظر آنے لگے خرمن مجھکو

پاؤن پڑنے سے بتون کے یہ ہوا ہون کاہل — ہاتھ آ آ کے دکھاتے ہین برہمن مجھکو

زاد رہ ہی سبب خوف رہ ملک عدم — پاس جب کچھ نہین پھر کیا غم رہزن مجھکو

قبر پر بعد فنا بس ہی چراغ لالہ — کچھ نہین حاجت شمع سر مدفن مجھکو

عشق اوس بت کا گلے میرے پڑا ہی جب سے — رشک زنار ہین تار رگ گردن مجھکو

جاگ اوٹھین ابھی اقلیم عدم کے مردے — آپ دیدین جو اجازت پی شیون مجھکو

اے جنون دست درازی کی ہین تب یا تو — جب گریبان نظر آئے تہ دامن مجھکو

گو کہ لاغر ہون مگر دیدۂ اعدا مین ہون خار — چشم کم بین سے نہ دیکھے کوئی دشمن مجھکو

خاکساری سے بنا سرمۂ چشم اغیار
دیدۂ دل مین جگہ دیتے ہین دشمن مجھکو

وہ دکھاتا ہی بدی اور یہ میری نیکی
دوست سے بڑھکے بھلا کیون نہو دشمن مجھکو

دوستو خلق مین مین ہون وہ عزیز دلہا
کہ مرے بعد بہت روئینگے دشمن مجھکو

سیر اگر نوح کے طوفان کی ہی مد نظر
چشم گریان سے اوٹھا لینے دو دامن مجھکو

۱۱۶ — ۵

ہجر مین دھیان ہی اوس کی تجلی کا ادیب
دل ویران ہی مرا وادی ایمن مجھکو

یہی رولاتے رہے ہجر مین لہو مجھکو
حلال کیون نہو پھر خون آرزو مجھکو

نہین جہان کے بھاتے ہین خوبرو مجھکو
تمھارے دید کی جب سے ہوئی ہی خو مجھکو

جلاے آتش ہجران سے جب گئے تو مجھکو
خوش آئے خاک بھلا سیر آبجو مجھکو

جو لاکھ ٹانکے لگین تو بھی ایک اک توڑین
ہی درد زخم کی کچھ ایسی آرزو مجھکو

کلام یار کا مین لا کلام ہون قائل
دہان تنگ مین ہی جاے گفتگو مجھکو

مثال آینہ ہر ایک سے رہا دل صاف
ہمیشہ دوست سمجھتے رہے عدو مجھکو

یہ بیخودی تھی شب وصل شادمانی سے
کہ رات بھر رہی اپنی ہی جستجو مجھکو

بیان ظلم ہی جلاد کا جو مد نظر
دہان زخم سے لازم ہی گفتگو مجھکو

پس فنا بھی جو تھا عشق کعبۂ ابرو
کیا عزیزون نے بھی دفن قبلہ رو مجھکو

چمن مین لطف شب ماہ اوس دم ہی ساقی
مین تجھکو دون مئے گلرنگ اور تو مجھکو

قریب مرگ ہون جب سے ہوا ہی عشق میان
وبال جان ہی تمھاری کمر کا مو مجھکو

تلاش نے تری برباد کر کے اے گلرو
ہر اک چمن مین پھرایا برنگ بو مجھکو

یہی ہی منصفی اے آسمان نا منصف
کہ بے نیاز ہی اوسے اور آرزو مجھکو

وہان زخم سے میرے آرہی ہی صدا
وہ چاک ہون کہ نہین حاجت رفو مجھکو

نہ ذبح جو کرے قاتل تو یہ ندامت ہی
ہر ایک عرق شرم ہی تا گلو مجھکو

فراق مین کمر یار کے وہ لاغر ہون
اجل نہ پائے اگر ڈھونڈھے چار سو مجھکو

حباب بحر سرشک آسمان آئے نظر
اجازت اشک فشانی کی دے جو تو مجھکو

فقیر مست ہون عالم کی سیر حاصل ہی
ہی ٹھیکے جام سے جمشید کے سبو مجھکو

نہ عاشقون مین کبھی بیٹھنا مرا اسکے
جو داغ عشق نہ دیتا وہ لالہ رو مجھکو

نکیون زلال مئی ناب مین بہون اہد
غبار دل کی ہی منظور شست و شو مجھکو

حرام عیش ہی ساقی بغیر گلشن مین
فراق مین مئی گلرنگ ہی لہو مجھکو

نہین ہی دلشکنی دشمنون کی بھی منظور
عزیز دوست سے ہی خاطر عدو مجھکو

وہ درد ہون کہ دوا کی مجھے تلاش نہین
وہ زخم ہون کہ نمک کی ہی جستجو مجھکو

گہر پہ کان مین اوس مہ لقا کے کہتا ہی
ملی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو مجھکو

۱۱۷
دہن کی یاد مین رہتا ہون مین خموش ادیب
زبان حال سے لازم ہی گفتگو مجھکو
۲۱

مطلع مین جو رخ مصحف بو تراب ہے
ہر نقطہ میرے حرف کا اک آفتاب ہے

گریان جو ای ادیب یہ چشم پر آب ہے
پنجاب کا ظہور میان دو آب ہے

تشنہ ترے فراق مین اے گل عذاب ہے
زنجیر پا بہار مین موج شراب ہے

مجھ رند بادہ کش کی یہ ہی آرزو مدام
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہے

انجم ہین اوسکے جملہ حسینان روزگار
جس آسمان حسن کے تم آفتاب ہے

ساقی مست کی لب میگون کے شوق مین
شیشے سے باہر آئے یہ جوش شراب ہے

دیکھے جو تیرے عارض روشن کی آب و تاب
حیران و ششدر آئینۂ آفتاب ہو

ہم ہون اگر شہید حیات ابد ملے
آب حیات خنجر قاتل کی آب ہو

دیکھے اگر تجلی رخسار یار کو
خجلت سے زرد رنگ رخ آفتاب ہو

موزون جو وصف ہو رخ پر نور یار کا
دیوان کا ورق ورق آفتاب ہو

آئے جو روبرو در دندان یار کے
آب در خوشاب کی مٹی خراب ہو

اوصاف جو لکھون عرق گلعذار کے
جاری زمین شعر مین بحر گلاب ہو

تاثیر مہر سے جذب محبت کی دیکھنا
اونکو ہو بے کلی جو مجھے اضطراب ہو

اوس مہروش کی دید کی باعث نقاب ہو
محروم سب رہین وہ اگر بے نقاب ہو

دیکھے شباب مین جو ترے رخ کی روشنی
خجلت سے دوپہر کو غروب آفتاب ہو

تاثیر فصل جوش بہاری سے کیا عجب
زاہد کے دوش پر جو سبو شراب ہو

بازار حسن گرم ہو ایسا کہ کیا عجب
بلبل چمن مین آتش گل پر کباب ہو

شیشہ اگر ملے تو ابھی دل کرون نثار
آنکھون سے مین لگاؤن جو جام شراب ہو

اوس شمع رو کے عکس رخ تابناک سے
فانوس شمع بحر مین ہر اک حباب ہو

جام شراب آئے تو اشک رشان ہون بند
تارے غروب ہون جو طلوع آفتاب ہو

۱۱۸
مقطع مرا ہو مطلع خورشید ای ادیب
مطلع مین جو رقم صفت بوتراب ہو
۳۱

کیا لطف ہو چمن ہو گھٹا ہو شراب ہو
اک ماہ ہو بغل مین شب ماہتاب ہو

جو زندگی مین خاک در بوتراب ہو
مرنے کے بعد اوسکی نہ مٹی خراب ہو

پیری مین دیرو نہ ہمالسے شراب ہو
دن ڈھلنے کا ہی وقت غروب آفتاب ہو

ثابت جو بے ثباتی دیر خراب ہو
بحر جہان نظر مین ہر اک کی سراب ہے

وہ مہروش جو قبر پہ آجائے دفن کو
ہر ذرہ خاک کا مرے اک آفتاب ہو

اے شیخ تو جو آب مے سرخ مین نہالے
ریش سفید پر تری کیا ہی خضاب ہو

تا زندگی رہون مین بنا مانے مین سرخرو
پان اوسکے ہاتھ کا جو مجھے دستیاب ہو

مے پی لے تو ابھی جو ملے اوسکے ہاتھ سے
اے شیخ تجھکو کچھ بھی نہ خوف عذاب ہو

گلگشت مین جو وا رخ روشن ہو یار کا
ہر گل چمن مین رشک گل آفتاب ہو

سایہ پڑے جو عارض ساقی کا جام مین
رنگ ملیح سے ابھی سرکہ شراب ہو

شب وصل کی ہے آج وہ جائینگے وقت صبح
تا حشر یا خدا نہ طلوع آفتاب ہو

دو کوڑی کا ہو گوہر دندان کے رو برو
ایسے در خوشاب کی مٹی خراب ہو

آجائین رونے پر ہم اگر ہجر یار مین
سارے جہان مین ابھی طوفان آب ہو

وہ بادہ کش ہین شرم سے آئے اگر عرق
جاری ہمارے ہر بن مو سے شراب ہو

سیراب آب تیغ سے مجھ تشنہ کو کیا
اے ترک جنگ جو تجھے اس کا ثواب ہو

اے شہ سوار حسن یہ ہے عین آرزو
حلقہ ہماری چشم کا تیری رکاب ہو

تو ہی وہ رشک گل ہے قدم رنجہ جب کرے
ہر در ہمارے در کا گلستان کا باب ہو

دریا کو جائے وہ گل خوبی جو بہر غسل
سب آب بحر پرتو رخ سے گلاب ہو

ٹھہری ہے اوسکی دید کی فردا روز حشر
یارب یہ آرزو ہے قیامت شتاب ہو

سوز و گداز عشق کا اوسدم ملے مزہ
جل بھن کے دل جو سینے مین مثل کباب ہو

ماتمکدہ ہو میکدہ ساقی کے ہجر مین
آواز نالہ خندۂ جام شراب ہو

وہ بے نقاب ہو تو نہو تاب دید کی
بے پردگی عارض روشن حجاب ہو

ہم پہ تو اون کا غصہ بھی ہوتا نہیں کبھی ‎ اوسکے نہ ہے نصیب کہ جسپر عتاب ہے

اوس سیمتن کا ہو رخ روشن جو بے نقاب ‎ کوڑی سے مول اشرفی آفتاب ہے

زاہد کا زہد خشک نہ ملنے سے می کے ہے ‎ پی لے ابھی جو مفت کی جھوٹی شراب ہے

ہمکو تو آنکھوں سے بھی لگانا نہیں نصیب ‎ صد حیف پابوس تمہاری رکاب ہے

جاتا ہے روز چھپ کے خرابات کیطرف ‎ زاہد کہین نہ دختر رز سے خراب ہے

ہو مجھکو بڑھکے خار کے بستر سے ہجر مین ‎ کمخاب کا فراق مین جو فرش خواب ہے

واعظ نہو جو عاشق شیدا ے دخت رز ‎ کیون ورد زبان وعظ مین وصف شراب ہے

ہم رند بادہ کش ہین بلا نوش ساقیا ‎ کچھ غم نہین جو می نہین درد شراب ہے

۱۱۹ وہ بیحساب ہم سے ہوے جرم ای ادیب ‎ جن کا کبھی شمار نہ روز حساب ہے ۳۱

گلزار مین جو حسرت خانہ جنگ ہے ‎ آواز بلبلون کی صدا ے تفنگ ہے

ہنگام خواب شب کو جنازہ پلنگ ہے ‎ تیرے فقط نہونے سے گھر گور تنگ ہے

سب مین تجھی ہے لعل و گہر ہون کہ سنگ ہے ‎ ای دل دوی کو چھوڑ دے اور ایک رنگ ہے

گلزار کائنات کی تم سے بہار ہے ‎ تم ہر چمن مین گل ہو ہر اک گل مین رنگ ہے

راحت ہے جس سے دور وہی پہاڑ کھانیکو ‎ شکل پلنگ ہجر مین ہمکو پلنگ ہے

کیونکر نہ دل مین یاد بتان رات دن رہے ‎ بیجا نہین جو خانہ کعبہ مین سنگ ہے

جوش جنون مین بڑھکے ہون مجھکو بال بیجا ‎ تیغ دو دم سے بڑھکے گریبان تنگ ہے

اوس جامہ زیب سے جو نہین وصل ہو نصیب ‎ رخت حیات جسم پر اپنے تنگ ہے

کس جرم پر چڑھائی ہے کی ہم پر آج تو ‎ گھر چھوڑکے لڑنے آئے ہو بڑھکے خانہ جنگ ہے

عاشق ہوا ہون مین لب لعلین یار کا میری نظر مین کیون نہ ہر اک لعل سنگ ہو

مقتل مین آپ جا کے بجھاؤنگا مین تشنگی پیاسا مرے لہو کا جو اونکا خدنگ ہو

ای دل نہ پھنس تو اوس بت کافر کی زلف مین دشمن کو بھی نصیب نہ قید فرنگ ہو

اوس سرو قد سے وصل کی ٹھہراؤنگا مین ابھی طوبی کی شاخ کا جو میسر پلنگ ہو

بوسے نلین نہ سجدے کرین آکے دور سے کعبے مین تیرے در کا نہ ای بت جو سنگ ہو

انجم نہ آئین روبروِ خال خوف سے کالون سے پایمال نہ فوج فرنگ ہو

وہ گل پیے شراب چمن مین تو گل کھلے نشہ کے دور آنکھونمین دیکھون تو رنگ ہو

بالا سے چرخ گوشہ ہو جسکی کلاہ کا صد حیف بعد مرگ وہ گل زیر سنگ ہو

جبتک نہین ہی پاس وہ بیمار و زار ہی دل ہو ہرا جو وصل بت سبزہ رنگ ہو

در پردہ دین و کفر مین ہی جنگ زرگری زنار و سبحہ ایک مین ظاہر مین جنگ ہو

یکسالہ راہ آئے ہین طی کر کے باغ مین رخ پر بھلا گلون کے نکیون گرد رنگ ہو

اوس گل کی یاد مین جو کرون نالے بعد مرگ غربال تیر آہ سے تربت کا سنگ ہو

تنہا بدل کے کروٹین کاٹی تمام رات میری طرح کسیکا نہ خالی پلنگ ہو

فرقت مین اژدہا ہو ہر اک رونگٹا مرا ہر اک مسام جسم دہان پلنگ ہو

ٹھہری ہی آج وصل کی اک سبزہ رنگ سے جائے شراب شیشہ و ساغر مین بنگ ہو

دیکھے اوٹھا کے آنکھ کب آہو کی شوخیان جسکو کہ عشق چشم بت شوخ و شنگ ہو

ہاروت مجھکو خاک ہو وہ ہون سیاہ بخت تہخانہ گھر مین سوز درون سے سرنگ ہو

وہ تیر جاؤن یاد دہن مین سوے عدم ملک بقا سے ملک فنا اک شلنگ ہو

رنگ رخ نہان سے گلون کے ہون منہ سفید اونکے دہن سے قافیہ غنچون کا تنگ ہو

فصل بہار و لطف شب ماہ و صحن باغ — معشوق تو شراب کہین ہو تو رنگ ہو
حیران ہو قیاس تو ششدر رہو وہم — یا دو دہن مین عرصۂ اندیشہ تنگ ہو

١٢٥ رو رو کے آب اشک سے دھو گرد غم ادیب
کر صاف جو کچھ آئینۂ دل مین زنگ ہو ١٢٤

جس شب کو بغل مین وہ بت رشک قمر ہو — اوس رات کی تا حشر الٰہی نہ سحر ہو
کیا تیغ و غم و رنج سے مجھ مست کو ڈر ہو — جب ہاتھ مین جام مئ گلگون کی سپر ہو
دینے سے زیادہ جو ہو لینا تجھے منظور — اس طرح سے لے اے دل کہ کسی کو نہ خبر ہو
رخسار منور سے ہی پر نور زمانہ — تم ہی سبب روشنئ شمس و قمر ہو
افسوس نہین چین شب وصل بھی دلکو — ڈر ہے نہ کہین نالۂ مرغان سحر ہو
جب حسن کا دریا تمھین خالق نے کیا ہی — پھر ناف بھلا کیسے نہ کیونکر نہ بھنور ہو
ہٹ جائے جو پھاہا تو ابھی سوز تپش مین — خورشید قیامت سے سوا داغ جگر ہو
ہوتا تو ہی اونکے دُر دندان کے مقابل — مٹی نہ کہین آبروئے آب گہر ہو
مصراع قد یار کا شیدا جو ہوا وسکو — ہر سرو کی موزونی مصرع مین نظر ہو
ہم سمجھین کہ آباد ہوا خانۂ ویران — مہمان اگر دل مین ترا تیر نظر ہو
کیونکر نہ بچے چور سے ہر نقد دل و جان — جب گھات مین ہر وقت ترا دزد نظر ہو
کور آنکھین ہون بینا ابھی ای رشک مسیحا — نرگس پر اگر تیری عنایت کی نظر ہو
فرقت مین اگر بادہ کشی کا مین کرون قصد — آب مئ گلگون مجھے خوناب جگر ہو
ہو حلقہ بگوشی سے بڑھی آبرو اوسکی — جو کان مین اوس کان جواہر کے گہر ہو
روتا ہون جبین یار میان مین تو عجب کیا — آب یم اشک اپنے اگر تا بکمر ہو

تر دامنی اپنی جو کرون شعر مین موزون
تا حشر نہ خشک ایک مرا مصرع تر ہو

ہجر در زندان مین مری جان گئی ہی
دینے کے لیے غسل مجھے آب گہر ہو

اسدری خوشی مجھکو کہ ہون آپ سے باہر
آئے ہوے تم گھر مین جو ای رشک قمر ہو

سن لے دل مایوس کی جو خالق اکبر
قربان دعاؤن پہ ابھی آکے اثر ہو

ای شیخ نہ اک قطرہ تو مینخانہ مین چھوڑے
جام مئی گلگون کا مزہ تجھکو اگر ہو

ہی نزع مین بیمار محبت کا اب حال
سب کہتے ہین یارب یہ ادھر ہو کہ ادھر ہو

وہ بلبل شیدا ہین کہ خوش ہوتے ہین سنکر
اوڑتی ہوئی بھی کوئی اگر گل کی خبر ہو

بھونچال کا ہی جنبش مژگان سے ترے خوف
ڈر ہی کہ زمانہ نہ کہین زیر و زبر ہو

(١٢١)
پہ چلنے کا ہو وقت اب آئی ہی پیری
لازم ہی کہ بیدار تو ہنگام سحر ہو
(٣٢)

روئے انور سے ہٹی زلف چلیپا دیکھو
شب تیرہ مین ہوا نور کا تڑکا دیکھو

لب جان بخش ہین اعجاز مسیحا دیکھو
کف پا مین ہی فروغ ید بیضا دیکھو

مجھکو لگتی ہی نہ [illegible] برق تجلا دیکھو
اوسکا جلوہ جو تم ای حضرت موسا دیکھو

پھر بیمار الٰہی ہوا عشق جنون زا دیکھو
زلف پیچان کا ہوا پھر مجھے سودا دیکھو

تا سحر سکو مزہ کچھ نہین اس کا دیکھو
جو نہ کھایا ہو غم یار ذرا کھا دیکھو

دھوم اوٹھیگی خورشید قیامت نکلا
جب ہٹا زخم جگر سے مرے پھاہا دیکھو

جس کا ٹھنڈا نہ کلیجا ہو مرے قتل سے بھی
اوس ستمگر سے پڑا ہی مجھے پالا دیکھو

طالب دید اسی حسرت مین رہا کرتے ہین
آنکھ اوٹھا کر بھی کبھی تمنے نہ دیکھا دیکھو

دن جدائی کا تمھاری نہین کاٹے کٹتا
ایک ساعت ہی مجھے ایک مہینا دیکھو

خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھ کے گریان مجھکو — کوئی بیدرد نہ اسطرح کا دیکھا دیکھو
اوسکے قم کہنے سے ہوجاتے ہین زندہ مردے — لب جان بخش کا اعجاز مسیحا دیکھو
دیکھون تا زیست مگر پھر بھی نہ سیری ہو مجھے — یار کے دید کا اسطرح ہون بھوکا دیکھو
دست وحشت نے کیا پھر مرے دامن کو چاک — پھر بہار آئی ہوا عشق جنون زا دیکھو
دید اوس برق تجلی کی نہین ہے ممکن — ابھی غش آئے جو ای حضرت موسا دیکھو
تنکے چنتے ہوے پھرتے ہین گلی کوچے مین — زلف جانان کا ہوا ہے ہمین سودا دیکھو
جان جوکھون کا نہ کسطرح ہو ہر وقت خیال — عشق زلفون کا ہے کالے کا کھلانا دیکھو
نظر بد نہ لگے تا کہ کہین اوس گل کو — حق نے نرگس کو کیا باغ مین اندھا دیکھو
زلف شبگون مین نہین عارض صاف تبان — ہند کے ملک مین آئے ہین نصارا دیکھو
مہر سے اوسکی بنا ذرے سے خورشید بشر — ہو گیا قطرہ ناچیز بھی دریا دیکھو
جن سے ہم پوچھتے ہین کوچۂ دلدار کی راہ — وہ خضر ہوکے بتا دیتے ہین رستا دیکھو
ایک کوڑی بھی نہ رکھ پھر کفن پاس اے دل — مال اگر تجھکو خدا دے تو لٹا کھا کے دیکھو
اوسکے آنے کی لحد پر ہو بھلا کیا امید — دے جنازے کے اوٹھانے مین جو کاندھا دیکھو
شادی وصل سے اوس گل کے مین ایسا پھولا — کہ زمین اور فلک مین نہ سمایا دیکھو
ہمسے کہنے لگے وہ بالونمین افشان چنکر — جگنوؤنکا شب تاریک مین میلا دیکھو
غافلو زیست کا اپنی جو سمجھتے ہو قیام — بے ثباتی حباب لب دریا دیکھو
وعدہ آنے کا رقم جسمین کیا تھا اوسنے — گم گیا خط وہی تقدیر کا لکھا دیکھو
کڑوے ہوتے ہین بہت دیکھکے جسم لاغر — وہ سمجھتے ہین مجھے نیم کا تنکا دیکھو
لاکھون تدبیرین نکالین مگر اوس لب تک — حیف پہونچا نہ مرا دست تمنا دیکھو

بانکپن کی جو نظر آتی ہے نوک اوس گل مین
میرے دل مین وہ کھٹکنے کو ہے کانٹا دیکھو

مل رہے ہین کف افسوس اسی حسرت مین
ہاتھ مین غیر کے ہے یار کا چھلا دیکھو

دست الطاف سے گل دیتے تھے جو پان ہمین
آج اوٹھاتے ہین وہی قتل کا بیڑا دیکھو

۱۲۲ گلشن دہر مین چل پھر کے کی سیر ادیب
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھو ۱۳

لکھا کرتے ہین جب ہم وصف زلف رشک سنبل کو
پے مسطر منگایا کرتے ہین تار رگ گل کو

دیا ہے حسن وہ خالق نے جو دیکھے مرے گل کو
ہر اک گل گلشن ایجاد مین ہو خار بلبل کو

تری تیغ تبسم کے ہوئے اے گل جو ہم زخمی
صدائے زخم مین پاتے ہین شور خندہ گل کو

رہائی مین کیا قید قفس سے بھی ستم بڑھکر
کیا پر کاٹ کر صیاد نے آزاد بلبل کو

بخیل صاحب دولت سے گل کچھ کم نہین ہوتے
نہ دیکھا صرف ہوتے آجتک ہم نے زر گل کو

مدار زندگانی رہگیا ہے سیر گلشن پر
سمجھتا ہون مین رشتہ جان کا تار رگ گل کو

تجھے حسن و نزاکت رنگ و بو جسنے عطا کی ہے
دیا ہے اے گل گلشن اوسی نے عشق بلبل کو

نہین کچھ بھی ہین مال ارباب دولت اوسکی نظرون مین
خدا پر جب سے تکیہ ہے فقیر بے توسل کو

وہ میکش ہون کہ شیشے پر تصدق دل کرون اپنا
اگر دیکھون تو آنکھون سے لگاؤن ساغر مل کو

فراق ساقی میکش نہین کچھ کم قیامت سے
صدائے صور محشر جانتا ہون شور قلقل کو

چھری لگتی ہے لپٹن کے رونا فرقت گل مین
گلی قاتل کی سمجھو کوچہ منقار بلبل کو

نہین کچھ خوف تاریکی لحد پر بعد مرگ اے دل
صبا گل کر نہین سکتی چراغ لالہ و گل کو

۱۲۳ ادیب اپنی دعا دن رات خالق سے یہ رہتی ہے
نہ دیکھون پائے کے مین جوہر تیغ تغافل کو ۱۴

دنیا کے ذائقون سے وہ یارب خبر نہو
جس دل کو کچھ بھی لذت درد جگر نہو

پر نور تا حیات وہ چشم بشر نہو
دیدار یار جس کو کہ مد نظر نہو

وعدہ سنون جو خواب مین دیدار یار کا
بیدار چشم خفتہ مری عمر بھر نہو

اللہ رے طول نا ہین اگر عمر خضر سے
زلف دراز یار کی کم بال بھر نہو

کیا لطف گریہ اوس لب رنگین کی یاد مین
آنکھون مین جا اشک جو خون جگر نہو

وہ بخت خفتہ روز ازل سے ملا مجھے
آواز صور حشر کی جسکو خبر نہو

پر نور چشم کیون نہو اطفال اشک سے
ممکن ہی لخت دل جو ہو نور نظر نہو

ای دل امید وصل ہوئی گو کہ منقطع
لیکن خیال یار سے قطع نظر نہو

اوس صبح رخ سے جو کرے دعوا ہمسری
سچ تو یہ ہی کہ پھر کبھی صادق سحر نہو

کیون خاک چھانتا پھرے ہر اک تلاش مین
اکسیر سینے جو نہ بڑھکے تری خاک در نہو

دیوار توڑ جائیگی میری نگاہ شوق
کچھ غم نہین اجازت دربان اگر نہو

تاریک مثل خانۂ مفلس رہین مدام
اوس رشک مہر کا اگر آنکھون مین گھر نہو

وہ خاکسار ہون جو چلون با عجز زمین
اونچی زمین سے کبھی گرد سفر نہو

توڑی ہی اسنے پیٹھ مری بار ظلم سے
تا حشر پیر چرخ کی سیدھی کمر نہو

راہ وفا مین عاشق جانباز وہ نہین
مرنے کو مستعد جو کمر باندھکر نہو

محسوس قدسیون کو نہو حسن پاک یار
مہتاب و آفتاب کی عینک اگر نہو

۱۲۴

اپنے سخن سے باغ سخن ہی ادیب سبز
بحر غزل ہو خشک جو مصراع تر نہو

۱۰

غضب کا اونکے کوئی سد راہ کیونکر ہو
خدا کا قہر ہی اوس سے پناہ کیونکر ہو

تمام زہرہ جبینوں کو اے مہ کامل — تمھاری چاہ ذقن کی نہ چاہ کیونکر ہو
بتو جو سوگ نو خستگان گیسو کا — تو پھر پہ پوشش کعبہ سیاہ کیونکر ہو
چلون جو راہ محبت مین زلف جانان کی — تو مجھکو چاہ وہ نہ مار سیاہ کیونکر ہو
ہوائیان رخ پر نور مہر پر جو اڑین — ترے حضور نہ فق روے ماہ کیونکر ہو
وہ نہانہ دل عاشق مین کرتے ہین آرام — مرا دل اونکا نہ پھر خوابگاہ کیونکر ہو
وہ زخم دوست نہان رہتی ہی مجھکو فکر یہی — جگر کے پار وہ تیر نگاہ کیونکر ہو
گیا جو آپکے کوچے مین سب نیاز ہوا — گدا حضور کے در کا نہ شاہ کیونکر ہو
ہمارے رونے سے پتھر بھی نم ہوتا ہی — بتون کے دل مین نہ تاثیر آہ کیونکر ہو

۱۲۵ ادیب کیون نہ مین دن رات حسن دل و زبان — لبون کی یاد مین لب پر نہ آہ کیونکر ہو ۲۱

اے رشک گل جو تیرے قدم کا غبار ہو — وہ توتیاے چشم عروس بہار ہو
گلشن مین جو نظارہ رخسار یار ہو — بلبل کی آنکھ مین گل گلزار خار ہو
یارب چمن مین آمد فصل بہار ہو — رنگین گل مراد سے ہر شاخسار ہو
مدت سے یاد اک دہن بے نشان کی ہی — میرا نہ بعد مرگ نشان مزار ہو
جو گھر نہ ٹھہرے آئینہ روے یار کا — اوس دلمین مثل شیشہ ساعت غبار ہو
کہتے ہین بعد مرگ وہ آئینگے قبر پر — اے موت کیون نہ مجھے ترا انتظار ہو
ممکن نہین کھلے جو ترا عقدہ دہن — یہ راز وہ نہین ہی کہ جو آشکار ہو
پیسکر ہوا ہون گردش چشمان یار سے — جز سنگ آسیا کے نہ سنگ مزار ہو
دیکھے اگر صفا دُر دندان یار کی — غرق آب شرم مین گہر آبدار ہو

کیا اعتبار اوس گل رعنا کے قول کا
جسمین بھری دورنگی لیل و نہار ہو

اسکے سوا مین اور کہون تمکو کیا بتو
شان خدا ہو قدرت پروردگار ہو

دیکھے جو قد یار تو حسرت سے جل اوٹھے
سرو چمن برنگ درخت چنار ہو

خندان ہر ایک پھول ہی فیض قدوم سے
تم گلشن جہان کے گلون کی بہار ہو

وہ برہمن پسر جو نہو ساتھ وہر مین
خنجر کی دھار ہجر مین گنگا کی دھار ہو

آئے جو فاتحہ کو لحد پر وہ مہروش
خط شعاع ہر رگ سنگ مزار ہو

یہ جوش آتش گل عارض ہی کیا عجب
جل کر کباب طائر رنگ بہار ہو

کھلتے ہین غنچے باغ مین جاتے ہو جس طرف
چلنے مین تم برنگ نسیم بہار ہو

سوز تب فراق مین دیکھے جو میری نبض
دست طبیب پنجہ برگ چنار ہو

تم پھینک دو جو ہار چمن مین اوتار کر
سہرا وہ ہر فرق عروس بہار ہو

وہ ترک شوخ برش مژگان اگر دکھائے
دو کوڑی کا جہان مین ہر اک کٹار ہو

۱۲۶ اوس مہروش کے ہجر مین کیا دور اہی دیپ
نالہ مرا جو چرخ چہارم کے پار ہو ۱۶

لکھتا ہون گل مین مین ترے وصف دہن کو
کیونکر نہو آفاق مین فوق اپنے سخن کو

سو ٹکڑے کیا شیشۂ دل سنگ جفا سے
کیا تمسے عداوت ہی بت عہد شکن کو

یہ کم ہوئے ہم آپکو کرتے ہین فراموش
بھولے سے کیا یاد جو اوس سیمبدن کو

گرمی سے لب بحر مین ہون آبلے پیدا
دریا مین اگر پھینک دین مجھ سوختہ تن کو

خوشبو مین سیاہی مین بھی ای رشک گل تر
نسبت نہین زلفون سے ترے مشک ختن کو

ای کان گہر حلقۂ بگوشی نے تمہاری
دی آبرو آفاق مین کیا دُر عدن کو

کیون آ رہی ہی صبح سے پیہم مجھے ہچکی
شاید مری یاد آئی ہی یاران وطن کو

آباد ہوا خانۂ ویران برکت سے
گھر اپنے جو ست آئے ہم اوس رشک چمن کو

گویا کہ ترقی سے تنزل کو کرون رخ
دون پھولون سے نسبت اگر اوس گل بدن کو

ناخوش وہ ہوا اور بہت منہ کو بنایا
غنچہ جو کہا اوس گل خوبی کے دہن کو

خورشید کو خورشید ہزارون نظر آئین
دیکھے جو سراپا کے مرے زخم کہن کو

خالق نے قناعت کو بنایا ہی وہ مرہم
جو بھر دے حریصون کے ابھی زخم دہن کو

ہی قاتل عالم مجھے کر جلد سبکدوش
سر شوق شہادت مین گرانبار ہی تن کو

یہ منہ نہین ہم دیکھتے ہین باد خزان کا
پژمردہ جو آ کر کرے داغون کے چمن کو

فرقت مین بہا دیدۂ تر سے وہ لہو اشک
شرمندہ کیا جسنے کہ گنگ اور جمن کو

١٢٧

اسطرح ہین دل سے نہ کسی ورد کی بھی فکر
کیا شعر سناؤن ہین ادیب اہل سخن کو

٨

ادیب دیدۂ عرفان جو کھول کر دیکھو
اوسی کا جلوہ نظر آئے گا جدھر دیکھو

کھڑے ہین طالب دیدار دید کے مشتاق
ذرا تو پردے سے منہ کھول کر ادھر دیکھو

رہا ہین سینہ سپر پیش خنجر مژگان
مری دلاوری اسد مرا جگر دیکھو

وہ چھپ کے خواب مین آئے تو مجھسے کہنے لگے
نہو کسی کو مرے آنے کی خبر دیکھو

شب وصال کی صبح اپنے نور خشبو کی
کہا جب اوٹھنے وہ سجنے لگا سحر دیکھو

لگے وہ کہنے تجاہل سے دلکو جب پوچھا
ابھی تو تھا یہین ہو گا ادھر اودھر دیکھو

نظر کے تیر مرے ہوتے ہین جگر کے پار
خدا کے واسطے دیکھو نہ تم ادھر دیکھو

ادیب دیکھکے ناف اونکی مجھسے دلنے کہا
جو بحر حسن کے دیکھا نہو بھنور دیکھو

جو دیکھتے ہین اونکے رخ بے نقاب کو
اولٹا تو اسے سمجھتے ہین وہ آفتاب کو

ایسا خجل ہو دیکھ کے اوس آفتاب کو
خورشید چھپنے کے لیے ڈھونڈھے سحاب کو

پاتے نہین ہین خواب مین اوس اپنے خواب کو
جسمین لیے بغل مین اٹھے اوس آفتاب کو

پیری مین کیون عزیز نہ سمجھون شراب کو
لاتی ہی پھیر کر مرے عہد شباب کو

ساقی سبزہ رنگ کا جبسے ہی ہجر ہے
ہم جانتے ہین زہر ہلاہل شراب کو

قسمت سے آفتابہ جو اوس مہر کا بنے
ہو جائے افتخار بڑا آفتاب کو

منہ اوس طرف کو پھیر لیا فرط شرم سے
اوس مہر نے خجل یہ کیا آفتاب کو

پشت اپنی خم ہے عصا کے باعث نہین جھکی
پیری مین جھک کے ڈھونڈھ رہی ہین شباب کو

بے نور ہو گیا ہے مثال چراغ روز
اوس رخ سے آگئی ہے یہ غیرت آفتاب کو

وہ بادہ نوش ہون کہ ہو لبے چھری حلال
جسدم سنا حرام لکھا ہے شراب کو

ثابت ہوا کہ لال پری کر رہی ہے رقص
چلتے ہوئے جو بزم مین دیکھا شراب کو

آیا عرق جو شرم سے نہ پینے کی جگہ
دیکھا نکلتے ہر بن مو سے شراب کو

زلف سیاہ یار کے رخ پر ہی اک طلسم
تاریک شب مین دیکھتے ہین آفتاب کو

تجھسے وہ پاؤن ہم رہین محروم یا نصیب
آتا ہے رشک دیکھکے کیا کیا رکاب کو

گھر مین ہی قرار نہ در پر ہی مجھکو چین
دیکھو تو روز وعدہ مرے اضطراب کو

آنکھون مین اپنی نیند کا آنا محال ہے
ہین ہجر مین خیال سمجھتا ہون خواب کو

پہلو مین ایک دم کو جو وہ آکے بیٹھ جائے
تسکین ہو ابھی دل پر اضطراب کو

یہ بھی غلط دہان و کمر کا نہین نظیر
جسم نحیف و زار ہے کافی جواب کو

تڑپون اگر مین جنبش مژگان کی دین
پھر سنبھالے یہ ہو ذوق مرے اضطراب کو

اوس گل کے ہجر مین شب جھپکے تا کہ نیند آئے
لاتا ہون خاک ڈھونڈھ کے مین فرش خواب کو

ایسی باتین تلخ اور کشیدہ بھی ہو گیا
دی تھی عرق سے اوسکی جو نسبت گلاب کو

سونا پڑا ہی خانہ چشم آتی ہی نہین
ایسا شب فراق سے ہی خوف خواب کو

اوصاف اوسکے چہرہ پرنور کے لکھون
پاجاؤن مین اگر ورق آفتاب کو

خیرہ نظر ہوا آنکھین تاریک ہوئے جہان
دیکھے جو پھر اوسکے رخ برق تاب کو

ہوتا ہی زندہ پیتے ہی اہدکا مردہ دل
جان بخش اس سبب سے کہا ہی شراب کو

شاید وہ بحر حسن نہا کر چلا گیا
ہی وجہ اضطراب نہین موج آب کو

پیری مین چاہیے کہ پئین مے بہم شراب
سرپا مین دوست رکھتے ہین سب آفتاب کو

آنکھون کا اپنی سرمہ بنائینگے ہم ادیب
پاجائینگے جو خاک در بوتراب کو

۱۲۹ ردیف ب باہونہ ۲۹

بہ جائے خون ہو کے وہ یارب جگر کے ساتھ
دلمین نہ لاگ ہو جو کسی سیمبر کے ساتھ

ہر وقت لب ہین خشک ہری چشم تر کے ساتھ
سوز تب فراق ہی درد جگر کے ساتھ

جب سے ہی عشق اک بت رشک قمر کے ساتھ
مانند جان ہی داغ ہماری جگر کے ساتھ

جب بیٹھتے ہین اوس بت بیدادگر کے ساتھ
اوٹھتا ہی درد دلمین بھی و جگر کے ساتھ

ہر اک کو صاف چاند گہن کا ہوا یقین
دیکھا جو غیر کو بت رشک قمر کے ساتھ

وہ بیٹھتا ہی جب کبھی فتنے کا ملکے عطر
فتنے ہزارون اوٹھتے ہین اوس فتنہ گر کے ساتھ

پیری مین سوز عشق سے جلتا ہی تن بدن
تشبیہ تام ہی مری شمع سحر کے ساتھ

دیکھا اوٹھا کے آنکھ جسے وہ فنا ہوا
ہر دم اجل ہی یار کی تیغ نظر کے ساتھ

سودا ہوا ایک مہر کی روئے صبیح کا
دامن مرا بھی چاک ہی جیب سحر کے ساتھ

ہین وہ نحیف و زار ہون کم بال بھی ہوا | کی شرط لاغری ہین جو موے کمر کے ساتھ
شیرین لبون کی تلخ کلامی ہی جان ستان | گویا کہ زہر دیتے ہین ہم کو شکر کے ساتھ
کھاتے ہین زخم اور جھپکتے نہین ہین ہم | لڑتی ہی آنکھ جوہر تیغ نظر کے ساتھ
عاشق کے نقد دل کے چرانے کیواسطے | دزد حنا کا میل ہی دزد نظر کے ساتھ
رونے مین شوق دید رخ یار جب ہوا | لخت دل آئے آنکھو مین لخت جگر کے ساتھ
قائم قیامت آنے سے ہوتی ہی بزم مین | اوٹھتے ہین فتنے اوٹھنے سے اوس فتنہ گر کے ساتھ
اوٹھتا نہین اوٹھائے یہ پتھر کسی طرح | بیٹھا ہی جم کے غیر ترے سنگ در کے ساتھ
بوس و کنار وصل مین کیونکر نصیب ہو | معدوم جب دہن بھی ہوا اوسکا کمر کے ساتھ
زلف سیہ جو روے مصفا پر آگئی | ثابت ہوا کہ شام ہی بیشک سحر کے ساتھ
شور اذان بھی صبح شب وصل قہر ہی | دل کانپتا ہی نالۂ مرغ سحر کے ساتھ
آثار صبح وصل کی شب ہین وبال جان | لگتی ہی چوٹ دلمین سحر کے گجر کے ساتھ
کوچے مین تیرے قبر ہماری ہو بعد مرگ | ای جان آرزو ہی یہ ہم چھوٹین مر کے ساتھ
کشتی ہماری دیکھیے کسروز پار ہو | موجون کے توڑ جوڑ لگے ہین بھنور کے ساتھ
رنج فراق و وعدۂ حشر و فکر قوت | جھگڑے بکھیڑے سیکڑون ہین ہر بشر کے ساتھ
جینا ہی موت ہی نہ اگر رنج عشق ہو | ہی لطف زیست لذت درد جگر کے ساتھ
یارب نہ آج وصل کی شب بول اوٹھے کہین | اپنا ہی بھور نالۂ مرغ سحر کے ساتھ
بند آب و دانہ قید مین صیاد نے کیا | کیا دشمنی ہی بلبل بے بال و پر کے ساتھ
کیونکر نہ جان و دل سے زیادہ عزیز ہو | پیدا ہوا ہی درد ہمارے جگر کے ساتھ
ای ترک جان ستان یہ لگاوٹ بھی ہی ستم | تلخی موت ہی تری ترچھی نظر کے ساتھ

۱۳۰ — ۱۸

اوسوقت شعر کہنے کا تھا لطف ای آتش
کہتے تھے جب کہ جوہر بالغ نظر کے ساتھ

ہر دم یہ مانگتے ہین دعا ہم اوٹھا کے ہاتھ
گردن مین اپنے ہار ہون اوس دلربا کے ہاتھ

دیوانہ کر دیا ہمین اوسنے دکھا کے ہاتھ
کرتے ہین چاک دامن صحرا بڑھا کے ہاتھ

ہین تشنہ کام شوق شہادت ہون قاتلو
بسمل نچھوڑنا مجھے اوچھا لگا کے ہاتھ

چھلا لیا ہی دست نگارین کا آپکے
لازم ہی قطع کیجیے وزد حنا کے ہاتھ

بولین جو مجھسے آپ تو جی جاؤن ابھی
ہی زندگی مری لب معجز نما کے ہاتھ

جب بزم مے مین پیتے ہین وہ بادہ نوش ہین
ہم بیٹھتے ہین دست سبو سے ملا کے ہاتھ

دل ہاتھ بھر کا سینے مین ہوتا ہی ڈر سے
ملتے جو میرے ہاتھ سے اوس دلربا کے ہاتھ

حسرت سے ملتے ہین کف افسوس رات بھر
جسوقت یاد آتے ہین اوس مہ لقا کے ہاتھ

ساقی کی یہ ادا بھی قیامت سے کم نہ تھی
منھ پھیر کر وہ جام کا دینا اوٹھا کے ہاتھ

دنیا مین سرخرو ہی ترے پابوس سے
ہی آبرو حنا کی ترے دست و پا کے ہاتھ

اوس گل کی مدتون سے خبر کچھ نہین ملی
ملتا تو نامہ بھیجتے پیک صبا کے ہاتھ

پہونچے مین موچ آگئی پھولون کے ہار سے
کتنے ہین نازک اوس بت حور لقا کے ہاتھ

اوٹھکر کہین نہ جائین گے مانند نقش پا
بیٹھے ہین کوے یار مین سب سے اوٹھا کے ہاتھ

لین گے بلائین کیا کف پائے نگار کی
پہونچے ہین پاؤن تک تری زلف رسا کے ہاتھ

آنکھون مین مثل سرمہ لگائے کیو اسطے
مشتاق ایک عمر سے ہین خاک پا کے ہاتھ

زندہ کیا کسی کو کسی کو کیا شہید
دست قضا سے بڑھکے ہین اوس دلربا کے ہاتھ

چہرے پر اوس پری کے لٹین زلف کی نہین
گیسو بلائین لیتے ہین رخ کی اوٹھا کے ہاتھ

بیٹھا ہی ادیب پا قناعت کو توڑ کر ۔ لازم نہین اوٹھائے تو حرص و ہوس کے ہاتھ

ردیف یای تحتانی مثناۃ

(۱۳۱) (۲۰)

فروزان سینے مین وہ آفتاب داغ فرقت ہی ۔ جسے ہر ایک کہتا ہی کہ خورشید قیامت ہی

مجازی ہی عشق بھی عشق حقیقی فی الحقیقت ہی ۔ سمجھنا فرق ان دونون مین ای زاہد جہالت ہی

وہ میکش رند ہون دست سبو سے میری بیعت ہی ۔ مرا پیر مغان میخانے مین پیر طریقت ہی

جو مہر و ماہ آتے ہین تو مشعل ہاتھ مین لیکر ۔ ہمارے خانۂ تاریک مین کچھ ایسی ظلمت ہی

قدم رکھتے ہی ہین رنج و عذاب ہجر سے چھوٹا ۔ ترا کوچہ مجھے ای رشک گل گلزار جنت ہی

جو دیکھی چشم میگون پاس ابرو کے ہوا ثابت ۔ قریب میکدہ لاریب کعبے کی زیارت ہی

تعجب کیا اگر ہو خانۂ دل جل کے خاکستر ۔ اگر ایسے ہی گرمی تب سوز محبت ہی

کیا کرتا ہی سجدے جھک کے ہر اک عاشق شیدا ۔ تمھارا طاق ابرو ہی کہ کعبے کی زیارت ہی

اطبا نبض اگر دیکھین تو ہاتھون مین پڑے چھالے ۔ مری ایسے ہی گرمی تب سوز محبت ہی

تصور اونکے ابرو کا رہا کرتا ہی روز و شب ۔ ہمارے خانۂ دل ہی مین کعبہ کی زیارت ہی

بڑھاپے مین کرا ہو دل یاد خالق چھوڑ دے غفلت ۔ لنسواب صبح پیری آگئی وقت عبادت ہی

رہا کرتی ہی بیخوف و خطر دن رات رندون مین ۔ یہ دختر رز بھی ای ساقی بڑی مردانہ عورت ہی

نہ دیکھا خندہ زن اونکو کسی نے شیشۂ ساعت ۔ ہنسی کیا خاک آئے جب بھری دل مین کدورت ہی

نہین آتی ہی گو مین منتین کر کے بلاتا ہون ۔ اجل کو میرے ظلمت خانے سے کچھ ایسی دہشت ہی

تمھاری تلخ باتین بھی ہمین ہین گھونٹ شربت کے ۔ لب شیرین مین گویا جان شیرین کی حلاوت ہی

لکھا کرتا ہون شعر اونکے لب شیرین کی حسرت مین ۔ مرا دیوان کب ہی یہ کتاب چار شربت ہی

لگاتی تیری آنکھون کو نظر بینا اگر ہوتی ۔ کیا نرگس کو نابینا خدا کی عین حکمت ہی

تصور مین بھی پاس اوس شوخ کے ہم جا نہین سکتے — تب فرقت کی بیماری مین یہ ضعف و نقاہت ہی
دل زخمی ہوا بیتاب سنکر حسن کی شہرت — ترا شور ملاحت کیا نمک پاش جراحت ہی

۱۳۲ — ۲۰

ادیب اکا ور پڑھتا ہون غزل جوہر شناسو نمین
مرے اشعار وہ موتی ہین جنکی داد قیمت ہی

دل ناداں کو اپنے کس ستمگر سے محبت ہی — نہ دلمین رحم ہی جسکے نہ آنکھون مین مروت ہی
نہین اسکے برابر نعمتون مین کوئی نعمت ہی — کوئی لے مرے پوچھے جو غم کھانے مین لذت ہی
شب فرقت مین مونس پاس ہی ہمدم مصیبت ہی — مرا ہمدرد درد دل مری غمخوار حسرت ہی
شب مہ ہی چمن ہی مے ہی بے اغیار صحبت ہی — اگر ایسے مین بھی وہ گل نہ آیا تو قیامت ہی
بلا کی شوخی آنکھون مین قیامت کی شرارت ہی — کرشمہ قہر ہی غمزہ غضب ہی عشوہ آفت ہی
ہمارے قتل سے قاتل نہین انکار کر سکتا — گواہی کو ہر اک موئے تن انگشت شہادت ہی
نہین چھپتا چھپانے سے بھی اوردل کسی صورت — بدن مین اوس سراپا نور کے ایسی لطافت ہی
تہی امید چرخ تفرقہ پرداز سے اسکی — یہ ملکر بیٹھنا احباب کا بھی بس غنیمت ہی
کسی صورت نہین کٹتی ہی کاٹے اے مہ انور — شب فرقت کی مجھکو ہر گھڑی روز قیامت ہی
نہ پوچھو کیون خجل ہوتا ہون اپنی زندگانی سے — فراق یار مین جیتا رہا اسکی ندامت ہی
بھلا اوس بدگمان سے کیا ہو امید وصال اے دل — ہمارے شکر کرنے کو جو کہتا ہی شکایت ہی
تمہارے دلمین پیار آتا ہی جب ہوتی ہین چار آنکھین — ہوا معلوم ہم سے آنکھون دیکھے کی محبت ہی
نہ آیا کوئی بھی بعد فنا آنسو بہانے کو — ہمارے حال پر گریان فقط اک شمع تربت ہی
نکلتا دم نہین آکر لبون پر ناتوانی سے — مریض ہجر کو ایسا ہی کچھ ضعف و نقاہت ہی
بہا کرتے ہین آنسو شام سے تا صبح محفل مین — یہ دل مین شمع کے سوز محبت کی حرارت ہی

وان ہون سو مقتل سر کف بین قتل ہونے کو
مجھے اللہ اکبر کس قدر شوق شہادت ہی

بنایا آدم خاکی کا پیکر جب کہ خالق نے
فرشتون نے کہا کیا دلربا مٹی کی مورت ہی

نوالا موتیون کا بھی نہ کھائے غیر کا انسان
جو اپنے سو کہ ٹکڑے ہون تو سمجھے انکو نعمت ہی

ہمنون کا بوجھ سر سہ ہی دھڑی کا بوجھ ہی مسّی
ذرا دیکھو تو چشم و لب بین انکے کیا نزاکت ہی

١٣٣ ادیب آتا ہی رونا یاد مین یاران رفتہ کی ٢٠
نہ جوہر ہین نہ نادر ہین نہ اب وہ انکی وہ صحبت ہی

وصل مین چلاتے تھے مرغ سحر کل شام سے
ہجر کی شب سو رہے ہین آج سب آرام سے

ہو سخن آرا وہ اوس غنچہ دہن کے نام سے
جو زبان اہی شاعر و جاتی رہی ہو کام سے

وصل کی شب اپنی پھر کیونکر کٹے آرام سے
بھور چلا کرے مرغ سحر جب شام سے

بزم مین ہر اک چھکا ہی بادہ گلفام سے
خاص ہم محروم ہین ساقی کے فیض عام سے

گرد شین رہتی ہین ایسی گردش ایام سے
خواب مین بھی ہمکو نیند آتی نہین آرام سے

فکر دنیا ایک کو ہی دوسرے کو فکر حشر
ایک کی کٹتی نہین اس دہر مین آرام سے

حسب وعدہ خوب آئے شب کو تم اہی رشک ماہ
صبح تک اختر شماری ہمنے کی کل شام سے

لذت مے کی اگر مجھ رند سے سنلین صفت
توڑ دین زاہد اپنے روزے بادہ گلفام سے

رنج فرقت کے تصور سے کٹی آنکھون مین رات
وصل کی شب بھی مجھے ہم کبھی آرام سے

باغ عالم مین ہو وہ نازک بدن اہی گلرخو
کان اپنا گل پکڑتے ہین تمھارے نام سے

چار آنکھین ہوتے ہی میخانہ مین اہی میکشو
چشم مردم مست ہو جاتی ہی چشم جام سے

ایسے ہم غم دوست ہین اس میکدہ مین ہر کے
درد سے پاتے ہین لذت اور رنج آرام سے

میکشی سے غم غلط ہی کل کا کیون دھڑکا کرون
آج تو مجھ رند کی کٹتی ہو خوب آرام سے

صد ہا عشق سے دل پک گیا ہے اسقدر
منھ کو آتا ہے کلیجا عاشقی کے نام سے

کیا مریض اچھا ہو یارب اوس لب جان بخش کا
خود مسیحا جسکے ہون بیمار بے آرام سے

ہر گھڑی ہر دم ہو جب فکر سفر ہر ایک کو
کیا سرا ے دہر مین کوئی رہے آرام سے

صندلی رنگ ایک بھی لبریز ہو جب غم مین
کیون نہو ویران سر سندون کو دور جام سے

دیدۂ مخمور ساقی کے تصور مین مدام
رات دن آنکھین لڑی رہتی ہین چشم جام سے

عہد پیری کی عبادت چاہیے وقت شباب
صبح کے چلنے کا کر سامان اول شام سے

١٣٢

اک زمانہ کو ہے سودا زلف جانان کا ادیب
مومن و کافر کو ہے الفت دل اس لام سے

١٩

زندون مین اے خضر وہ بڑا نام کر گئے
مرنے سے پہلے جو کہ محبت مین مر گئے

مین کیا کہون کہان سے تیر نظر گئے
سینے کو توڑ کر کے مرے دلمین اوتر گئے

جو لوگ عشق عارض گلگون مین مر گئے
جنت کو باغ دہر سے وہ بے خطر گئے

بوسہ جو دل گیا لب جان بخش کا ہمین
اغیار فرط رشک سے بے موت مر گئے

منظور جب ہوا کہ نہ دیکھین اونھین رقیب
ہم خاک ہو کے دیدۂ اعدا مین بھر گئے

لکھی صفت غزل مین جو دندان یار کی
گویا زمین شعر مین موتی بکھر گئے

باد خزان کے ظلم سے کھلتا نہین ہے حیف
رونق چمن مین جن سے تھی وہ گل کدھر گئے

صندل کو گھسکے سر مین لگاتا ہے درد سر
جب سر گیا تو جان لو سب درد سر گئے

گویا اونھون نے پائی ہمیشہ کی زندگی
تیرے لبون کے عشق مین جو لوگ مر گئے

جب سمجھے گوش یار سے ہے اپنی آبرو
کانون مین بھر حلقہ بگوشی گہر گئے

کچھ غم نہین ہے قتل کا لیکن یہ رنج ہے
قاتل کے میرے خون مین کیون ہاتھ بھر گئے

ممکن نہین تحمل بار اس قدر کرے
گیسوے مشکبیز کمر پر اگر گئے

کیونکر نہ ہم کہین کہ ہو چھوٹون کے بادشاہ
تم وعدہ کرکے ای شہ خوبی مکر گئے

بحر جہان مین ایک ہی دم کا رہا قیام
مثل حباب ہم ادھر آئے ادھر گئے

آسان ہوگئی اونھین ملک عدم کی راہ
ہمراہ اپنے لیکے جو زاد سفر گئے

اک خانہ باغ خانۂ مرقد اونھین ہوا
جو لیکے قبر مین گل داغ جگر گئے

جانے سے اہل بزم کو ہو جائیگا جنون
تم گھر گئے تو دیکھوگے لاکھون کے گھر گئے

رسوا ہوے جہان مین بدنام خلق مین
جھنڈے چڑھے وہ جو سر دستے لیے اتر گئے

١٣٥ — ١٨

اک اور بھی غزل پڑھو اسطرح مین ادیب
سننے سے اہل بزم کے کو کان بھر گئے

وہ صدمے ہجر یار کے ہم پر گزر گئے
زندہ ہین اور جانتے ہین کہ مر گئے

مشہور نام چاہنے والونمین کر گئے
ہم گر کے اونکے چاہ زنخدان مین مر گئے

پائے نگاہ یار کے صدمے سے گر پڑے
ہم ناتوان جب کبھی پیش نظر گئے

جانباز ہم سے بڑھکے نہوگا جہان مین
تیغ نظر کے سامنے سینہ سپر گئے

دیکھی جو یار کے دُر دندان کی آب و تاب
شرمندہ ہوکے بطن صدف مین گہر گئے

یارب کہان تلاش کرون جاؤن کس طرف
ہر دم تھے جو کہ پاس وہ ہمدم کدھر گئے

مثل حباب آئے تھے دم بھر کو ہم ابھی
مانند موج بحر جہان سے گزر گئے

چوٹی کے بال ہونگے نزاکت سے اک وبال
موے میان پر اونکے اگر بال بھر گئے

صحن چمن مین جاکے جو بیٹھا وہ رشک گل
مٹھی مین غنچے لیکے نچھاور کو زر گئے

گھر بھی چھٹے جگر بھی چھدے سے آبرو
کانون سے اوسکے کانٹے لیکن گہر گئے

دیکھا جب اونکو نامہ برون سے بھی ہی حجاب
پاس اونکے لیکے آپ ہم اپنی خبر گئے

افسردہ خاطری سے نہ ہم ٹھہرے دہر مین
مانند برق آئے مثال شرر گئے

ای بحر حسن حسن پر اتنا نہ کر غرور
دریا تو ایسے سیکڑون چڑھکر اوتر گئے

قاتل کے ہاتھ سے ہمین اسقدر شوق قتل
مقتل کو اپنے سر سے کفن باندھ کر گئے

گریان مثال شبنم و خندان برنگ گل
باغ جہان مین ہم ادھر آئے ادھر گئے

اسقدر ظرف کو ترے ہین دریا سما گیا
کونین کے غم آگئے مرے دلمین بھر گئے

اک سادگی مین اونکی ہزارون بناؤ ہین
لاکھون کے گھر بگڑ گئے جب وہ سنور گئے

۱۳۶ اون شاعرون کا شکر بجالا تو ای ادیب
بزم سخن مین ہوکے تری ہجو کر گئے ۲۵

نگاہ شوق کی ہم دور بین سے
کیا کرتے ہین پیدا اونکی بہین سے

فروزان کیون نہو افشان جبین سے
چمک ذرون مین ہی مہر مبین سے

کی جسنے محبت اوس حسین سے
اوسے سمجھو گیا دنیا و دین سے

ملائی ہانمین ہان جب ہنسکے پرسون
تب اوس بیرحم نے کی ہان نہین سے

لب شیرین سے کرتے تھے کنارا
مزہ پاکر لب نان جوین سے

جو پوچھا آب اشک آتش افشان
تو دھوئے ہاتھ ہمنے آستین سے

دوبارہ پڑھ نماز ایسی کہ مٹ جائے
نشان سجدہ ای زاہد جبین سے

جو دشمن ہو تو اوسکو بھی بچانا
خدایا یار کی چین جبین سے

تمھاری تیغ باتین بھی ہین میٹھی
لب شیرین ہین شیرین انگبین سے

بہت خوش ہین [illegible] وصل سے اوس سجن کے
خبر [illegible] [illegible] سے

دل بیتاب یہ تڑپا لحد مین ۔ کہ باہر آ گئے مردے زمین سے
پری کی جامہ دری دست جنون نے ۔ جدا دامن ہی کو سون آستین سے
نوالہ موتیون کا دے اگر غیر ۔ نہین خوب اپنی وہ نان جوین سے
ادائے جور و طرز دلستانی ۔ قضا سیکھی تری چین جبین سے
سنین جو رین جو وصف جانان ۔ نکل بھاگین ابھی خلد برین سے
وہ آنکھین ہین کہ دھوکا دیکے کاجل ۔ چورالین دیدۂ آہوے چین سے
خداوندا وہ آنکھین کر عنایت ۔ کہ دیکھین یار کو بیٹھے یہین سے
عذاب ایسا لگی ہین کوہکن کو ۔ نکلتے ہین دل بھی ہو دہن سے
وہ لیسے خوش ہین سہر دکنگو لگی ۔ پڑا پایا ہی گویا کچھ کہین سے
برائی سے کیا کرتا ہی آگاہ ۔ مجھے الفت نہو کیون عیب بین سے
کیے وہ سجدے سنگ آستان پہ ۔ کہ پتھر گھس گیا میری جبین سے
عجب کیا ہی جو قصر چرخ جل جائے ۔ ہمارے سوز آہ آتشین سے
پری نے طرز جادو سامری سے ۔ اوڑایا تیری چشم سرمگین سے
یہ رگڑین ایڑیان فرقت مین چھٹے ۔ کہ پانی تاک نکل آیا زمین سے

۱۳۷ — اودے بھائی ہی پیری میکشی چھوڑ ۔ تعلق کر کے کچھ تقوی و دین سے — ۲۴

نالے جو زور پر مری فرقت مین آئینگے ۔ بارہ دری برج فلک کی گرا ئینگے
اے بت بلا طلب نہ ترے پاس آئینگے ۔ ہم تو نہ بے بلائے خدا کے بھی جائینگے
اے یار خاک پا جو تری دیکھ پائینگے ۔ مانند سرمہ آنکھون مین اپنی لگائینگے

پھولون کے گل یہ تیری محبت مین کھائینگے
ہنگام شب جو خواب مین تشریف لائینگے
اے دل کسی کے جب بُرے ایام آئینگے
جسدم دکھائینگے وہ دندان کی آب و تاب
وہ حال زار ہی کہ سنینگے جو سنگ دل
دست جنون سے ایسی اوڑائینگے دھجیان
سیلاب اشک ہجر مین اپنا اگر بڑھا
وہ رند ہاوہ کش ہین جب اوٹھینگے اپنے ہاتھ
جور و ستم مین دور سمجھتا ہی آپ کو
افسوس یان نہ دیتے ہین جو آج پیاسے
وہ طفل کسے سمجھینگے نہ ہمین یاد آئینگی
سیراب تشنہ کام نہونگے کسی طرح
دل پاک کیا ہی عشق کے صدمون سے اسقدر
مانند نقش پا نہ اوٹھینگے کسی طرح
جور و ستم نہ کیجیے جانے بھی دیجیے
روتون کو سوز غم سے نہ اپنے جلائیے
نالے کرینگے شور و غل ایسا فراق مین
روئینگے جب کہ قامت بالا کی یاد مین
سیراب کب کرینگے وہ مجھ تشنہ کام کو

گلدستہ اپنے ہاتھ کو اے گل بنائین گے
وہ آ کے بخت خفتہ ہمارا جگائین گے
جو خضر راہ ہین وہی رستہ بتائین گے
مٹی مین آبرو وہ گھر کی ملائین گے
آنکھون مین اونکے اشک ابھی بڑھائین گے
اک کوس در حبیب کو دامن سے پائین گے
رتبہ گھٹا کا دیدۂ گریان گھٹائین گے
سیجا پر دعا سے مری ابر چھائین گے
اک دن ہم آسمان کو نیچا دکھائین گے
کل قتل کا مرے وہی بیڑا اوٹھائین گے
مرغ سحر جو وصل کی شب غل مچائین گے
جب آپ تیغ زخم ہمارے چرائین گے
تا زیست اب کسی سے نہ ہم دل لگائین گے
نظرون سے اپنی آپ جو ہم کو گرائین گے
کیون آپ ہم ستائے ہوون کو ستائین گے
پانی مین آپ آگ بھلا کیون لگائین گے
خواب عدم سے سوتے ہوون کو جگائین گے
نالے ہمارے عالم بالا کو جائین گے
یارب مری گلی کو وہ کسدن بسائین گے

بیٹھے ہین پاس حسن پی ہی دھڑکا مگر یہ ہی
وہ اوٹھکے مثل درد ادھرا دل کھائین لے

١٣٨ — ٣١

وعدے کے وقت بڑھکے قیامت سے ہی دبے
اوپر کے دل سے یار کا کہنا کہ آئین گے

عشق وہان تنگ نے یہ گم کیا مجھے
ملتا نہین تلاش سے اپنا پتا مجھے

جسدن فراق تجھسے ہوا دلربا مجھے
اوس روز کو تو زندہ نہ رکھے خدا مجھے

مین ہون مریض عشق قضا ہی شفا مجھے
بڑھکر نہین ہی زہر سے کوئی دوا مجھے

اسی سیمتن نہ وصل سے ہو کیون غنا مجھے
ہی حب کہ تیری خاک قدم کیمیا مجھے

بھٹکا جہان مین نہ کہین بھی پتا چلا
تھی جسکی جستجو وہی دلمین ملا مجھے

تقدیر آزمانے کو جاتا ہون بزم مین
دیکھون وہان غیر کو دیتے ہین یا مجھے

سب پہ کرم ہی ظلم فقط میرے ساتھ ہی
بڑھکر ہی رحم سے بھی تمھاری جفا مجھے

شرمندہ ہون کہ زندہ رہا کیون فراق مین
آتی ہی منھ دکھانے سے اپنے حیا مجھے

مین جانتا کہ زندہ جاوید ہو گیا
ملتا جو بوسۂ لب معجز نما مجھے

گم ہو گئے چورا کے بدن وہ حجاب سے
بھاتی نہین وصال مین ایسی حیا مجھے

تا صبح شام سے مری رہتی ہی یہ دعا
فرقت کی شب کا منھ نہ دکھائے خدا مجھے

دل نعمتون سے سارے زمانے کے بھر گیا
غم کھانے مین ملا ہی کچھ ایسا مزا مجھے

آتا ہی روز دیکھنے وہ غیرت مسیح
بیمار مین رہون نہو یارب شفا مجھے

موے میان ہی میرے لیے اک وبال جان
زلف سیاہ یار ہی کالی بلا مجھے

اے شاہ حسن مرتبہ شاہی کا مل گیا
کہتے ہین جب سے تیرے در کا گدا مجھے

پانون تک اوس نگار کے [illegible]
کیون تو نے اے خدا نہ بنایا حنا مجھے

اے شاہ حسن جب سے ترے در کا ہون گدا
بڑھکر ہے تخت شاہ سے بھی بوریا مجھے

یارب اوسے واس سینہ مین رہتا ہے دل ہت
لیجائے دل لگی کو کوئی دلربا مجھے

جو چیز جس کو چاہیے وہ اوسکو دی گئی
تم کو جفا ازل سے ملی ہے وفا مجھے

مین ہون وہ ناتوان کہ آنے لگی جو نیند
جھوکا ہوا کا نیند کا جھوکا ہوا مجھے

صیاد کے ستم کی کوئی انتہا بھی ہے
پر کاٹ کر قفس سے کیا ہے رہا مجھے

اندیشہ دزد کا ہے نہ کچھ خوف کھنگی
کیا ہی برہنگی کی ملی ہے قبا مجھے

منجدھار مین ہون اور نہ یاور نہ غمگسا
کچھ غم نہین خدا ہے مرا ناخدا مجھے

مشتاق بصورت موسی کھڑا ہون مین
اے بت دکھاوے جلوہ برائے خدا مجھے

مین اور تیری بزم مین دیکھون رقیب کو
وہ دن تو آنکھون سے نہ دکھائے خدا مجھے

شاید کہ میرے دل کے چرانے کی گھات ہے
چوری سے دیکھتا ہے وہ دزد حنا مجھے

گویا کہ بوسہ ملنے سے عمر ابد ملی
لب یار کے ہین چشمۂ آب بقا مجھے

بیٹھا ہون جب کہ سایۂ دیوار یار مین
در کار پھر ہو کس لیے ظل ہما مجھے

مثل حنا جہان مین ہوتا ہین سرخرو
ملتے جو چومنے کو ترے دست و پا مجھے

ہر دم زبان حال سے کہتا ہے یہ حباب
بحر فنا مین ہے کوئی دم کو بقا مجھے

۱۳۹

لکھی جو اے ادیب غزل وصف یار مین
بزم سخن مین کہتے ہین سب مرحبا مجھے

۳۹

اونکے ابرو کو ذرا جنبش اگر ہو جائیگی
دیکھنا دنیا ادھر کی پھر ادھر ہو جائیگی

رونے پر آمادہ جبدم چشم تر ہو جائیگی
سیل آب اشک بڑھکر تا کمر ہو جائیگی

کوتھی بخت سے یہ مختصر ہو جائیگی
وصل کی شب خال شگون اے قمر ہو جائیگی

دونون رخسار ونہین چھائین زلف اگر بہجائیگی
صاف ظاہر صورت شق القمر ہو جائیگی

ذرہ ناچیز ہون ہو جاؤنگا مہر اے قمر
مہربانی آپ کی مجھپر اگر ہو جائیگی

خاک پا اوس گل کی گلگونہ بنائینگے اگر
رونق رخسارۂ شمس و قمر ہو جائیگی

جب دُر دندان دکھائینگے تمہارے آب و تاب
خلق مین طغیانی آب گہر ہو جائیگی

ہی اندھیرا خلق مین جب سے ہی منھ پر موے سر
زلف شبگون رخ سے ہٹتے ہی سحر ہو جائیگی

انگلیان کانونمین دینگے الامان کہکر ملک
دھوم میرے نالونکی یہ عرش پر ہو جائیگی

وصل کی شب حشر کردیگی موذن کی اذان
شور صور آواز مرغان سحر ہو جائیگی

صورت آئینہ قانع ہونگے جو ہین صاف دل
آب دندان خشک سے اونکی گذر ہو جائیگی

ہونگے نالون سے تہ و بالا زمین و آسمان
دیکھ لینا خلق سب زیر و زبر ہو جائیگی

تو اگر آجائیگا پیش دُر دندان یار
آبرو مٹی تری سب اے گہر ہو جائیگی

گھس کے صندل کا لگانا بھی گران ہوگا مجھے
درد سر گویا دواے درد سر ہو جائیگی

مجھکو سب شاعر کہینگے موشگاف نکتہ بین
جب میان شعر توصیف کمر ہو جائیگی

جوش پر آجائیگا جسوقت بحر حسن یار
ناف اوس دریاے خوبی کی بھنور ہو جائیگی

کم نصیبی سے شب وصل ایسی ہوگی مختصر
زلف سے جب رخ کو دیکھینگے سحر ہو جائیگی

آج بھی شب کو نہ آؤگے جو اے رشک قمر
ہمکو تارے گنتے گنتے پھر سحر ہو جائیگی

لاغری ناتوانی میری کھل جائیگی صاف
جب کہ فکر بندش مو سے کمر ہو جائیگی

پا برہنہ سر کھلے اپنا کہتے ہین سودا زلف
زندگی اپنی اسی صورت بسر ہو جائیگی

قائل جامہ دری تب ہونگے اے دست جنون
جیب سے دور آستین جب کس قدر ہو جائیگی

روز نو روز اور شب ہوگی شب قدر اے قمر
عید آجانے سے پھر میرے گھر ہو جائیگی

آج اگر شب کو نہوگا وعدہ ایفا ای قمر
تکتے تکتے سوے در ہم کو سحر ہو جائیگی

بھیک کی روٹی اگر تم دوگے اپنے ہاتھ سے
مجھ گدا کو قرص خورشید سحر ہو جائیگی

جسکو منظور نظر ہوگی تری چشم الف
روتے روتے عمر سب اوسکی بسر ہو جائیگی

سینہ پر دست حنا بستہ اگر رکھدوگے تم
سرد اپنی آتش داغ جگر ہو جائیگی

نشہ مین میخانہ سے باہر نہ نکلا جائیگا
موج مے مجھ مست کو زنجیر در ہو جائیگی

تم اگر کھولوگے جوڑا وصل کی شب میرے گھر
بوے عنبر سارے مین پچھلے پہر ہو جائیگی

عشق کی منزل مین اوٹھنا بیٹھکر ہوگا محال
ضعف سے بار گران گرد سفر ہو جائیگی

دل مین چھپکر دیگی رہ رہکر رگ جان کو خلش
نوک مژگان مجھکو نوک نیشتر ہو جائیگی

حال رونے کا غزل مین جب کرونگا مین رقم
خشک اگر ہوگی زمین شعر تر ہو جائیگی

جان کے جانے کا پھر قطعاً نہوگا مجھکو خوف
خنجر مژگان سے جب قطع نظر ہو جائیگی

کرکے زخمی تو جو ای قاتل چھڑکدیگا نمک
المضاعف لذت درد جگر ہو جائیگی

بخت بھی برگشتہ ہوگا اوس سے پھر جائیگی خلق
جس کسی سے آپکی ٹیڑھی نظر ہو جائیگی

سب مین سہرا سربلندیکا بندھیگا میرے سر
جب کبھی مجھسے مہم عشق سر ہو جائیگی

تیری پامالی سے اپنی سربلندی چاہکر
چاندنی فرش آکے ای رشک قمر ہو جائیگی

وصل کا ہونا ہی کیا مشکل اگر تو چاہیگا
جو نہ ہونی ہوگی وہ بھی ای قمر ہو جائیگی

جب نظر سے ہوکے غائب دل چرالیگی ہوا
دختر رز مجھ رند کو دزد نظر ہو جائیگی

١٤٠

داد ملجائیگی گویا سب غزل کی ای ادیب
اہل جوہر کو پسند اک بیت اگر ہو جائیگی

٢٦

چمن ہی ابر ہی مے ہی بغل مین یار جانی ہی
دلی امید حاصل ہی خدا کی مہربانی ہی

خموشی مین اوسے لطف بہار زندگانی ہی
برنگ غنچہ جس منہ مین زبان بیزبانی ہی

فراق یار مین اسطرح زور ناتوانی ہی
کہ جان زار کا لب پر بھی آنا سرگرانی ہی

بلاشک مسکن شادی وغم یہ دار فانی ہی
کہین غل شادمانی کا کسی گھر نوحہ خوانی ہی

یہ کیا اے مشفق من یک قلم نامہربانی ہی
نہ کوئی خط نہ قاصد ہی نہ پیغام زبانی ہی

ضعیف و زار ایسا ہون کہ مرجانا بھی ہی مشکل
لبون پر جان آسکتی نہین یہ ناتوانی ہی

لب رنگین کی الفت مین لہو روتا ہون روز و شب
بجائے آب اشک آنکھون سے اپنی خونفشانی ہی

شراب روح پرور سے ترے جیتے ہین اے ساقی
مئے جانبخش ہم مستون کو آب زندگانی ہی

دکھے سنگین دلون کا دل سنین پر درد اگر قصہ
ابھی آنکھون سے نیند اوڑ جائے وہ اپنی کہانی ہی

وسی دن سے پھری ہی چشم سب احباب کی ہمسے
تری جس روز سے اے جان جان نامہربانی ہی

ثبات اک دم نہین ہی اپنی نظرون مین کسی شی کو
فلک کو ہم سمجھتے ہین حباب بحر فانی ہی

وہ بلبل ہون کہ قابل رحم کے ہی حال زار اپنا
کٹے ہین پر قفس مین ہون نہ دانہ ہی نہ پانی ہی

لکھا کرتا ہون اثبات دہان تنگ کے مضمون
وہ شاعر ہون کہ مجھپر ختم گویا غیب دانی ہی

نہ کھانا بھول کر بھی اے ہما تو استخوان میرے
سگان کوے جانان کی مرے گھر میہمانی ہی

شباب اے پیر گردون کس قیامت کا ترا ہوگا
بڑھاپے مین تو تجھمین اسقدر زور جوانی ہی

تعجب ہی کہ جیتے ہین نفس کی آمد و شد سے
ہوا کے جھونکون سے روشن چراغ زندگانی ہی

پڑے ہین آبلے چلنے سے چلتی پاؤن مین اپنے
زمین کوے جانان کی تہ ہمنے خاک چھانی ہی

اوٹھانا صدمہ ہجران وبال جان ہی جینے مین
فراق یار مین مرنا حیات جاودانی ہی

ترے کوچے مین بیٹھے ہین مثال نقش پا جم کر
نہ جائینگے کہین اوٹھکر یہی اب دلمین ٹھانی ہی

بلاشک جان دیتا ہی وہ ہوتا ہی جسے سودا
تری زلف سیہ ہی یا بلاے ناگہانی ہی

محبت ہو گئی ہی قامت موزون کی جسدن سی ... دم گلگشت سولی مجھکو سرو بوستانی ہی

چورا کر ہاتھ سے چھلا چورایا نقد جان میرا ... ترا دزد حنا کیا دزد شمع زندگانی ہی

نہ موت آتی ہی فرقت مین نہ وہ بیرحم آتا ہی ... نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ادھر مین زندگانی ہی

لبون پر دم ہی اوٹھ سکتے نہین صدمے جدائی کے ... اجل آئے جو دم بھر کو نہایت مہربانی ہی

مرے زخم بدن سب خندہ زن رہتے ہین اے قاتل ... تری تلوار کا رومال جب سے زعفرانی ہی

۱۴۱ فسانہ ہی ادیب اپنا نہو گا ختم اک شب مین
مرا قصہ نہین ہی الف لیلہ کی کہانی ہی ۳۲

بہے اشک ایسے اپنی چشم تر سے ... ہوا آب سرشک اونچا کمر سے

جو کچھ الفت ہی تو اوس سیمبر سے ... مجھے نفرت ہی مال و سیم و زر سے

ہوئے یہ زار ہم عشق کمر سے ... نظر کی طرح غائب ہین نظر سے

سراپا سوزش دل نے جلایا ... لگی ہی آگ اپنے ہی گھر سے

خط شوق اسقدر لکھ لکھکے بھیجے ... مشابہ گھر ہی اونکا ڈاک گھر سے

خدا جانے سفر درپیش کب ہو ... بندھا توشہ رہے ہر دم کمر سے

مگر ملک عدم کے پار نکلی ... ہوئی زلف رسا پیچی کمر سے

کہینگے سب کہ ہی خورشید محشر ... ہٹا پھاہا اگر داغ جگر سے

نہ آیا وصل کی شب بھی ہمین چین ... دھڑکتا دل رہا خوف سحر سے

بجا گھڑیال جب صبح شب وصل ... لگی اک چوٹ سی لیکن جگر سے

وہ میکش ہون عادی ایسے جو مانگون ... ابھی میخانہ پر ابر آکے برسے

نہین کونین مین اوسکا ٹھکانا ... گرا ہی یار جو تیری نظر سے

نہوگا عشق مژگان ترک پھر بھی ۔ اگر تیرون کا ہم پر مینھ برسے
جہان بیٹھے وہین مسکن ہی اپنا ۔ کہ ہین خانہ بدوش آزاد گھر سے
کرون تیرا کہان تک شکر یارب ۔ دیا ہی مجھکو سب کچھ اپنے در سے
مثال نقش پا بیٹھے ہین جم کر ۔ کہان اب جائین اوٹھکر تیرے در سے
خوشا قسمت نہ ہے تقدیر اوسکی ۔ کبھی جو سر نہ سر کے اوسکے در سے
تعجب کیا ہی قصر چرخ جلجائے ۔ ہماری آہ سوزان کے شرر سے
نہ صندل ہی نہ گھسنے کا بکھیڑا ۔ گیا سر چھوٹ گئے ہم دردسر سے
ہوا غصہ بہت وہ رشک خورشید ۔ جب اوسکے رخ کو دی نسبت قمر سے
جو ہین پر نور ہین اونکے چاند سورج ۔ چمک مین بڑھکے شمس و قمر سے
قیامت ہی عدو کو اوسکا ہو وصل ۔ مرا دل دیکھنے کو جسکے ترسے
پری نے طرز اور آہو نے شوخی ۔ اوڑائی تیری چشم فتنہ گر سے
جب آئی فصل گل دست جنون سے ۔ گریبان پھاڑ ڈالا ہم نے کمر سے
بچھائین راہ مین ہم جسکی آنکھین ۔ وہی دیکھے ہمین ٹیڑھی نظر سے
شب وعدہ کٹی ہی جاگنے مین ۔ پلک جھپکی نہین ہی رات بھر سے
کہان جاتا ہی تو او ناوک یار ۔ اوتر آجا نہ دلین جگر سے
کڑی منزل بہت ہی دیکھین کیا ہو ۔ نہین کچھ پاس ہی زاد سفر سے
ہر اک کے رشتہ الفت کو اب توڑ ۔ ادھر سے قطع کر دے جوڑ اودھر سے
شب فرقت کی بیتابی کہون کیا ۔ ق ۔ یہی ہی حال بیتاب رات بھر سے
کبھی یہ پہلو اوس پہلو سے بدلا ۔ کبھی تکیہ ادھر رکھا اودھر سے

۱۴۲ دلی امید برآئی ہی شاید ۳۷

ادیب آج آتے ہو خوش خوش ادوہر سے

بخت خفتہ جگے بیدار ہو قسمت اپنی
خواب مین وہ جو دکھاوین ہمین صورت اپنی

صدمہ ہجر مین ہی موت سی راحت اپنی
تلخ فرقت مین ہی جینے کی حلاوت اپنی

ایسے بیدرد پر آئی ہی طبیعت اپنی
ہی غنیمت جو بچے جان سلامت اپنی

بادہ خوار رہین زہاد کے ہی عزت اپنی
خدمت پیر مغان سے ہوئی عظمت اپنی

رنج فرقت سے دگرگون ہوئی حالت اپنی
غم کی تصویر بنی ہجر مین صورت اپنی

سمجھین دوزخ کو ترے حکم سے باغ جنت
تو جو ذلت بھی ہمین دے تو ہی عزت اپنی

قتل عشاق ہی جس شوخ کے مذہب مین ثواب
اوس جفا کیش پہ آئی ہی طبیعت اپنی

کسطرح دیکھیے ہوتا ہی ہمرا اوسکا نباہ
تندخو یار ہی نازک ہی طبیعت اپنی

کہکے اک بات بری کیون سنین ناخوش باتین
مثل سچ ہی کہ ہاتھ اپنے ہی عزت اپنی

پانون پھیلائے پڑے چین سے ہم سوتے ہین
خانۂ عیش سے کچھ کم نہین تربت اپنی

ملتے ہین ہم کف افسوس پئی نقد شباب
وای تقدیر کہ گم ہو گئی دولت اپنی

اثر جذبۂ الفت کو ہم اوسدم مانین
یار کے دل مین کرے گھر جو محبت اپنی

جائیے دیکھ لیا ہی یہ دکھانیکی فقط
آپ سے ملنے دین بس اب مہر عنایت اپنی

آتش عشق نے جسد سے سراپا پھونکا
شمع کی طرح ہوئی رونیکی عادت اپنی

صدمۂ سوز تب غم جو اوٹھاتا ہی کبھی
جان جانے کو سمجھتا ہی وہ صحت اپنی

ای طبیبو ہی مرض مجھکو تب فرقت کا
ہو گی عناب لب یار سے صحت اپنی

روز آتا ہی عیادت کو مرے گھر وہ مسیح
عمر بھر مجھکو نہین چاہیے صحت اپنی

الامان نار جہنم کے بھی منھ سے نکلے
ہم دکھانے پہ اگر آئین حرارت اپنی

جانے پھر آپ کو ہر چیز سے بڑھکر ناچیز
سمجھے انسان اگر دل مین حقیقت اپنی

غم غلط کرنے کو مل بیٹھتے ہین اہل سخن
سچ جو پوچھو تو غنیمت ہی یہ صحبت اپنی

آتش رشک سے خورشید قیامت جل جائے
داغ دل اپنے دکھائین جو حرارت اپنی

ضعف سے جان لبون پر بھی نہین آسکتی
بڑھ گئی ہی تب غم مین نقاہت اپنی

کیا قیامت ہی کسی طرح نہین کٹتی ہی
بڑھ گئی حشر کے دن سے شب فرقت اپنی

تیری دیوار کا سایہ جو ہو پر تو افگن
ای شہ حسن ہما سے سمجھے سعادت اپنی

ایک تھا سایہ جو ہمدم نہین اوسکا بھی پتا
تیرہ و تار ہی ایسی شب فرقت اپنی

جیتے ہین ہم ہی جان بخش ہی اہد محروم
اوسکی تقدیر بری اچھی ہی قسمت اپنی

روز آنکھون مین لگاتے ہین مثال سرمہ
خاک پا سے تری بڑھتی ہی بصارت اپنی

منتظر شام سے تیرے رہے ہم تا بسحر
آج آنکھون مین کٹی ہی شب فرقت اپنی

ایک دم بیٹھ کے اوٹھ گئے جانے کو گھر سے
سبب کہا ہین یہ کیا ہے طبیعت اپنی

بعد میرے نہین جب کوئی بھی ملتا غمخوار
قبر پر آکے بہت روتی ہی حسرت اپنی

کھو اہی میکشو ہشیار کہ میخانے سے
شیخ دستار نہ لیجائے سلامت اپنی

کچھ نہ شیخی چلی اوس بت کو کیا ہی سجدہ
شیخ جی سب کو دکھاتے تھے مشیخت اپنی

سن کے ہوتا ہی ملول اور وہ رو دیتا ہی
جب سے کہتا ہون شب غم کی مصیبت اپنی

دیدہ غور سے دیکھا تو یہ معلوم ہوا
پی اکشفقت نہین کچھ بھی ہی حقیقت اپنی

یہ لب بام سے اوس شوخ کے آتی ہی صدا
سر بام اعظم سے بہت بڑھ گئی رفعت اپنی

سر جھکائے کھڑے مقتل مین ہین پیش قاتل
تیغ خم گشتہ ہی محراب عبادت اپنی

١٤٣ صدمہ سوز تب غم کا یہ اوٹھایا ہی ادیب ١٤
جان جانے کو سمجھتا ہون میں صحت اپنی

طویل ایسی زلف رسا ہو گئی
کہ عمر خضر سے سوا ہو گئی

چھپا کرتی ہے محتسب سے مدام
مگر دخت رز پارسا ہو گئی

کہون حال صبح شب وصل کیا
قیامت گجر کی صدا ہو گئی

گئی جان دیکھا جب انداز یار
ادا آمیر حق مین قضا ہو گئی

عیادت کو آیا وہ رشک مسیح
تب غم سے مجھکو شفا ہو گئی

نہین پاتے بجز نام ہم کہین
زنا غیمین عنقا وفا ہو گئی

مریض محبت اب اچھا ہوا
کہ بیمار سے لا دوا ہو گئی

سہارا پی ضعف پیری ہوا
مری آہ مجھکو عصا ہو گئی

مصیبت جدائی کی ایسی پڑی
مری روح دم مین جدا ہو گئی

گرا دو ذرا او ڑا کر مرا جسم زار
یہ آندھی نفس کی ہوا ہو گئی

تری چین پیشانی ہی یہ جبین
مجھے موج آب بقا ہو گئی

اجل کیون نہین آتی ہے ہجر مین
مگر غرق بحر فنا ہو گئی

کیا نظم شوق شہادت کو جب
زمین غزل کربلا ہو گئی

ذرا ہی ستمگار دلمین تو سوچ
جفا تیری حد سے سوا ہو گئی

١٤٤ نہین کاٹے کٹتی ہے آئی ادیب
شب ہجر کالی بلا ہو گئی ١٧

کیا خجالت مین ہر اک لعل یمن آتا ہی
وصف لب کا مرے لب پہ جو سخن آتا ہی

صید کو جب وہ مرا صید فگن آتا ہی
سر لیے ہاتھ مین ہر ایک ہرن آتا ہی

شب کو سوتا نظر آتا ہی مجھے خواب و خیال
یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہی

سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن
جب وہ گلرو پی گلگشت چمن آتا ہی

بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے
یاد جب خندۂ گلہاے چمن آتا ہی

کوے قاتل مین یہ مشتاق شہادت ہی خلق
کہ ہر اک باندھے ہوے سر سے کفن آتا ہی

ہم دکھائین جو اثر جذبۂ دل کا اپنے
ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہی

مین وہ وحشی ہون کہ آتے ہین جب ایام بہار
تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہی

نام کو تار کفن دست جنون سے نہ رہا
قبر پر میری عبث وزد کفن آتا ہی

سن کے صیاد جگر تھام لے یہ درد اوٹھے
ہمکو وہ نالۂ مرغان چمن آتا ہی

شعرا ہیچمدان بنتے ہین ہو کر خاموش
چپکی لگ جاتی ہی جب ذکر دہن آتا ہی

غیب کے راز کا عقدہ نہین کھلتا ہرگز
فہم مین کسکے معماے دہن آتا ہی

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل تر او سکو
زیر پا اپنے اگر خار وطن آتا ہی

واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق ای صیاد
دام مین اوڑکے ہر اک مرغ چمن آتا ہی

بول اوٹھتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کہکر
شیشۂ محفل مین اگر نہ پہ دہن آتا ہی

شبنم انجام کو جب سوچتی ہی روتی ہی
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی

۱۲۵

کیا چھری چلتی ہی غیرون کے کلیجے پہ ادیب
جب مرے قتل کو وہ تیر فگن آتا ہی

۲۱

بزم مین عارض روشن وہ دکھانے آئے
شمع کو آتش حسرت سے جلانے آئے

اپنی رخصت کا نہین حال سنانے آئے
ہان وہ روتے ہوون کو ورلانے آئے

کبھی ایفا نکیا وصل کا وعدہ تم نے
آج پھر کل کی طرح باتین بنانے آئے

بحر ہستی مین ہین انسان حباب لب جو
ایک دم کے لیے گھر کیون نہ بنانے آئے

سن کے حال دل پر درد ہوئے بیتاب
بال کھولے ہوئے وہ گھر سے بلانے آئے

بہ گیا گھل کے بدن ہجر مین سب آنکھون سے
خانۂ تن کو مرے اشک بہانے آئے

کیون نہ محفل سے پریزادون کو ہین شرمند
چٹکیون مین وہ حسینون کو اڑانے آئے

دفن کو آکے کبھی اور نہ لائے تشریف
ہائے وہ آئے تو مٹی مین ملانے آئے

وعدۂ آنے کا کیا گھر مرے خوش چشمون نے
راہ مین دل کی ہم آنکھون کو بچھانے آئے

لوگون کو مجمع بحرین کا ہو جائے یقین
وہ یم حسن جو دریا مین نہلانے آئے

اے بتو سنگدلی چھوڑ دو ہے سخت گناہ
کیون دل نازک عشاق دکھانے آئے

پاس بیٹھا جو مین ہم بھر تو ہوئے رنجیدہ
خوش ہو غیرون سے جو وہ چھاونی چھانے آئے

صدمہ باتون سے نصیحت کی مجھے ہوتا ہے
ناصحو کیون مرے تم دل کو دکھانے آئے

شرع کیوقت کھلا پردے سے کب یار وہ رخ
منہ مرا جس گھڑی احباب چھپانے آئے

مسکرانے لگے غنچے تو ہوئے گل خندان
باغ مین تازہ شگوفہ وہ کھلانے آئے

شمع گریان کے سوا کون ہے ایسا دلسوز
سوز دل پر جو مرے اشک بہانے آئے

تو وہ گل ہے کہ نہ جائے جو گلستان کی طرف
باغ مین باد صبا خاک اڑانے آئے

باغ فردوس کی وہ دید کے بھوکے ترسے
جو ہوا کوچۂ دلدار کی کھانے آئے

اے گل اندام اگر تو ہی نہ ہو گلشن مین
پھر چمن مین کوئی کیا خاک اڑانے آئے

کوچۂ یار مین بیٹھے ہین قدم توڑ کے ہم
جسکو دعوا ہوا وہ اٹھانیکا اوٹھانے آئے

۱۴۶

دشمنی دلمین ہے ظاہر مین محبت ہے ادیب
جھوٹی قسمین جو مرے سر کی وہ کھانے آئے

۳۶

غافلو ہی فکر بیجا گھر بنانے کے لیے
اس سرائے دہر مین آئے ہو جانے کے لیے

منعمو کیون جان دیتے ہو خزانے کے لیے
مال و زر ہی زیست مین کھانے اوڑانے کے لیے

ہم ہوا خواہون سے لاکھون عذر آنے کے لیے
تم مگر آندھی ہو گھر غیرون کے جانے کے لیے

بھیس مین پیرے جو موت آئے بلانے کے لیے
جان سے حاضر ہین ہم اے جان جانے کے لیے

اے جنون گھر دوڑتا ہی کاٹے کھانے کے لیے
کیون نہ کپڑے پھاڑین ہم صحرا کے جانے کے لیے

ہو سفر در پیش اودھر کا اک زمانے کے لیے
چلدیا کوئی کھڑا ہی کوئی جانے کے لیے

ہوگیا وہ ایک ہی دم مین حباب آسا فنا
بحر ہستی مین جو آیا سر اوٹھانے کے لیے

صورت نقش قدم بیٹھے ہین کوے یار مین
ہو کسی کا منھ تو آجائے اوٹھانے کے لیے

ہوگیا تاریک نظرون مین مثال شب جہان
جب کہا صبح شب وصل اوسنے جانے کے لیے

تو ہی وہ خوش چشم جو کہدے تو تیری راہ مین
آنکھون سے آئین غزال آنکھین بچھانے کے لیے

پڑھتے ہین اشعار توصیف دُر دندان مین ہم
آبرو گوہر کی مٹی مین ملانے کے لیے

کوچہ قاتل کا کیا اللہ اکبر شوق ہی
سر کے بل جاتے ہین عاشق سر کٹانے کے لیے

تشنہ شوق شہادت ہون لبون پہ جان ہی
آب خنجر حلق مین لاؤ چوآنے کے لیے

دن مصیبت کل سے کٹا دیکھین کٹے کسطرح رات
پھر شب ہجر آئی ہی آفت اوٹھانے کے لیے

خواب مین شب کو قدم رنجہ کیا اوس ماہ نے
بخت خفتہ کو مرے آیا جگانے کے لیے

دیکھکر اون کو گل و بلبل مین رنجش ہو گئی
باغ مین آئے وہ تازہ گل کھلانے کے لیے

یاد مین زلف مسلسل کی ہر اک نالہ مرا
عرش کی زنجیر جاتا ہی ہلانے کے لیے

جب سے دیکھا ہی خط پشت لب جان بخش یار
خضر و عیسی پھرتے ہین زہر کھانے کے لیے

سینے کو آب دم خنجر مری قسمت مین ہی
برچھیون کے پھل مقدر مین ہین کھانے کے لیے

کوئے جانان سے جو آیا ہون تو مردم سیر گھر
آتے ہین قدمون کو آنکھون سے لگانے کے لیے

وائے قسمت کب اوٹھائی یار نے منہ سے نقاب
نزع مین جب لوگ آئے منھ چھپانے کے لیے

روئے صافی سے ترے نادم ہی ای آئینہ رو
آئینہ کیا روبرو ہو منھ دکھانے کے لیے

وائے بیدردی کہ فصل گل مین پیش عندلیب
توڑتے ہین غنچے گلچین دل دکھانے کے لیے

وہ طلسم انسان ہی حق نے جسے پیدا کیا
جلوہ خورشید ذرے مین دکھانے کے لیے

دیکھکر میرا دل پر داغ کہتا ہی وہ گل
خانہ باغ اچھا ہی میرے آنے جانے کے لیے

مٹھیان غنچون کی بند اچھی نہین گلزار مین
ای گلو زر ہی تو گل چھرے اوڑانے کے لیے

چشم گریان سے بہایا ہم نے طوفان سرشک
ابر دریا بار کا رتبہ گھٹانے کے لیے

حیف اوس رزاق پر تکیہ نہو انسان کو
رزق دے کیڑے کو پتھر کے جو کھانے کے لیے

بخت برگشتہ ہمارا جب کبھی پھر جائیگا
ہم خفا ہون گے وہ آئینگے منانے کے لیے

قاتلو مقتل مین ہمکو کیون لگے اب بھوک پیاس
آب خنجر پینے کو ہی زخم کھانے کے لیے

دل دکھے ایسا کہ شب کو نیند اوڑ جائے تری
قصہ پر درد جو بیٹھون سنانے کے لیے

لگ گئے ہم اوس شمع رو کے جلکے سوز عشق سے
سوز کا واسوخت پڑھتے ہین جلانے کے لیے

غیب سے گھر بیٹھے پونہچتا ہی رازق اوسکو رزق
آسیا آتا نہین پھرتا جو دانے کے لیے

ہمصفیر وہین رہا ہونیکی سب خبرین غلط
آتے ہین صیاد بے پر کی اوڑانے کے لیے

دوستون مین سے لحد پر شمع گریان کے سوا
اک نہ آیا حیف دو آنسو بہانے کے لیے

رزق بھی دیگا وہی پیدا کیا جسنے اویب
التجا ہم کیون کرین منعم سے کھانے کے لیے

لکھی جب سے صفت خیر البشر کی
چمک مطلع مین ہی نور قمر کی

شب ہجر اسطرح ہمنے بسر کی
ادھر کی لی کبھی کروٹ اودھر کی

نپوچھو خانہ بربادون سے گھر کی
جہان جا بیٹھے عمر اپنی بسر کی

ابھی تک عمر غفلت مین بسر کی
اد بیاب چاہیے کچھ فکر اودھر کی

شب فرقت کی بیتابی نپوچھو
بدلکر کروٹین ہمنے سحر کی

خجل ہی گرمی خورشید محشر
حرارت دیکھنا داغ جگر کی

ہوا روشن کہ نکلا شب کو خورشید
رخ پر نور سے جب زلف سر کی

سرا دہر مین رہنا نہین ہی
عبث ہی غافلو تعمیر گھر کی

نہ جھپکائی پلک سون شب ہجر
مدام اختر شماری مین سحر کی

مسافر خانۂ دنیا مین آکر
کمر باندھے رہو ہر دم سفر کی

کوئی پھرتا نہین جا کر وہان سے
خبر کیونکر ملے اہی دل اودھر کی

دُر دندان سے جو دعوا اکڑتا
نہ ہوتی آبرو مٹی گہر کی

لب رنگین کی فرقت مین ہیرو
بہائین ندیان خون جگر کی

دل ویران مین وہ آ کے ہین تشریف
نہے قسمت ہمارا اوجڑ گھر کی

نہین جلتی بیان سوز دل مین
زبان شمع ہی گویا کٹہ بھر کی

دکھے یہ دل نہ آئے نیند تم کو
کہانی جو کہون درد جگر کی

وہ لاغر ہین کہ ہم ہو جائین پامال
اگر ٹھوکر لگے پاے نظر کی

نکیون پیری مین وصل نوجوان ہو
دعا مقبول ہوتی ہی سحر کی

نہ تم آئے نہ موت آئی شب ہجر
رگڑ کر ایڑیان ہمنے سحر کی

وہ قانع ہین نہ دیکھی نعمت غیر
ہمیشہ سوکھے ٹکڑون پر گزر کی

شب سمجھے خلعت شاہی کو کچھ مال
پھٹے کپڑوں میں عمر اپنی بسر کی

١٤٨

دل ویران ہیں وہ لائیں تشریف
نہ پہنچے بے ادب اوس آج گھر لگ گئی

٣٤

شب کا سونا خواب ہے دن ہمیں کیونکر ملے
چونکہ آنکھوں کا ہے تارا وہ قمر کیونکر ملے

بلکہ قلم جب نامہ و پیغام کی ہے راہ بند
دوستو اہل وطن کی پھر خبر کیونکر ملے

مثل خنجر سرنگوں قاتل ہے پئے قتل سے
فرط بے جرمی سے نادم ہے نظر کیونکر ملے

یہ تو فرماؤ کہ الفت کس طرح کی غیر سے
داغ دینے کو ہمیں تم سا قمر کیونکر ملے

رو دیے سنگ بتان سنگ دل بے اختیار
عاشقوں کو نالہ ہے بے اثر کیونکر ملے

پہلے ہی تدبیر کرنا تھی سر ادھر میں
وقت چلنے کے بھلا زاد سفر کیونکر ملے

اوس قمر عارض سے ہے فرق زمین و آسمان
ہم تلے کوٹھے کے ہیں وہ بام پر کیونکر ملے

بخت خفتہ کو جگائیں تا صبح بیسالی کریں
اے بتو ہم کو تمہارا سنگ در کیونکر ملے

وصل کی شب شام سے چلا کے بھور اسکے یا
ذبح کر ڈالوں ابھی مرغ سحر کیونکر ملے

کس جگہ ڈھونڈھوں کہاں جاؤں پتا ملتا نہیں
دل چرایا ہے مرا دزد نظر کیونکر ملے

نامہ اوس سیمین بدن کا کاغذ زر ہی مگر
ہاتھ میں خط ہے مزاج نامہ بر کیونکر ملے

آتش سودا سے جب جلکر ہوئے ہوں مشت خاک
دھوپ میں پھر سایہ شاخ شجر کیونکر ملے

دیدہ و دل میں لگائیں اپنے مثل توتیا
یا الٰہی ہم کو اوسکی خاک در کیونکر ملے

خانہ بربادی ہے مجھ وحشی کی جب تقدیر میں
خانہ زنجیر میں رہنے کو گھر کیونکر ملے

صبح آنے کا ہے وعدہ اوس مسیح وقت کا
ہم ہیں بیمار ایک دو دم کے سحر کیونکر ملے

چھین کر قاتل سے پھیریں حلق پر شوق ہے
یا الٰہی خنجر بیداد گر کیونکر ملے

دلمین حسرت ہی کہ تیری طرح پاؤن آبرو
یار کی حلقہ بگوشی ای گہر کیونکر ملے

کامیاب آئے گئے جب غیر ملنے کے لیے
عید کے تم چاند تھے روز ای قمر کیونکر ملے

شب کو آیا دیکھنے داغ دل سوزان وہ ماہ
یا الٰہی رات کو شمس و قمر کیونکر ملے

ہجر مین ای بت ترے صدمے اوٹھانے کے لیے
کیا کرین تدبیر پتھر کا جگر کیونکر ملے

صبح ہوتے ہی گیا گھر سے مرے وہ رشک ماہ
چاک کر ڈالون ابھی جیب سحر کیونکر ملے

لکھے گئے اوس بت کے حسن پاک دندان کی صفت
چاہیے بہر وضو آب گہر کیونکر ملے

ہو کے لاغر ہجر مین غائب نظر سے ہو گئے
جسم زار اپنا اجل کو عمر بھر کیونکر ملے

دل ہی طالب خنجر دست ملیحی رنگ کا
بے نمک کے لذت زخم جگر کیونکر ملے

آگئی یاد رخ و گیسوے جانان وقت صبح
آج دونون وقت ہنگام سحر کیونکر ملے

اوس مسیحا کا نہ جب ڈھونڈھے سے ملتا ہو پتا
نبض مجھ بیمار کی دو دو پہر کیونکر ملے

نخل طوبی کی نہ ٹھہری اصل جب ای حور وش
تیرے قد قامت کا جنت مین شجر کیونکر ملے

تیرے بیمار تب فرقت کو دق کرتی ہی رات
ای مسیحا فرصت کار سحر کیونکر ملے

جب نہ تار نظر سے اک سر مو اوسمین فرق
موشگافون کو ترا موے کمر کیونکر ملے

گرد بادون کیطرح چکر مین ہین خانہ بدوش
دلمین دلبر کے ہمین رہنے کو گھر کیونکر ملے

یا الٰہی خار مژگان کسطرح کھٹکین مدام
جس سے ہو دل کو خلش وہ نیشتر کیونکر ملے

ہو وہ بیمار شب فرقت کہ کہتے ہین طبیب
اس مریض ہجر کو دیکھین سحر کیونکر ملے

بے قناعت گوہر مقصد کبھی ملتا نہین
سیپ کو دیکھو تو دریا مین گہر کیونکر ملے

١٤٩

اوڑ رہی ہی خاک اس بحر غزل مین ای ادیب
یہ زمین خشک ہی مصراع تر کیونکر ملے

٢٤

تم جان سے بھی بڑھکے ہوا ای جان جان مجھے
آتی نہین زیادہ چنین و چنان مجھے

رہتا ہی غم یہ ہر گھڑی ای جان جان مجھے
تمنے کبھی نہ آکے کیا شادمان مجھے

غم نے فراق کے یہ کیا ناتوان مجھے
تار نفس ہی ضعف سے بار گران مجھے

وہ ناتوان ہون بار ہی خواب گران مجھے
چھوکے جو نیند کے ہین وہ ہین انیٹھیان مجھے

یارب تجھی مدد دے نہ پونہچے ذرا گزند
جسدم گراے توسن عمر روان مجھے

گلبرگ سی لبون پر اگر اپنے وہ ملین
مسی دکھائے آتش گل کا دھوان مجھے

ہین عندلیب زار کہان یہ قفس کہان
لایا ہی آب و دانہ اوڑا کر یہان مجھے

پیکان ہین غنچے ہجر مین خنجر ہین برگ گل
پھولون کے ہار زخمون کی ہین ہیٹھیان مجھے

میخوار یاد کرتے ہین کیا وقت میکشی
مانند شیشہ آتی ہین کیون ہچکیان مجھے

تاکید ضبط گریہ ہی صیاد و ظلم پر
ای شاہ حسن تم تو ہو چنگیز خان مجھے

ہی فصل گل یہ دست درازی کرای جنون
دامان و جیب آئین نظر دہجیان مجھے

مرغ سحر کا شور قیامت ہی صبح وصل
آواز صور کی ہی صدای اذان مجھے

اسطرح اوٹھے مین بھی وہ نازک مزاج ہون
سنگ گران سے بڑھکے ہی بار زبان مجھے

سوے میان عشق نے کرکے نحیف و زار
مثل نظر نظر سے کیا ہی نہان مجھے

گھر قید خانے سے بھی ہی بڑھکر فراق مین
ہی موج بحر اشک روان بیڑیان مجھے

باریکی میان و دہن کے لکھے جو وصف
کہتے ہین شاعران جہان نکتہ دان مجھے

گلہاے داغ عشق کی طرفہ بہار ہی
گلچین کا ڈر ہی اور نہ خوف خزان مجھے

یوسف کی طرح گر کے نکلتا نہین کبھی
ملتا جو کاش اونکے ذقن کا کنوان مجھے

ضبط فغان سے جان کے جانے کا خوف ہی
ٹھنڈا نکردے گرمی سوز نہان مجھے

ایسا نحیف و زار ہوا ہون کہ دیکھیے لیجائے اشک چشم بہا کر کہان مجھے
تب مکشی سے سیر ہون مین نہ بادہ نوش دے جب کلید میکدہ پیر مغان مجھے
ق مین نے کہا جب اون سے یہ کرکے سوال وصل ہان کہہ کے ایک دن تو کرو شادمان مجھے
بولے کہ جز نہین کے مین کسطرح ہان کہون استاد نے پڑھائی نہو جبکہ ہان مجھے

۱۵۰ بحر روان سے بڑھکے سمجھتا ہون مین ادیب میرے خدا نے دی ہی وہ طبع روان مجھے ۱۹

قبول گریہ و عا ای کریم تو میری کہ میری طرح ہوا اوس کو بھی آرزو میری
یہی ہی شوق شہادت مین آرزو میری کہ زیر تیغ رہے ہر رگ گلو میری
در خوشاب یہ کہتا ہی کان مین اوسکے بڑھی ہی حلقہ بگوشی سے آبرو میری
ہوا ہی گیسوے پیچان یار کا سودا اسی سبب سے ہی پیچیدہ گفتگو میری
جو باتین بزم مین کین یار زلف جانان کی خموش شمع ہوئی سنکے گفتگو میری
جو جان جائے تو جائے نہین کچھ اس کا ڈر مگر خدا کرے رہجائے آبرو میری
فلک ہی دشمن جان سر ای کریم بچا زمین پاؤن تلے کی بھی ہی عدو میری
جو تم سے باتین کرون اپنے شوق سجدے کی کٹے حیات نہو ختم گفتگو میری
چلیگی اون سے کسی روز خوب ہی تلوار جو غیر پھر کبھی کاٹین گے گفتگو میری
ہزار حیف وہ آئے تو دفن کرنے کو بر آئی بھی تو پس مرگ آرزو میری
وہ ہر جگہ تو ہی لیکن کہین نہین ملتا ہوئی تلاش مین گم آپ جستجو میری
وہ آئین دفن کو اسدم مین جان دیتا ہون بچیگی دینے سے مٹی کے آبرو میری
نشان ڈھونڈھینگے اوس بے نشان کا تا حشر نہ پاؤن توڑکے بیٹھیگی جستجو میری

بس اتحاد و محبت کا ہی کمال یہی — مین تیری شکل نظر آؤن اور تو میری
زبان حال سے کہتا ہی داغ عشق بتان — بجھاؤنگا کبھی ہو لالہ کشت و شو میری
خدا کرے کہ سلامت رہے نہ ہو برباد — برائے نام ہی تھوڑی سی آبرو میری
دہن کے نقطۂ موہوم کا ثبوت نہین — فلاسفہ سے ہی مدت سے گفتگو میری
نہین ہی آئینہ سر مو بھی فرق ہو گئے ملول — جو سرگذشت سنینگے وہ مو بمو میری

۱۵۱ ادیب لطف زبان بھی ہو استعارہ بھی — غزل یہ جائیگی دلی و لکھنؤ میری ۲۶

مناؤن خیر مین جنکی گھڑی گھڑی کے لیے — ستم ہی وہ رہین آمادہ دشمنی کے لیے
جو میکدے مین گئے چھپ کے مے کشی کے لیے — وہ رند ہون کہ قدم لئے ہین شیخ جی کے لیے
رہا جو کرتے تھے آمادہ دشمنی کے لیے — زہے نصیب وہی آئے ہین آشتی کے لیے
جو کافی الفت دندان ہو جانکنی کے لیے — پھرین جہان مین کیون ہیرے کی کنی کے لیے
تمہارے آنے سے وہ آج آئی ہی صد شکر — دعائین مانگتے رہتے تھے جس گھڑی کے لیے
جہان مین تلخ نہ کسطرح جان شیرین ہو — مثال کوہکن آئے ہین جانکنی کے لیے
سفر عدم کا ہی تنہا ہین دیکھیے کیا ہو — کھڑا ہی راہ مین ہر ایک رہزنی کے لیے
خیال دلمین ہمارے ہی تیغ قاتل کا — یہ شیشہ خوب ہی رہنے کو اس پری کے لیے
کہا یہ شمع سے پروانہ نے دم آخر — کہ خاک ہوتے ہین جل بھن کے یون کسی کے لیے
بجائے فرش بچھائین ہم اپنی آنکھون کو — وہ آئین گھر مین ہمارے جو دو گھڑی کے لیے
مئے دو آتشہ کی کیفیت ہوئی حاصل — جو بوسہ لب میگون شراب پی کے لیے
کمال حسن پہ اے ماہ چند روزہ ہی — عبث غرور ہی دو دن کی چاندنی کے لیے

شب فراق مین اللہ رے میری تنہائی
نہین ہو سایہ بھی ہمراہ ہمدمی کے لیے

فلک سے ماہ بچھانے کو چاندنی لا دے
وہ رشک ماہ جو دے حکم چاندنی کے لیے

بتون کی سخت کلامی بھی سخت پتھر ہی
ہمارے شیشۂ دل کی شکستگی کے لیے

سوال وصل جو اوس شوخ نے سنا تو کہا
تمہارے گھر نہین آتے تھے ہم اسی کے لیے

دیا ہی درد محبت جو تو نے ای خالق
تو دل بھی چاہیے پتھر کا آدمی کے لیے

ہمیشہ بیٹھتے ہین گلکر خون کے غنچون مین
ہم اپنے غنچۂ دل کی شگفتگی کے لیے

وصال یار کے سامان اوس سے بڑھکر ہین
ہوئے تھے ہند مین جو جشن جوبلی کے لیے

وہ زار ہون مجھے دیکھین گے تب مرے احباب
جو خردبین لگائین گے لاغری کے لیے

شب فراق مین گھبراون کسطرح تنہا
خیال یار کا ہر دم ہی دل لگی کے لیے

خوشی سے سینہ مین دل ہاتھ بھر کا ہو جاے
جو دل کا آئینہ لے لین آرسی کے لیے

وہ زہرہ طلعت اگر نقد جان بھی دیکے لے
زیادہ نفع ہی آئین بھی مشتری کے لیے

گیا رقیب سیہ رو کو اونسے گھر مین مقیم
جگہ بہشت مین ٹھہرائی دوزخی کے لیے

جو موت آگئے تو مین سمجھون عمر خضر ملی
وہ اور ہونگے جو مرتے ہین زندگی کے لیے

١٥٢ — ١٩

اونھین سے داد طلب ہو مشاعرہ مین ادیب
غزل کہی ہی صفیر مکرمی کے لیے

ہوگئے برباد جو خاک در جانان ہونگے
سرمۂ چشم دل و دیدۂ انسان ہونگے

مستعد قتل کو جب خنجر مژگان ہونگے
لاکھون سے کینگے پر سیکڑون بیجان ہونگے

ہوگئے آزاد اسیری دو عالم سے وہی
تیرے پھندے مین جو ای گیسو پیچان ہونگے

عید قربان کی خوشی ہوگی ہمین مقتل مین
گلے ملنے کو اگر خنجر مژگان ہونگے

یاد آئیگی جو قاتل کی ملیحی رنگت
دہن زخم مرے شکل نمکدان ہونگے

لکھتے لکھتے نہ خط شوق اونھین ہوگا ختم
اک قلم صرف جو عالم کے نیستان ہونگے

گرد کی طرح نچھوڑینگے لپٹ کر دامن
خاکساری سے جو خاک در جانان ہونگے

ہم گدا تورکے جب پاے قناعت بیٹھینگے
ہاتھ اوٹھا کر نہ زر و مال کے خواہان ہونگے

پرنیان سمجھینگے صرف اپنے پھٹے کپڑون کو
سوکھے ٹکڑے بھی ہمین نعمت الوان ہونگے

اوسکی فرقت مین اگر سوکھکے ہونگے کانٹا
دامن یار سے ہم دست و گریبان ہونگے

ہم نہین چھوڑینگے ان کانٹون سے صحرا گردی
پانون مین چبھکے اگر سر سے نمایان ہونگے

نظر مہر سے اے مہر جو دیکھا تو نے
ذرے کوچے کے ترے مہر درخشان ہونگے

اے جنون دشت نوردی نہ چھٹیگی ہم سے
سد رہ لاکھ اگر خار مغیلان ہونگے

جگر و دل کی کشاکش مین پڑینگے ہم آکر
جاگزین سینہ مین قاتل کے جو پیکان ہونگے

آکے دیکھینگے اگر خانہ پرہول مرا
ملک الموت بھی گھبرا کے گریزان ہونگے

آتش عشق سے اے غنچہ دہن بعد فنا
پھول مرجھاکے مری قبر کے کلیان ہونگے

اے بتو قصہ پر درد سنینگے جو مرا
جن کے پتھر کے کلیجے ہین وہ گریان ہونگے

جب نہ ہمدرد نہ غمخوار ملیگا مجھسا
درد و غم آکے لحد پر مری گریان ہونگے

۱۵۳
جب کہ الفاظ و معانی مین نہین حسن ادب
پھر سخن سے ترے کیا شاد سخندان ہونگے
۱۵

جو بام پر وہ مہ خوش جمال ہوتا ہی
تو بدر شرم سے گھٹ کر ہلال ہوتا ہی

گناہ سے جو ہمین انفعال ہوتا ہی
تو آب شرم سے تر بال بال ہوتا ہی

مے غرور سے سرشار تھا جو کل افسوس
وہ آج کاسہ سر پایمال ہوتا ہی

ثبوت و نفی دہن مین ہین فلسفی حیران
کبھی یقین کبھی احتمال ہوتا ہی

نہین پسند مجھے رنج دوست دشمن
کسی کے درد ہو مجھکو ملال ہوتا ہی

نہین ہی خال بلا وجہ آتشین رخ پر
سپند دافع عین الکمال ہوتا ہی

وہ جام ہاتھ مین لاتا ہی ساقی میکش
وہ میکدے سے طلوع ہلال ہوتا ہی

ہوا یقین کہ ہوتے ہین آفتاب سے لال
شراب پینے سے چہرہ جو لال ہوتا ہی

نماز موسم پیری مین زاہد چھوڑو
حرام سجدہ بوقت زوال ہوتا ہی

دہان گور سے آتی ہی یہ صدا ہر دم
شہ و گدا کا یہان ایک حال ہوتا ہی

ہر ایک کو نظر آتی ہی قدرت خالق
خدا کی شان بتون کا جمال ہوتا ہی

جو انقلاب جہان چاہیے وہ گل رعنا
ابھی زمانہ کا کچھ اور حال ہوتا ہی

عدم سے منقبض آتے ہین جاتے ہین خندان
گلون کا باغ جہان مین یہ حال ہوتا ہی

سفر کا دھیان جو آتا ہی باغ عالم مین
تو میل راہ سے مجھے ہر نہال ہوتا ہی

۱۵۴ بچا سکے دل کو وہ دست دلبران سے ادیب
دلون کے لینے مین ان کو کمال ہوتا ہی ۱۶

ورد زبان جو وصف لب شکرین رہے
تا زیست منہ مین ذائقہ انگبین رہے

ملنے کی جستجو مین ہمیشہ حزین رہے
ہم وصل کے فراق مین اندوہگین رہے

وعدہ اجل کا ٹل نہین سکتا ہی ایک دم
انسان چھپ کے ہوے جا کر کہین رہے

آیا وہ ماہ شب کو تو فرط سرور سے
بیخود ہوے ہم ایسے کہ گویا نہین رہے

اہل نظر کا مرغ نظر جل کے ہو کباب
دم بھر جو بے نقاب رخ آتشین رہے

ہر موے تن زبان ہو قاتل کے شکر مین
لب پر دہان زخم کے صد آفرین رہے

رنج فراق سے نہ ہوے شاد ایک دن
ہم غمکدہ مین دہر کے اندوہگین رہے

ہر شب شب برات ہو ہر روز روز عید
دن رات پاس اپنے جو وہ مہ جبین رہے

موے میان کا اوسکی نپایا کہین نشان
گو موشگافیون مین بہت نکتہ بین رہے

سارا جہان دام محبت مین ہی اسیر
وہ کون ہی جو ہوکے تمہارے نہین رہے

لطف و کرم سے اوسکے جو سیدہا نصیب ہو
ٹیڑھی نہ ہم سے یار کی چین جبین رہے

ہر ایک کو ہو شعلہ جوالہ کا گمان
شب بزم مین جو دور مے آتشین رہے

قدمون سے نکلی جاتی ہی قاتل کے خوف سے
ممکن نہین کہ پاؤن کے نیچے زمین رہے

ہم نے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام رات
تم شب جو گھر مین غیر کے خلوت گزین رہے

تڑپے جو قبر مین دل بیتاب بعد مرگ
دن رات زلزلہ مین لحد کی زمین رہے

۱۵۵

ملک بقا کی سیدھی سڑک اونکی مانگ ہی
رفعت سے اوسکی عرش سراسیمہ ہین رہے

۲۱

جب سے ہم کشتہ ہین تیغ ابروے خمدار کے
نخل خاک گور مین لگتے ہین پہل تلوار کے

ڈر تلاطم کا اونہین خطرہ نہ کچھ منجدھار کے
جو سے گئے دار فنا کو گھاٹ سے تلوار کے

ای خوشا تقدیر اوسکی ای زہے اوسکے نصیب
ہاتھ اوسکے جسکی گردن مین پڑے ہون پیار کے

سرمہ چشم مست مین ہی جان جو کھونا ہی ڈر
ہی غضب تیغ صفاہان ہاتھ مین میخوار کے

خواب مین شب کو وہ آیا بخت خفتہ جاگ اوٹھا
کیون نہ مین صدقے ہون اپنے طالع بیدار کے

آتش سودا سے صحرا مین بڑھی یہ تشنگی
مثل نشتر تیز ہین کانٹے زبان خار کے

خود مسیحا کو بھی حسرت دیکھکر اونکو ہوئی
جو کہ ہین بیمار تیری نرگس بیمار کے

ای طبیبو میری صحت ہی اگر مد نظر
شربت دیدار دو نسخے ہین مجھ بیمار کے

ای مسیحا ضعف سے مرنا بھی مجھکو ہی محال
جان آسکتی نہین لب پر ترے بیمار کے

گھٹنے دم ہو گا فنا ای دل بچانا بھول کر
تنگ و پیچیدہ بہت کوچے ہین زلف یار کے

اب کوئی دم کا ہی مہمان ای مسیحا جلد آ
چھا گئی ہی مردنی منھ پر ترے بیمار کے

مردون سے بدتر ہین ای قاتل جو ہین محروم قتل
زندہ جاوید ہین کشتے ترے بیمار کے

ہر وہان زخم سے آتی ہی مقتل مین صدا
آج ای قاتل سے کھلے جوہر تری تلوار کے

مرتبہ عرش معلی سے زیادہ بڑھ گیا
خانۂ دل مین قدم جسدن سے آئے یار کے

جو کہ ظالم ہین کبھی ہوتے نہین ہین شادمان
خندہ زن ہرگز نہین دیکھے ہین لب سوفار کے

یا الٰہی دیکھیے کسدن بر آتی ہی امید
مدتون سے دانت ہی سیب ذقن پر یار کے

سخت جانی تلخ کامون کی جو ایسی ہی رہی
دانت کھٹے ہونگے ای قاتل تری تلوار کے

باتین کرتا ہی لب بام اوسکا بام عرش سے
مہر و مہ اونی ہین ذرے خاک کوئے یار کے

نوح کا طوفان اوٹھانا ابر کو کرنا خجل
یہ بھی چھینٹے ہین ہماری چشم دریا بار کے

کہکے قم منھ سے دکھاتے تھے مسیحا معجزے
زندہ مردون کو وہ کر دیتے ہین ٹھوکر مار کے

۱۵۶ سرخروئی سے مری غیرون نے خون اپنا کیا
ای ادیب اوسنے دیے جب پان مجھکو پیار کے ۲۲

آجکل صحن چمن مین ہی خزان آئی ہوئی
جو کلی دیکھو نظر آتی ہی مرجھائی ہوئی

اوسکے کوچے سے مگر گلشن مین ہی آئی ہوئی
پھر رہی ہی کیون نسیم صبح اترائی ہوئی

دیکھکر آنکھین تمھاری ایسی شیدائی ہوئی
چشم نرگس باغ مین چشم تماشائی ہوئی

بادہ خوارون کی نکیون بر آئے ای ساقی مراد
سیکدے پر ہی گھٹا کی چھاونی چھائی ہوئی

اوس مسیحا کے فقط آنے کی اب ہی منتظر
حسرت دیدار مین آنکھون مین جان آئی ہوئی

دل مین رہتا ہی تصور اوس سراپا حور کا
یا مرے شیشے مین ہی کوئی پری آئی ہوئی

ہاتھ اوٹھتے ہی بڑھا دو ہاتھ بحر حسن اور
باعث افزایش حسن اونکی انگڑائی ہوئی

مجھکو قسمت کا دھنی کہتے ہین سب صاحب نصیب
جب سے اوس در کی میسر ناصیہ سائی ہوئی

تو وہ یوسف ہی سمجھتا ہی تجھے دلسے عزیز
وہ مہ کنعان زلیخا جسکی شیدائی ہوئی

تیغ قاتل سر جھکائے یون ہی شرم قتل سے
پہلی شب کی ہو دولہن جسطرح شرمائی ہوئی

ای جنون کانٹے چبھے ہین پانون مین تیز اسقدر
پار ہیرے سر کے نوک خار صحرائی ہوئی

ہجر دلبر مین وہ لاغر ہون پتا ملتا نہین
ڈھونڈھتی پھرتی ہی گھر گھر مجھکو موت آئی ہوئی

دیکھکر اوس شمع رو کو شرم سے چھپتی نہین
شمع کی آنکھون مین چربی ہی مگر چھائی ہوئی

چشم دلبر کیا عجب چشم حسد سے دیکھتی
عین حکمت تھی جو نرگس کی نہ بینائی ہوئی

اضطراب دل بڑھا اس مرتبہ بعد فنا
ہو گئی باہر لحد سے لاش د فنائی ہوئی

دل لگانے مین ہمین اوس بت سے یہ حاصل ہوا
اپنے بیگانے ہوئے دنیا مین رسوائی ہوئی

اونکے اوٹھتے ہی اوٹھا دلمین مرے درد اسقدر
ناتوانی زور پر رخصت توانائی ہوئی

تخلیے مین آئے تھے کہنے کو کیا کیا سوچ کر
منہ سے کچھ اپنے نہ نکلا جب کہ تنہائی ہوئی

جنس دل واپس جو مانگی ناز سے اوسنے کہا
پھیرتا کوئی بھی ہی شی ہاتھ مین آئی ہوئی

آتشین رخ کو کیا جب دشت پیمائی مین یاد
صورت شعلہ زبان خار صحرائی ہوئی

جب ہوا مد نظر اوس ماہ کامل کو سنگار
شب سمٹ کر خال عارض بہر زیبائی ہوئی

۱۵۷

موت کا دھیان ایک دم دلسے نکالے کیا ادیب
ہر گھڑی ہر آدمی سمجھے اجل آئی ہوئی

۱۹

یا الٰہی خیر کرنا بلبل ناشاد کی

کی صفت موزون جو اونکے قامت آزاد کی
طرز ہر مصراع مین ہی مصرع شمشاد کی

انتہا کی حد سے جب بیداد قاتل بڑھ گئی
پیش داور ہر دہان زخم سے فریاد کی

پائی بلبل نے حیات جاودانی قتل سے
کیا بجھی تھی آب حیوان مین چھری صیاد کی

خانۂ ویران دلمین جلوہ فرما کیا ہوئے
آپنے اوجڑی ہوئی بستی مری آباد کی

خانۂ زنجیر آہ آتشین سے جل گیا
ہو گئین خاکستر اپنی بیڑیان فولاد کی

وصل کا وعدہ کیا اوس گل نے جب گلزار مین
منھہ سے غنچون کے صدا آئی مبارکباد کی

خانۂ تاریک و تنہا اسقدر پُر ہول ہی
چھانون بھی ملتی نہین ہی سایۂ ہمزاد کی

ہو گئی روشن شب تاریک مرقد مثل روز
جب لحد مین روشنی پہونچی مرے اوریاد کی

قتل بلبل سے ہوئی اس مرتبہ شرمندگی
ماہی بحر ندامت ہی چھری صیاد کی

بلبل گریان کے نالے پُر اثر جیدم سنے
اسقدر رویا کہ ہچکی بندھ گئی صیاد کی

جو گل آیا ہوکے پژمردہ گیا سوے عدم
کیا ہوا ہی ناموافق گلشن ایجاد کی

خانہ برباد ونکی صورت ای فلک چکر مین ہی
بد دعا تجھکو لگی کس خانمان برباد کی

آتے ہی مقتل مین ہوجاتا ہی ہر اک غرق آب
باڑھ کیا ہی بھر آب خنجر جلاد کی

اوڑکے مرغان چمن گلزار سے جاتے نہین
کم نہین قید قفس سے کچھ کشش صیاد کی

نالۂ شبگیر کا چرچا ہی گھر گھر خلق مین
دھوم ہی ساری خدائی مین مری فریاد کی

ہر دہان زخم نے قاتل سے خوش ہوکر کہا
لذتین ہم سے کوئی پوچھے تری بیداد کی

عید ہوتی خنجر قاتل اگر ملتا گلے
حسرتین ساری نکلجاتین دل ناشاد کی

۱۵۸

ای اوحدی بیباک کہ زعقبی کا نہین آتا خیال
حیف ساری عمر تم نے مفت مین برباد کی

۳۳

یا خدا فکر دو عالم سے کر آزاد مجھے
دین و دنیا نہ ہے تیرے سوا یاد مجھے

چھوڑ کر جب گیا ہی وہ پریزاد مجھے
فرخ آباد ہوا ہی الم آباد مجھے

خوش نہین آتی یہ ہر وقت کی بیداد مجھے
ابھی ڈالے گلا گھونٹ کے صیاد مجھے

دیکھیے جان مری کب قفس تن سے چھٹے
نہین معلوم کچھ اس قید کی میعاد مجھے

واہ اے وعدہ فراموش یہی وعدہ تھا
کہ نہ بھولے سے بھی اک روز کیا یاد مجھے

مین وہ اک بلبل ناشاد ہون غم کی صورت
رو دیا دیکھتے ہی باغ مین صیاد مجھے

بدگمانی مری جانب سے اُسے ہی ایسی
قید رکھتا ہی تو پر کاٹ کے صیاد مجھے

ضعف سے کان تک اوس شوخ کے پہونچے کیونکر
جب سنائی نہین دیتی مری فریاد مجھے

مصرع قامت خوبان جہان بھول گیا
بیت ابرو تری جسدن سے ہوئی یاد مجھے

ایک جھٹکے مین اسیوقت ابھی جاتی ہین
بیڑیان کسلیے پہناتے ہین جلاد مجھے

شور مرغان سحر تھا ہی صبح شب وصل
نالہ صور موذن کی ہی فریاد مجھے

میرے نالون سے وہ گھبرا کے یہ فرماتے ہین
چین لینے نہین دیتی تری فریاد مجھے

مین وہ عاشق ہون کہ سایہ کیطرح ہین مرے ساتھ
چھوڑتے ہی نہین دم بھر کو پریزاد مجھے

وائے تقدیر ترے کوچہ مین جانے کے لیے
جب مین اوٹھا کوئی پیش آگئی افتاد مجھے

زیست کی کنج قفس مین ہو توقع کیونکر
آب و دانہ دے جسوقت کہ صیاد مجھے

زخم کھانے سے کسی طرح نہین جی بھرتا
دست قاتل کی پسند آئی یہ بیداد مجھے

جسکو دیکھو وہ ترے دام محبت مین ہی قید
نظر آتا ہی نہین کوئی بھی آزاد مجھے

ایک دن بھی نہ مرے حال پر آیا اوسے رحم
بڑھکے جلاد فلک سے ہی وہ جلاد مجھے

دربدر مجھکو پھرایا نہ کہین کا رکھا
مل گیا کیا جو کیا آپنے برباد مجھے

چور زخمون سے جو ہو جاے سراپا اپنا
تب بھی قاتل کا نہو شکوۂ بیداد مجھے

سرو سولی ہی تصور مین قد موزون کے
باغ مین سبزۂ بیگانہ ہی نوشاد مجھے

پھڑکنے مین نہین طاقت بھی ہی اوڑنیکی
قید پھر کس لیے رکھتا ہی یہ صیاد مجھے

کھینچتا ہی نے معشوق کا نقشہ ہر دم
ہی تصور ہی مرا مانی و بہزاد مجھے

بے لیے داد کے دامن کو نہ چھوڑونگا مین
پیش داور جو ملا حشر مین جلاد مجھے

خوف سے کانپنے لگتا ہی سراپا ہر دم
یاد جب آتی ہی بیدردی جلاد مجھے

کیون نہ سہرا مرے سر آج رہے مقتل مین
دھجیان زخمون کی پہناتے ہین جلاد مجھے

وہ لگا ہاتھ کہ باقی نہ رہے تسمہ بھی
نیم بسمل نکرا ہی بانی بیداد مجھے

تمنے کاندھون سے دوپٹے کو جو لٹکایا ہی
آدمی سے نظر آتے ہو پریزاد مجھے

یاد مین تیری زمانہ یہ فراموش ہوا
کہ نہ اپنی بھی کسی وقت ہی یاد مجھے

گو کہ وہ دور ہی لیکن ہی بغل مین اپنی
چاہیے اے کشش دل تری امداد مجھے

اون سے ہر بات مین اسواسطے مین ڈرتا ہون
نہ اوتارین کہین شیشے مین پریزاد مجھے

گرم ہو کر وہ کہا کرتے ہین نالون سے مرے
کیا جلاتا ہی ترا شعلۂ فریاد مجھے

۱۵۹ — حکم سے اونکے کہی ہی یہ غزل مین نے ادیب
پیارے صاحب تو دعا چاہیے ہی داد مجھے — ۱۲

قتل مین تا کہ نہ کچھ عذر ستمگار چلے
پیش قاتل لیے ہم ہاتھ مین تلوار چلے

خوف دربان کا کیا اونکو جو دیکھا چاہین
نگہ شوق مری توڑ کے دیوار چلے

جب سنا کھینچ لیا قتل سے اوس ترک نے ہاتھ
ہاتھ ملتے ہوے مقتل سے گنہگار چلے

خوف کچھ نار جہنم کا نہین رندون کو
فصل گل آئی ہی جام مئ گلنار چلے

دام گیسو کے نہ ہم جال سے چھوٹے تا مرگ
پیچ مین کاکل پیچان کی گرفتار چلے

مرض عشق سے صحت نہین ہوتی ہیہوت
بہر تبدیل مکان گور مین بیمار چلے

تندرستی کا جو بھوکا ہو تو ہو جائے سیر
تیرے کوچے مین ہوا کھانے جو بیمار چلے

ای مسیحا ترے بیمار کا اب ہی یہ حال
دیکھنے آئے تو روتے ہوئے غمخوار چلے

الوداع ای جگر و دل کہ ہی اب وقت فراق
رخصت ای زیست کہ ہم پیش ستمگار چلے

ہم وہ جانباز ہین کی شرط یہ گلبازی مین
پھول اس سمت سے اوس سمت سے تلوار چلے

سنکے واپہ وسے اوس رخ کو غنیمت جانا
لوٹنے کے لیے ہم دولت دیدار چلے

١٦٠ نام غفار ہی اوسکا تو عجب کیا ہی ادیب
اوسکی رحمت پہ اکڑ کر جو گنہگار چلے ٢٣

شعر مین نظم جو وصف رخ تابان ہو جائے
مطلع نور مرا مطلع دیوان ہو جائے

واجو ہووے سے ترا عارض تابان ہو جائے
شمع خورشید چراغ تہ دامان ہو جائے

سیر گلزار قیامت ہے بغیر اوس گل کے
نالہ صور صدائے گل خندان ہو جائے

کیا عجب شور تبسم سے ترے ای قاتل
دہن زخم اگر شکل نمکدان ہو جائے

دھوکے کھا کھا کے کرین اور بھی لاکھون عشاق
خط سے خس پوش اگر چاہ زنخدان ہو جائے

ای مسیحا تب فرقت نے کیا ہی یہ حال
مجھکو دشمن بھی اگر دیکھے تو گریان ہو جائے

مین وہ مجنون ہون کہ پروا نہین ای دشت جنون
چاک دامن کا اگر تا بگریبان ہو جائے

کوئی اوس رشک مسیحا سے یہ پوچھے جا کر
کیا اب آخر ہی مریض تب ہجران ہو جائے

رو برو آئے اگر اوس کا ہلال ابرو
ماہ نو دیکھتے ہی سر بگریبان ہو جائے

دم گلگشت جو اوس تیر فگن کا ہو خیال
باغ مین غنچہ مجھے صورت پیکان ہو جائے

اسی حسرت کا ہی رونا شب و روز ای صیاد
ہم قفس مین ہین فصل گل خندان ہو جائے

توتیا سے نہین کچھ کم ہی غبار در یار
رہے آنکھو نہین جو خاک رہ جانان ہو جائے

عشق مین اوس گل خوبی کے یہ گل کھائے ہین
بیٹھین ویرانے مین جا کر تو گلستان ہو جائے

ہم فقیرون کے جو گھر آن بیٹھے جو وہ رشک پری
بوریا رتبہ مین اورنگ سلیمان ہو جائے

عشق مین ہکو جو دھیان آئے لب لعلین کا
ہند مین نت بیٹھے ہوئے سیر بدخشان ہو جائے

جامہ زیبون سے یہ الفت ہی نہ چھوٹون تا حشر
ہاتھ دامن سے اگر چھوٹے تو گریبان ہو جائے

چلین خنجر جو اشارہ ہو ترے ابرو کا
تیر برسین جو ذرا جنبش مژگان ہو جائے

ای مسیح ایک نہ حکمت چلے دم مین ہو تمام
نہ بھلے چنگے کو جو بیماری ہجران ہو جائے

حور جنت کو جو یاد آئے تری ای گلرو
بد لگے دوزخ سے اور روضۂ رضوان ہو جائے

جسکو گل خار نظر آتے تھے ای چرخ افسوس
وہ گل اندام ہر اک خاک مین پنہان ہو جائے

یاد مین اوس رخ تابان کی اگر شور کرون
صبح محشر مری شام شب ہجران ہو جائے

مین وہ میکش ہون اگر ترک کرون بادہ کشی
سیکڑے سونے ہون ویران گلستان ہو جائے

١٦١ ای ادیب آ پچی سیف زبانی لاریب ١٥
کیون نہ اعدا کے لیے قاطع برہان ہو جائے

چھپکے غیرون سے اگر اون کے اشارے ہون گے
حسرت دید کے گھر دل مین ہمارے ہون گے

صورت سرو چراغان نظر آجائین گے
داغ سوزان جو سراپا مین ہمارے ہون گے

اشک گریہ کو جانین گے تب ای نالۂ دل
آبدیدہ جو وہ رونے سے ہمارے ہون گے

برچھیان سیکڑون تلوارین چلینگی لاکھون
جب ترے ابرو و مژگان کے اشارے ہون گے

اوسکی نظرون مین کب آئیگی بہار نرگس
جسکو اون آنکھون کے منظور نظارے ہون گے

ہون وہ بلبل جو کیے نغمۂ دلکش مین نے
نوعروسان چمن جو عہد مین سارے ہونگے

لب جان بخش و خط سبز اگر دیکھین گے
خضر و عیسی کو کہین جان سے پیارے ہونگے

ہون وہ بیمار محبت کہ نہ اچھا ہونگا
گو مسیحا لب جان بخش تمہارے ہونگے

گردش جام کی آئے گی نظر کیفیت
چشم میگون سے جو ساقی کے اشارے ہونگے

ہم وہ میکش ہین کہ تو کیا ہی بھلا اے ساقی
لاکھون شیشے مین پری زاد اوتارے ہونگے

دیدۂ جام کو دیکھینگے تری فرقت مین
چشم میگون کے جو منظور نظارے ہونگے

خال تابان کے تصور مین ٹپھیگا یہ فروغ
ماہ و خورشید نظر مین مری تارے ہونگے

آب شمشیر سے قاتل کی کرینگے سیراب
خشک جب دم دہن زخم ہمارے ہونگے

اونکے آجاتے ہی ہو جائینگی روشن ہر چشم
نرگس باغ کی آنکھون وہ تارے ہونگے

۱۶۲ نظر آتے نہین یہ ثابت و سیار اوسے
میری آہ شرر افشان کے شرارے ہونگے ۱۶

روبرو جسکے وہ ماہ رخ پر نور رہے
عید سے چاند کی دیدار سکو منظور رہے

موت سے زیست ہی بدتر ہم اگر دور رہے
زندہ درگور رہے تم سے جو مہجور رہے

رات بھر ہجر مین اوس قد کے قیامت کی بپا
نالے مردون کو جگانے کے لیے صور رہے

جاؤن تب باغ مین جب جوش مئی وحدت کیش
خم غنچہ مین اگر بادۂ منصور رہے

ہین دعائین یہی ہم مست فقیرون کی مدام
ساقی آباد رہے میکدہ معمور رہے

ہون وہ میکش کہ تمنا یہی ای ساقی
تیری ٹھوکر سے مرا کاسۂ سر چور رہے

ہمہ تن کیون نہ ہے چشم وہ مثل نرگس
عشق آنکھون کا تمھاری جسے منظور رہے

دید اوس رخ کی نہ جس آنکھ کو ہو مد نظر
دیدۂ کور کی مانند وہ بے نور رہے

یا الٰہی رہے دن رات بغل مین وہ پری
روز و شب گردش جام مئی پر نوبت رہے

گلشن کوے بتان کی جو صفت حسن پائے
بٹھکے دوزخ سے ہو جنت مین اگر حور رہے

آب مے سے رہے سیراب مدام ای ساقی
عمر بھر اپنی غذا دانہ انگور رہے

دیکھین موسی جو ترے بام کا جلوہ ای ماہ
اونکی آنکھون مین نہ پھر منزلت طور رہے

ہین وہ میخوار کہ میخانہ کی جبتک کی سیر
تاکتے جہانکتے ہم خوشہ انگور رہے

موسم گل مین بھی کچھ لطف نہین ای ساقی
مے گلنار گلابی سے اگر دور رہے

لذت درد کا اوسدم ہو مزہ ای قاتل
چاہے زخم اپنے سراپا مین جو ناسور رہے

١٦٣ مرض عشق سے صحت نہین بجز موت ادیب ١٧
بہر تبدیل مکان قبر مین مجبور رہے

گھر مین جب سے قدم ای ماہ لقا رکھا ہی
بخت خفتہ کو مرے تم نے جگا رکھا ہی

اوس گل اندام کی آنکھون سے نکر نا دعوی
ہمنے گلشن مین یہ نرگس کو سجھا رکھا ہی

دل کو تسکین ہے کسطرح نکالون ای ترک
سینہ مین دل کی جگہ تیر ترا رکھا ہی

باغ مین یار نے نرگس کو دکھا کر آنکھین
چشم بیمار کا بیمار بنا رکھا ہی

تو وہ گلرو ہی کہ جاتے ہی چمن مین تو نے
چشم بلبل سے ہر اک گل کو گرا رکھا ہی

بزم مین عارض پر نور دکھا کر تم نے
شمع کو آتش حسرت سے جلا رکھا ہی

دیکھ لین گے وہ کسی دن تو بھلا نکلین گے
بستر اسواسطے کوچے مین لگا رکھا ہی

یہ بھی ممکن ہی کہ تو جائے مین جیتا رہجاؤن
زہر اسواسطے پہلے سے منگا رکھا ہی

ہجر ساقی مین سمجھتا ہون نہین چشم پر خون
مے گلرنگ سے جو جام بھرا رکھا ہی

یاد قامت مین جو روتا ہون تو کہتی ہی خلق
شور نالون نے قیامت کا مچا رکھا ہی

دیکھکر شکل کو رو دیتے ہین میری اعدا ‏ غم کی صورت تری فرقت نے بنا رکھا ہے
ہم ہین وہ رند کہ قاتل نے ہماری خاطر ‏ خنجر آب می گلگون مین بجھا رکھا ہے
جستجو آب کو ہی کس لیے ای حضرت خضر ‏ لب جان بخش مین کیا آب بقا رکھا ہے
ہمکو ان آینہ روؤن نے دکھا کر صورت ‏ صورت آینہ حیران بنا رکھا ہے
بحر اوسی قطرۂ ناچیز کو سب کہتے ہین ‏ عشق مین جسنے کہ ہستی کو مٹا رکھا ہے
خاطر افسردہ نہ کیونکر رہین ای ماہ لقا ‏ سردمہری نے ترے دل کو بجھا رکھا ہے

١٦٤ جان دی مین نے جدائی مین تو یارون نے ادب
قبر کو گنج شہیدان سے جدا رکھا ہے ٢١

نالے کرتے ہین جو ہم درد و مصیبت والے ‏ تھام لیتے ہین جگر سن کے محبت والے
یاد آجائین اگر چاند سی صورت والے ‏ حورون کو مڑ کے نہ دیکھین کبھی جنت والے
زہد پر اپنے عبث بھولے ہین طاعت والے ‏ بخشے جائینگے قیامت مین محبت والے
جان کھا لیتے ہین جب بیٹھتے ہین واعظ پاس ‏ دل پکا دیتے ہین بک بک کے نصیحت والے
اہل دولت کو ضروری ہی خیال انجام ‏ جامۂ تن کو کفن جان لین خلعت والے
سیم و زر کو نہین کچھ مال سمجھتے عشاق ‏ عشق سے اوس بت سیمین کے ہین دولت والے
مین وہ بیمار محبت ہون جو دیکھا آکر ‏ روتے روتے ہوے بیمار عیادت والے
دفتر شوق ہی یہ طول کہ لکھتے لکھتے ‏ ہاتھ دھو بیٹھینگے ہاتھون سے کتابت والے
کچھ کسی سے ہی تعلق نہ کسی سے مطلب ‏ ہین زمانے سے جدا تیری محبت والے
بخدا دل سے نہ جائیگی بتون کی الفت ‏ لاکھ سمجھائین ہمین آکے نصیحت والے
سوکھے ٹکڑون مین مزے نعمت کونین کے ہین ‏ سیر ہین نان جوین ہی سے قناعت والے

حشر میں حشر بپا ہونے کے قائل ہوں گے
یار کی چال جو دیکھیں گے قیامت والے

جلوۂ شان خدا دیکھ لیا جو اوس میں
کلمہ پڑھنے لگے اوس بت کا شریعت والے

وقت گریہ لب رنگین کا جب آتا ہے خیال
خون دل آنکھوں سے روتے ہیں محبت والے

عرش پر جنکے دماغ آہ رہا کرتے تھے
مل گئے خاک میں وہ چاند سی صورت والے

دیکھ سکتے نہ تھے عریاں جنھیں ماہ و خورشید
حیف اب برہنہ پھرتے ہیں وہ خلعت والے

رہیں حسرت سے گرفتار عذاب دوزخ
خواب میں کوئے صنم دیکھیں جو جنت والے

اے شہ حسن وہ درگاہ تری عالی ہے
سرنگوں آ کے جہاں ہوتے ہیں دولت والے

رات دن شوق میں دیدار کے روتے روتے
آنکھیں کھو بیٹھے تری دید کے حسرت والے

روز محشر ترے عاشق جو کریں گے نالے
الحذر سن کے پکاریں گے قیامت والے

١٦٥

کیا دکھائے تجھے اب دیکھیے یہ چرخ ادیب
وصل کی شب گئی دن آئے مصیبت والے

١٧

یہی ہے آرزو دل میں مری یارب ترے در سے
نہ ہوتا زیست دم بھر سر جدا ہو کے دلبر سے

وہ دریائے لطافت ہو کے رخصت جب چلا گھر سے
تو اوٹھا نوح کا طوفان میرے دیدۂ تر سے

ہوا ہے عشق ایسا تیغ ابروے ستمگر سے
حسین اپنا گلا کٹواتے ہیں خوش ہو کے خنجر سے

ادیب اب دل لگانے بیٹھے ہو کیا بیدرد دلبر سے
کہو تو خیر ہے کس واسطے پھرتے ہو مضطر سے

خیال آیا جو رونے میں لب رنگین جانان کا
ہماری آنکھ سے لخت جگر ہو کر لہو برسے

لکھا مضمون شوق دید جب دم اونکو نامے میں
کیا خط بند ہم نے مردم دیدہ کی شہپر سے

تصور رونے میں آیا جو چشم مست گلرو کا
مے گلگون بجائے اشک ٹپکی دیدۂ تر سے

میں وہ ہوں گر نہ میرے نام پر ہنگام مے نوشی
گرا دیتے ہیں میکش قطرۂ بادہ کو ساغر سے

چمن مین صوت بلبل صور کا نالہ ہی فرقت مین
صدا اے خندۂ گل کم نہین ہی شور محشر سے

حضور چہرۂ روشن چراغ زیر دامن ہی
مہ تابان کو کیا نسبت تمھارے روے انور سے

نہین کم آب حیوان سے ہو آب می بھی ای ساقی
تن بیجان مین جان آئی شراب روح پرور سے

چمن مین ہی ہر اک گل منتظر قربان ہونے کو
ترے صدقے کو غنچون نے بھری ہین مٹھیان زر سے

مثال آب باران ہی ہمین تلوار کا پانی
ہوے ہین کھیت ہم کشتون کے سیراب آب خنجر سے

نہ لون اک قطرۂ می کے عوض دنیا وہ مسکین ہون
نہ بدلون جام جم ٹوٹے ہوے مٹی کے ساغر سے

کھلی رہتی ہی روز و شب مثال دیدۂ عاشق
نہین معلوم کیون نیند اوڑ گئی ہی چشم اختر سے

بغل مین آینہ رو ہاتھ مین جام می گلگون
ہمارا افسر کب کم ہی جمشید و سکندر سے

۱۶۶ ادیب افضال یزدانی جو شامل ہون پس مین
تو آغوش لحد کچھ کم نہو آغوش مادر سے ۱۷

چمن مین ہمکو اگر یاد قد یار آئے
ہر ایک سرو نظر مین بہ رنگ دار آئے

نہ جائے پھر کبھی یا رب جو ابکی بار آئے
چمن مین چھاونی چھائے اگر بہار آئے

لحد نے کھلکے کہا سیر یار غار آئے
جو دفن ہونے کو مرقد مین خاکسار آئے

ہماری ہستی موہوم ایک دم کی ہی
عدم سے بحر جہان مین حباب وار آئے

وہ لاغری ہی کہ بعد فنا اگر آئین
نظر فرشتون کو میرا نہ جسم زار آئے

ہمارے اوسکے دل صاف مین نہین ممکن
کہ مثل شیشۂ ساعت کبھی غبار آئے

قبا کو اپنی کرے چاک باغ مین ہر گل
چمن مین اوڑھ کے وہ گل جو جامۂ نار آئے

نہو خلش تو نہین لطف بادیہ گردی
نہ پا ہر آبلۂ پا سے نوک خار آئے

کرون جو بادیہ گردی تو ہون وہ دیوانہ
کہ دشت مین مرے لینے کو سر سے خار آئے

نہ خلق مین ہے کچھ سحر سامری کی قدر
فسونگری پہ اگر چشم سرمہ دار آئے

فراق یار مین شیشون کو ہچکیان آئین
جو جام بزم مین آئے تو اشکبار آئے

کہا پری ایک نے او ترا ہی تخت پریون کا
وہ سیر کو جو ہوا دار پہ سوار آئے

نہ دل کو کچھ بھی ہو خوف سیاہی شب گور
لحد مین یاد اگر شمع سے یار آئے

بجھاؤن پیاس ابھی پھیر کر مین گردن پر
جو میرے قبضے مین وہ تیغ آبدار آئے

جلوس اونکو سواری کا تھا جو مد نظر
کلیم لیکے عصا مثل چوبدار آئے

صحبت دہن بے نشان مین ہی ہر جان
نگاہ مین نہ کسیکی مرا مزار آئے

۱۶۷ گلون کو ناز نہ حسن و روزہ پر ہو ادیب ۲۲
جو ایک بار خیال مآل کار آئے

یاد آجائین جو جلوے عارض پر نور کے
بھولکر موسی نہون پروانہ شمع طور کے

زخم ایسے گرم ہین اپنے تن محرور کے
ہو گئے کافور پھاہے مرہم کافور کے

جلوہ حسن حسینان کی اگر شہرت نہین
شعلے پھر کیون کانپتے ہین شمع کوہ طور کے

باغ عالم مین عدم سے گل ہوئے پھر جلوہ گر
سال بھر مین آ گئے کیونکر مسافر دور کے

دیکھنا دم مین اوڑا دینگے ہمارے تیر آہ
مہر و ماہ آسمان کو ہین نشانے دور کے

مثل گل خندان ہا کرتے تھے باغ دہر مین
ہار تھے گردن مین اپنی ہاتھ جب اوس حور کے

صدمہ پائے نظر سے آگئی پژمردگی
جب کے دیکھا اوس گل نازک بدن کو غور کے

مہوشان دہر کی اصل و حقیقت کیا رہی
جب قصیدے را اوس مہر نے لاکھون نکالے حور کے

خون عشاق اپنے ماتھے پر لگایا بہر زیب
شاہدان ہند کے ٹیکے نہین سیندور کے

ہین شب فرقت مین تنہا ایک دم ہستا نہین
یاس و حسرت رنج و غم ہمدم ہین مجھ مہجور کے

مژدۂ آمد سنا ہی جب سے اوس رشک مسیح
شادیانے بجتے ہین در پر ترے رنجور کے

وقت بیہوشی جو ہی تلخی ہجران کا خیال
زہر کے ہین جام ساغر بادۂ انگور کے

کیا تب غم کی حرارت کا کہین حال اے طبیب
رات کاٹی ہم نے اندر بیٹھکر تنور کے

بند ہی دم شور محشر کا فغان کے سامنے
دم مری فریاد کا بھرتے ہین نالے صور کے

رنج و غم درد و مصیبت کا ہی ہر دم سامنا
دن جدائی کے مشابہ ہین شب عاشور کے

دیکھیے کس طرح طی ہو منزل ملک عدم
زاد رہ کچھ بھی نہین ہم ہین مسافر دور کے

یاد حق مد نظر ہر دم جو دم کے ساتھ ہی
میرے سب تار نفس ہین پنبۂ منصور کے

لکھتے لکھتے خط شوق اونکو یہ دفتر بڑھ گیا
ڈھوتے ڈھوتے ہوے سر تک اوڑ گئے مزدور کے

شہرت خوبان مصری تیرے آگے کچھ نہین
خوش نوا معلوم ہوتے ہین دہل سب دور کے

درد چشم مست ساقی کا جو ہی مجھ رند کو
دانۂ تسبیح دانے بن گئے انگور کے

موذیون کو زہر ملنا چاہیے تھا مثل مار
شان اونکی شہد پیدا گھر مین زنبور کے

۱۶۸

جان دیتا ہون نہین اوس برق تجلی پر ادیب
میرے مرقد مین ہون تختے شاخ نخل طور کے

اک قیامت وصل کی شب مین نشان صبح ہی
صور کا نالہ ہین شور اذان صبح ہی

عارض صافی اگر اونکا بیان صبح ہی
ابروے پرخم بھی مثل کہکشان صبح ہی

بھولجائے جو سنے اوس مہر طلعت کی صفت
مطلع خورشید کو ورد زبان صبح ہی

ہجر کی جب رات ہی روز قیامت سے دراز
پھر بھلا فرقت کی شب کسکو گمان صبح ہی

مثل قندیل اوسمین مہر داغ ہی اے مہروش
خانۂ دل یاد مین تیری مکان صبح ہی

اک کہانی ہی سحر کا وصف پیش روے یار
روبرو اوس رخ کے قصہ داستان صبح ہی

عارض صافی برابر ہی سحر کے نور مین
چہرۂ روشن تمھارا ہمعنان صبح ہی

زلف شب گون کی جو لٹ آئی رخ پرنور پر
ہوگیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی

رزق ہر اہل صفا کو غیب سے ملتا ہی روز
قرص خورشید جہان افروز نان صبح ہی

روشنی دیکھی نہین ایسی شب مہتاب مین
میری شام وصل گویا ہمعنان صبح ہی

اے دل آیا موسم پیری عبادت چاہیے
چشم غفلت کھول کہ وقت اذان صبح ہی

صاف طینت خلق خالق نے کیا ہی آپکو
روشنی سے طبع عالی پست شان صبح ہی

غائب آنکھون سے ہوا ہی جب سے وہ خورشید رو
دیدۂ عشاق مین تیرہ جہان صبح ہی

جلتے راتی مری کہتے ہین سکان عرش
الامان کیا نالۂ آتش فشان صبح ہی

دلمین ہی تلخی و بیداری ہجران کا جو دھیان
بد مزہ شیرینی خواب گران صبح ہی

زلف شبگون کی جو لٹ آئی رخ پرنور پر
ہوگیا ثابت شب تیرہ میان صبح ہی

۱۶۹

وصل کی شب ملگئے ہین آج دونون وقت آ کے
زلف پرشکن شام کا رخ بیگمان صبح ہی

۱۶

صد حیف غیر جسمین کہ داخل کیے گئے
اوس گھر سے دور ہم کئی منزل کیے گئے

ہوگا گناہ کعبہ کے ڈھانیکا اے بتو
عشاق کے شکستہ اگر دل کیے گئے

آئینہ رکھکے آینہ رودون کے روبرو
دعوے جو تھے خودی کے وہ باطل کیے گئے

عشاق آئے کوچۂ قاتل مین جسگھڑی
مرغان روح طائر بسمل کیے گئے

فرط ادب سے جیتے رہے ہم قتلگاہ مین
جسدم کہ زیر خنجر قاتل کیے گئے

اسرار تنگ دہن کے نہ کھل سکے
ہمسے نہ حل یہ عقدۂ مشکل کیے گئے

ہم نے نہ پائی منزل مقصود اے قمر
گو مثل ماہ قطع منازل کیے گئے

شیرین کلام سن کے ہوے ہم قریب مرگ / سیٹھی چھری سے یار کی بسمل کیے گئے

جن ہاتھون سے کہ قتل ہوے ہم ہزار حیف / وہ گردن عدو مین حمائل کیے گئے

مثل صدا نکل گئے اس در سے لاغری / جسوقت ہم اسیر سلاسل کیے گئے

ہم تشنہ کام کیون نکرین شکر دم بدم / سیراب آب خنجر قاتل کیے گئے

تخت اوس پری کا سر پہ اوٹھانے کیواسطے / مامور خاص عرش کے حامل کیے گئے

نکلے تپش مین ٹکڑے ہو کے مرے اعضاے دل / خورشید حشر سے جو مقابل کیے گئے

صیاد نے لی جان گلا گھونٹ گھونٹ کر / فریاد جب قفس مین عنادل کیے گئے

ہردم حضور دیدۂ عرفان رہا وہ رخ / پردے اگرچہ سیکڑون حائل کیے گئے

۱۸

ظاہر مین وہ حوروش جو ہمین لے گیا ادیب / ہم یہ سمجھے قصر خلد مین داخل کیے گئے

۱۹

دست رنگین مین ترے اعجاز ہی دلدار ہے / طائر رنگ حنا اوڑ جانے کو طیار ہے

سرو قامت نرگس آنکھین اور گل رخسار ہے / سامنے لپٹے وہ گل سا ہے یا کہ اک گلزار ہے

زندگانی مین ہوا تھا مجھکو عشق زلف یار / اژدہا سے گور بعد مرگ یار غار ہے

خندہ زن ہوتے ہین مجھپر چھوڑ کر منھ پر نقاب / پردۂ رخسار اون کا قہقہہ دیوار ہے

روز شب کو خواب مین آتا ہے وہ خورشید رو / خفتہ بختون کا نصیبہ آجکل بیدار ہے

دیکھکر کٹتے ہین سب خوبان عالم رشک سے / ساق عریان یار کی کیا برہنہ تلوار ہے

رشک یوسف ہر گلی کوچہ مین آتے ہین نظر / فرخ آباد آج کل کیا مصر کا بازار ہے

چرخ نیلی پر گل نیلوفری کا ہے گمان / جوش پر یہ بحر اشک چشم دریا بار ہے

جس طرف دیکھو اوسیکا جلوہ آتا ہے نظر / سارے عالم مین یہ نور شمع رخ یار ہے

صورت غنچہ نظر آتا ہی اوسکو انقباض
گلشن ہستی مین جو اے منعمو زردار ہی

خوف سے مریخ کے پر جلتے ہین آتے ہوے
گرم اوسکے کوچے مین یہ موت کا بازار ہی

ہجر مین بڑھکر ہی سولی سے بھی گلگشت چمن
سرو گلزار جہان مجھکو بہ رنگ دار ہی

مین وہ زخمی ہون کہ میرے زخم تن کیواسطے
سبزۂ رخسار جانان مرہم زنگار ہی

خوف موجون کا نہ کچھ باد مخالف کا خطر
تو ہی کشتیبان جس کا اوس کا بیڑا پار ہی

یاد ابرو مین نظر جاتی ہی جب سوے فلک
ماہ نو کو جانتا ہون برہنہ تلوار ہی

میکدہ ہی ہمکو مقتل سے بھی بڑھکر ہجر مین
فرقت ساقی مین موج می ہمین تلوار ہی

ناتوانی کے سبب روتے رہین کیا ہجر مین
غیر ممکن توڑنا اب آنسوؤنکا تار ہی

ہون وہ مجنون مجھپر لیسے سے سنگ کودکان
ہوگئی مدت کہ خالی دامن کہسار ہی

۱۷۱

جب سے جوہر اوٹھ گئے بزم جہان سے اے ادیب
شعر گوئی سے ہمارا دل بہت بیزار ہی

۱۴

سارے عالم کی ملی نعمت اوسے گھر بیٹھے
توڑ کر پانون جو انسان خدا پر بیٹھے

رنج پر رنج ملا ہمکو ترے ہاتھون سے
ایکدن شاد نہ اے چرخ ستمگر بیٹھے

چشم پر نم سے یہ طوفان اوٹھا اشکونکا
سارے عالم کے نظر آنے لگے گھر بیٹھے

دل مضطر کو مرے چین سے لے اے سفاک
توڑ کر سینہ جو پیکان جگر پر بیٹھے

جلوۂ یار سے روشن ہی مرا خانۂ دل
اوسکا دیدار میسر ہی مجھے گھر بیٹھے

فرط خوشبو سے مرا کلبۂ احزان ہو چمن
گھر مرے آکے جو وہ یار سمن بر بیٹھے

عاشق آئینہ رو ہون مجھے سب کہتے ہین
دیکھلو یہ ہین نصیبے کے سکندر بیٹھے

جب گیا کوچہ مین اونکے تو کشش سے دلکی
دیکھنے کو وہ مرے بام پر آکر بیٹھے

می و میخانہ کی توصیف تھی سُنّی مقصود / محفل وعظ مین ہم رند جو اکثر بیٹھے

جان آئے تن بیجان مین قیامت اوٹھے / ایک دم پاس جو وہ فتنۂ محشر بیٹھے

صاف دل صورت آئینہ ملے ہم سب سے / پاس دشمن کے بھی دم بھر نہ مکدر بیٹھے

تم تو اوٹھتے ہو ابھی جائیگی جان عشاق / طائر روح روان تولتے ہین پر بیٹھے

بار رنج و غم تنہائی دلبر ہی ستم / درد اوٹھنے سے نہ کیونکر دل مضطر بیٹھے

۱۷۲ اوسکے پڑھنے کا مزہ بزم سخن مین ہی ادیب / چوٹ جس شعر کی ہر ایک کے دل پر بیٹھے ۲۶

خوشا طالع کہ اِن وزون بغل مین اک پری رو ہی / ترے قسمت کہ سرہا مین ہمارا گرم پہلو ہی

الٰہی کس بلا کی یہ شب تاریک گیسو ہی / کہ اوسکے سایہ سے شک رات کا دن پر ہر اک سو ہی

زیادہ کیا لکھون المختصر یہ طول گیسو ہی / کہ عمر خضر سے اصلا نہین فرق اک سر مو ہی

سبب رونق کا ای گل باغ عالم مین فقط تو ہی / برنگ گل چمن مین اور گل مین صورت بو ہی

وہ صبح رخ ہی جس سے رشک ہو صبح بنارس کو / خجل جس سے اودہ کی شام ہو وہ شام گیسو ہی

کیا تھا تشنہ کامون کو جو سیراب آب خنجر سے / زبان شکر قاتل جسم پر ہر اک سر مو ہی

تصور کعبۂ دل مین ہی خال روے جانان کا / تعجب ہی کہ بستی مین مسلمانون کی ہندو ہی

کہا کرتے ہین ای ناصح عداوت ترک عادت کو / محبت خوبرویون کی ہمیشہ کی مری خو ہی

نہ تولی ایک دن جب جنس حسن اوس ماہ طلعت کی / بتا ای چرخ پھر کس کام کی تیری ترازو ہی

چورایا آب خنجر اسقدر زخمون کے چورونے / لب ہر زخم اپنا قاتلو گویا لب جو ہی

گیا ہی جب سے وہ مین رات بھر بیتاب رہتا ہون / کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل ہے درد پہلو ہی

رہا کرتا ہون گریان گوہر دندان کی فرقت مین / در غلطان کی قیمت کا مرا ہر ایک آنسو ہی

جو دیکھا غور سے ہمنے تمھارے سر کے بالونمین | نہین تعویذ گوشے کا شب یلدا مین جگنو ہی
محبت زلف پیچان کی نہین ہی کھیل لڑکون کا | کھلانا سہل کالے کا ہی مشکل عشق گیسو ہی
مسیحا وہ لب جان بخش ہین معجز نمائی مین | جسے کہتے ہین ساحر سامری وہ چشم جادو ہی
وہ لاغر ہون کہ مجھپر انگلیان اوٹھتی ہین لوگونکی | قد خم گشتہ ماہ نو ہی جب سے عشق ابرو ہی
فراق اوس سرو قد کا کم نہین مجھکو قیامت سے | صدائے صور محشر باغ مین قمری کی کوکو ہی
طبیبو تمکو سودا ہی جو آئے ہو دوا کو | مسیحا سے بھی ناممکن علاج درد پہلو ہی
ہوئین جب ہڈیان سوز درون سے جل کے خاکستر | سگ دلدار کا طالب پھر اوسکے لیے تو ہی
وہ روز رخ ہی جسکو حشر کا دن لوگ کہتے ہین | قیامت تک نہین جسکی سحر وہ شام گیسو ہی
تمھاری زلف پیچان کی ہی الفت سارے عالم کو | مطیع اس لام کا ہر اک مسلمان اور ہندو ہی
چلے جسکے گلے پر پھر نہ مانگے وہ کبھی پانی | نہین کھلتا ہمین کس گھاٹ کی وہ تیغ ابرو ہی
گیا تھا سوزش دل سے کسی دن مین نہانیکو | حباب بحر سے پر آبلہ اب تک لب جو ہی
تپ فرقت کی بیماری کا پھر کیون خوف ہو مجھکو | تمھارا نام جب ہر دم مرا تعویذ بازو ہی
معما دہان تنگ جانان ہی بہت مشکل | فلاطون سر بزانو اور گم عقل ارسطو ہی

۱۰۳ | ۲۶

اے خجستہ جان کو خوف عصیان کیون ہو اے سالک
جو اوسکے جرم کی عادت تو بخشش کی تری خو ہی

دلرباؤن کی بے وفائی سے | دل کو نفرت ہی آشنائی سے
ہیچ ہی شان کبریائی سے | جو وہ یکتا ہی سب خدائی سے
پوچھتے کیا ہو داستان فراق | بڑھ گئی ہی شب جدائی سے
دے اگر ہاتھ سے وہ شیرین لب | زہر بھی کم نہو مٹھائی سے

باز آؤ تمھین خدا کی قسم
ای بتو دعوی خدائی سے

مین وہ بلبل قفس مین ہون پابند
جو کہ مایوس ہی رہائی سے

سچ تو یہ ہی اولٹ گئی قسمت
کج اداؤنکی کج ادائی سے

تھک گئے جراح ہو گئے عاجز
میرے ہر زخم کی سلائی سے

بدر گھٹکر ہوا ہلال ای ماہ
تیری چوکھٹ کی جبہہ سائی سے

مجھکو حیرت ہی کیسے جیتا ہون
صدمہا شب جدائی سے

تیرے در کا فقیر کہتا ہی
شاہی اچھی نہین گدائی سے

وصف شیرین لبونکا ہو کیونکر
بند لب ہو گئے مٹھائی سے

یہ لطافت نہ دیکھی ہی نہ سنی
راز دل ہی عیان صفائی سے

تیرے در پر یہ ہمنے سجدے کیے
ہو گئے محو جبہہ سائی سے

خواب مین بھی نہ پوچھے ہم اوسکی
بخت خفتہ کی نارسائی سے

دھیان آنکھونکا رٹنے مین نہ گیا
تیر جاتے نہین ترائی سے

دونون رخسار ہین وہ غیرت صبح
ششدر آئینہ ہی صفائی سے

شکل مردے کی بن گیا ہون مین
زندگی موت ہی جدائی سے

آب می تم جو زاہد و چکھو
ہاتھ دھو بیٹھو پارسائی سے

اختر چرخ وہ ستارہ بنا
جو گرا اوسکی زیر پائی سے

ہین غنی جب سے بیٹھے توڑکے پاؤن
پائی شاہی شکستہ پائی سے

ہون وہ مجنون کہ خار صحرائی
سر مین نکلے برہنہ پائی سے

ہم وہ غمدوست ہین کہ دل نہ بھرے
غم کونین کی سمائی سے

دم مرا ہی لبون پر ای قاتل | گردن و تیغ کی جدائی سے
صورت مردہ ہم ہین مگر ہی بحد | زندہ درگور ہین جدائی سے

۱۷۴ | غم غلط کرتے ہین ادیب اپنا
یہ غرض ہی غزل سرائی سے | ۱۷

لی تعلی کی جو تم سے ماہ نے | لالہ سان داغی کیا اللہ نے
بحر غم سے ہجر کے ای بحر حسن | پار بیڑا کر دیا اللہ نے
لاغری مین فرق پر ہی بار غم | کوہ کو سر پر اوٹھایا کاہ نے
عاشق شیدا نہ اوچھلے ڈوب کر | جان لی چاہ ذقن کی چاہ نے
میرے رونے سے پسیجا ہی وہ بت | موم پتھر کو کیا ہی آہ نے
حسن مین تمسا نہ پایا دوسرا | شمع لیکر گو کہ ڈھونڈا ماہ نے
شمع مہر و ماہ کو روشن کیا | اختر خال رخ دلخواہ نے
میرے حق مین دشت پیمائی کے وقت | کانٹے کیون بوئے ہین خار راہ نے
سوے مقتل خود کھچا جاتا ہون مین | یہ کشش کی ہی شہادتگاہ نے
اسم اعظم کی صفت نام خدا | پائی ہی نام بت دلخواہ نے
جب کسی سے بھی نہ اوٹھا بار غم | تب مجھے پیدا کیا اللہ نے
رتبہ پایا عرش اعظم سے سوا | ای صنم تیرے ترقی جاہ نے
مجھ گدا نے نظم کی توصیف یار | فتح اقلیم سخن کی شاہ نے
سقف گردون کو فراق یار مین | کر دیا غربال تیر آہ نے
سب یہ کہتے ہین دہن ملتا نہین | کر دیا گم ہمکو اس افواہ نے

جو ترے در کا ہوا آکر فقیر
ٹوپی بدلی اوس گدا سے شاہ نے

۱۷۵

شکر کا سجدہ بجالا او ادیب
رزق بے منت دیا اللہ نے

۱۷

سیر گلشن سے طبیعت ہی کیا شاد اپنی
تیوری بدلے ہوئے پھرتا ہو جو صیاد اپنی

کھینچے تلوار اگر وہ ستم ایجاد اپنی
آنکھ جھپکائے ابھی جوہر فولاد اپنی

ہین وہ جانباز نہ پھیرینگے کبھی منھ مڑکر
اے ستمگار دکھا تو ہمین بیداد اپنی

خوبرو دلمین جگہ دیتے ہین وہ عاشق ہون
میری تکلیف سمجھتے ہین پریزاد اپنی

کبھی تشریف جو لاؤگے دل ویران مین
بستی اوجڑی ہوئی ہوجائیگی آباد اپنی

مثل دیوانون کے اسطرح نہ تنکے چنتے
شکل ہم کو جو دکھاتا وہ پریزاد اپنی

زہد صد سالہ ابھی چھوڑدین دیکھین جو بتو
پارسائی کرین نذر آپکے زہاد اپنی

رنج سہنا مگر اے دل نہ شکایت کرنا
بات کوئی تو ہو عشاق مین ایجاد اپنی

کھود کر پھینک دیا لاش کو میری اوسنے
کوچۂ یار مین مٹی ہوئی برباد اپنی

بخشوا لیتے دونون جہان کو نہ کبھی ہم ہرگز
نہ دلاتا وہ پریزاد اگر یاد اپنی

رہے غفلت مین نہ کچھ خوف کیا عقبی کا
حیف سب عمر گئی مفت مین برباد اپنی

سر کو ٹکراکے نہ کیون جان حزین قید مین دین
جب اسیری مین نہو کوئی بھی میعاد اپنی

سخت جان ایسے ہین جانباز جو آیا پئے قتل
جو کڑی بھول گیا دیکھکے جلاد اپنی

سامنے اوس قد بالا کے بھلا کیونکر ہون
اصل کیا رکھتے ہین گلزار مین شمشاد اپنی

نالہائے دل پر درد عنادل نہ سنے
خیریت چاہے اگر باغ مین صیاد اپنی

جانکنی ہمنے یہ کی عشق لب شیرین مین
جو سنے کوہکنی چھوڑدے فرہاد اپنی

١٤٦ ٢٥

غیر ممکن غزل اس طرح مین ہم سے تھی ادیب
ہوتی موزون نہ اگر طبع خداداد اپنی

ہی خبر گرم آج حسب وعدہ یار آنے کو ہی
بعد مدت کے تجھے ای دل قرار آنے کو ہی

پھر گلگشت چمن وہ گلعذار آنے کو ہی
چشم بلبل مین گل گلزار رخسار آنے کو ہی

روی رشک آئینہ پھر خطیار آنے کو ہی
یا حلب کے ملک مین فوج تتار آنے کو ہی

مشعل رخ کا تصور چاہیے ای دل فروز
کوچہ گیسو کی راہ تنگ و تار آنے کو ہی

جانکنی کرنے کو اپنی ای بت شیرین ادا
کوہکن سے بڑھکے کوئی دل فگار آنے کو ہی

حال رخصت سن کے اوٹھا چاہتا ہی درد دل
جس سے یاد اوسکی ہے وہ یادگار آنے کو ہی

باغ جنت سے تمہارے پاس ای طوبی قدو
سرو پھر پابوسی سایہ وار آنے کو ہی

تشنہ کامان شہادت کی بجھیگی تشنگی
وہ ستمگر لے کے تیغ آبدار آنے کو ہی

روز فرقت تو کٹا مشکل سے کیا ہو دیکھیے
پھر وہی کل کی شب تاریک و تار آنے کو ہی

حسن کے شوق زینت و آرایش ای آئینہ رو
آئینہ بنکر ترا آئینہ دار آنے کو ہی

داغ روشن سے ہی ہر روز اپنی شب تاریک گور
کس لیے بعد فنا شمع مزار آنے کو ہی

ہر چمن مین کس نگارین پا کا شوق پابوس
راہ یک سالہ جو طی کرکے بہار آنے کو ہی

کسنے بے پر کی اوڑائی ہی چمن مین بلبلو
کون کہتا ہی کہ فصل نو بہار آنے کو ہی

مرتے مرتے ہی صدا آئی دہان گور سے
بعد مدت کے ہمارا یار غار آنے کو ہی

ای ستمگر جب سے قتل عام کا مژدہ سنا
سر بکف مقتل مین تیرا جان نثار آنے کو ہی

واسطے سیر گل داغ دل اوس گل کا ہی قصد
میرے خانہ باغ مین طرفہ بہار آنے کو ہی

پھول سے لبریز غنچون کے سبو ہین جابجا
آج کیا گلشن مین کوئی بادہ خوار آنے کو ہی

اضطراب دل سے جاگ اوٹھین گے مردے قبر مین
زلزلے مین ایک دن میرا مزار آنے کو ہی

غنچۂ گلزار بھی عاشق ہی کیا ای غنچہ لب
لیکے زر مٹھی مین جو بہر نثار آنے کو ہی

خاک اوڑیگی دیکھنا گلشن مین اوس گل کے بغیر
بلبلو فصل بہار اکی ہزار آنے کو ہی

کس سے پوچھون گوش گل بہرہ ہین بلبل گنگ ہی
ای صبا تو ہی بتا وہ گلعذار آنے کو ہی

بارش مژگان کے باعث ایسی ارزانی ہوئی
اشرفی کے مول جو تھا وہ کٹار آنے کو ہی

اضطراب دل سے گھر مین ہین کبھی در پر کبھی
ہمنے جب دم سے سنا ہی آج یار آنے کو ہی

آتش حسرت سے جل جلکر مرے جاتے ہین غیر
یہ فروغ ان روزون ہیرا اونکے یار آنے کو ہی

١٧٧ ای ادیب اپنے ہر اک دم کا ہے ہر دم حساب
موت اک دن صورت و زنشمار آنے کو ہی ٢٥

بعد عروج ماہ ہی صورت زوال کی
کیونکر خوشی ہو بدر کو اپنے کمال کی

تیرے گدا سمجھتے ہین کیا اصل مال کی
کمل کے روبرو نہین کچھ قدر شال کی

بیخود یہ ہین خبر نہین کچھ اپنے حال کی
اللہ رے خوشی مجھے روز وصال کی

جسنے کبھی نہ دیکھی ہو صورت ہلال کی
دیکھے وہ شکل یار کے زنگی خال کی

اوس ماہرو کے ہجر مین ایسا نحیف ہون
قد خمیدہ شکل بنا ہی ہلال کی

پہلو مین بیٹھ بیٹھ کے دل لیگئے مرا
تمنے تو مل کے عاشق شیدا سے چال کی

اوس نونہال کی یہ مسین بھیگتی نہین
کونپل نکلتی آتی ہی شاخ نہال کی

شاید پھر آمد آمد فصل بہار ہی
وحشت ہمارے دل کو ہی پھر پار سال کی

خورشید ہی فروغ مین مثل چراغ روز
اللہ رے روشنی ترے چہرہ کے خال کی

گلگشت کو چمن مین جو آیا وہ شمع رو
مانند شمع شاخ ہوئی ہر نہال کی

قصر بلند یار کا اللہ رے ارتفاع
ہمت ہے پست طائر وہم و خیال کی

نازک مرا وہ شیشۂ دل ہے کہ چور ہو
لگ جائے اسکو ٹھیس جو پاے خیال کی

حیرت اسی مین ہے کہ نہ جا مضمون کی پاس
اے دل جو نان خشک ملے حق حلال کی

اوس ماہرو کا مثل کوئی ہو تو سچ بتا
اے بدر تجھکو ہے قسم اپنے کمال کی

شیرین لبون کے حسن کی جب سے صفت لکھی
شہرت ہے شہر شہر مین حسن مقال کی

رو دیتے ہین عدو بھی مری شکل دیکھکر
فرقت مین بنگیا ہون مین صورت ہلال کی

نوک مژہ کھٹکتی رہی بعد مرگ بھی
کب نکلی پھانس اپنے دل پر ملال کی

اثبات مین دہن کے ہے بیکار گفتگو
اے شاعرو یہ بات نہین قیل و قال کی

جب سے رنج و غم کا نپایا کہین علاج
بزم سخن مین جاکے طبیعت بحال کی

دائم سرور جسمین سکونت گزین رہا
وہ دل فرودگاہ ہے رنج و ملال کی

اے نوجوان وصل کی ٹھہری ہے ساقی آج
وہ مے دے جو کشیدہ ہو سو چار سال کی

دربا تون ہے اوس بت پردہ نشین کا حکم
تو لوگو کو چین کاٹ لو پاے خیال کی

دھو جائین اپنے نامۂ اعمال کیا عجب
کثرت یہی جو ہے عرق انفعال کی

مخمور جب سے بادۂ وحدت کے ہو گئے
ہم دیکھتے ہین جام مین صورت کلال کی

١٧٨

گل خندہ زن ہے حسن دو روزہ پر اے ادیب
رو دین گے یاد آئے گی جب ہم آل کی

٢٠

پابند جو محبت زلف دوتا مین ہے
گویا ازل سے قید وہ دام بلا مین ہے

شادی کے ساتھ رنج بھی دار فنا مین ہے
آواز نالہ خندۂ دندان نما مین ہے

جب سے کہ کھل گئی ہے مری چشم معرفت
جس بت کو دیکھتا ہون وہ محو خدا مین ہے

دم بند ہو مسیح کا سنلین اگر کلام — اعجاز وہ ترے لب معجز نما مین ہے

بیتاب ہو کے نالون سے صبا و بول اوٹھا — کیا درد شور بلبل نغمہ سرا مین ہے

خالق سے التجا ہی چمن مین ہے رہ وہ گل — ہر ایک شاخ ہاتھ اوٹھائے دعا مین ہے

چھٹتا نہین ہی گیسوے مشکین کی قید سے — یارب دل حزین یہ کس بلا مین ہے

لب اپنے بند ہو گئے وقت بیان وصف — شیرینی ایسی قند لب دلربا مین ہے

مثل جوان اوٹھائے ہی عالم کا بار ظلم — کیا زور پیر چرخ کی پشت دوتا مین ہے

عمر خضر سے بال برابر نہین ہی فرق — ایسا ہی طول یار کی زلف دوتا مین ہے

چکر مین رہتے ہین جنھین روزی کی ہی تلاش — گردش برائے دانہ ہر اک آسیا مین ہے

کیا اعتبار قصر تن زار غافلو — ہر دم حباب وار یہ بحر فنا مین ہے

مایوس کیون ہی اے دل مہجور صبر کر — ہو روز ہجر وصل یہ قدرت خدا مین ہے

قدمون کے ساتھ پھرتے ہین عشاق جابجا — تاثیر نقش حب کی ترے نقش پا مین ہے

نالون کو سنکے گھر سے وہ آتے ہین دوڑتے — دیکھو تو کیا اثر مری آہ رسا مین ہے

مرضی کردگار مین لازم نہین خلاف — بندہ وہ ہی جو ہر گھڑی راضی رضا مین ہے

اوس ماہرو نے بھیک جو دی اپنے ہاتھ سے — عالم ہلال کا لب نان گدا مین ہے

زلف سیاہ جب رخ روشن پر آگئی — سب بول اوٹھے کہ مہر منور گھٹا مین ہے

پوچھین گے پر غرور امیرون سے ہم فقیر — کچھ فرق بعد مرگ بھی شاہ و گدا مین ہے

١٧٩

کیا حال پوچھتے ہو زمانہ کا اے ادیب
الفت عزیز مین ہے نہ مہر آشنا مین ہے

٣٥

غربت مین ہم ہین روح ہماری وطن مین ہے — بلبل قفس مین جان پریشان چمن مین ہے

وہ بات آجکل مرے گل پیرہن مین ہی
شرمندہ جسکو دیکھکے ہر گل چمن مین ہی

جو رنگ روپ آجکل اوس گلبدن مین ہی
ایسی کہان بہار عروس چمن مین ہی

وصف دہان یار کا رکھتا نہین جو ورد
کس کام کی زبان پھر اوسکے دہن مین ہی

اک مہروش کے ہجر مین دی ہی جو مین نے جان
عالم شعاع کا مرے تار کفن مین ہی

آئے جو مہر صورت خال سیاہ ہو
تاریکی اس قدر مرے بیت الحزن مین ہی

عشق کمر مین یار کے اسدرے لاغری
معدوم جسم زار مرا پیرہن مین ہی

بزم جہان مین شمع کے مانند ہین خموش
کہنے کو گو زبان ہمارے دہن مین ہی

ہنگام شب ہی مجمع اغیار مین وہ مہر
ہی طرفہ بات رات کو سورج گہن مین ہی

پنجاب کا ہی شبہہ مین دواب پہ
سیلاب اشک چشم یہ گنگ و جمن مین ہی

مردہ کیا ہی ہجر نے اک عمر سے مجھے
عالم کفن کا مدتون سے پیرہن مین ہی

چھوٹون بھی مجھ غریب کو کرتے نہین ہین یاد
یہ کیسی بے مروتی اہل وطن مین ہی

دو باتین کرکے دل کو ہر اک کے لبھالیا
انداز سحر کا ترے طرز سخن مین ہی

دست جنون کی دست درازی ہے بعد مرگ
ہی تار تار تار جو اپنے کفن مین ہی

آزاد ہی وہ قید سے دونون جہان کی
جکڑا ہوا جو زلف رسا کی رسن مین ہی

غائب نظر سے ہی دہن تنگ یار کا
لیکن برائے نام کمر پیرہن مین ہی

اس بت کے کلام کے قائل ہین یا کلام
لیکن ہمین کلام ثبوت دہن مین ہی

خندان عبث ہین اپنے دو روزہ بہار پر
یہ حسن مستعار گلون کا چمن مین ہی

رنگین شعر پڑھتے ہین اوس گل کے وصف مین
بزم سخن مین ہم ہین کہ بلبل چمن مین ہی

ہو شمع کے لباس مین یا گل کے بھیس مین
معشوق دلربا ہی وہ جس پیرہن مین ہی

عشاق جان دیتے ہین بے نیزہ و سنان
ای ترک طرفہ نوک تری بانکپن مین ہی

تازہ مدام رہتے ہین گلہاے داغ دل
کیا بیخزان بہار ہماری چمن مین ہی

گلگشت مین کھلا رخ پرنور دیکھکر
سورج مکھی کا پھول شگفتہ چمن مین ہی

دیکھے جو بزم یار وہ قسمت کا ہی دھنی
اوسکے بڑے نصیب جو اوس انجمن مین ہی

آنکھین تمھاری ہین وہ فسونساز ای بتو
حیران جن کو دیکھکے نرگس چمن مین ہی

چھوڑا ہی مین نے سر لب شیرین کے عشق مین
کیا فرق مجھ مین اور بھلا کوہکن مین ہی

بوسہ ملا تو جی گئے عمر ابد ملی
آب حیات یار کے چاہ ذقن مین ہی

ای گلبدن جو پانون کا تیرے غبار ہی
وہ خاک سرمہ چشم عروس چمن مین ہی

آنکھون سے ہم لگاتے ہین گل اوسکو جانکر
جو خار دیکھتے ہین کہ راہ وطن مین ہی

گلزار کائنات کی طرفہ بہار ہی
جس گل کو دیکھو ہوش ربا اس چمن مین ہی

دنیا کی نعمتون سے بھی بھرتا نہین کبھی
ناسور کیا حریصون کے زخم دہن مین ہی

ہی میرے دم سے بزم حسینان مین روشنی
مانند شمع داغ جگر انجمن مین ہی

ای بت جو رشتہ سبحہ و زنار کا ہی ایک
پھر کیا نہین ہی شیخ مین کیا برہمن مین ہی

لینے سے اوسکے نام کے لب بند ہو گئے
شیرینی ایسی یار کے سیب ذقن مین ہی

۱۸۰
بزم سخن مین قدر کچھ اپنی نہین ادیب
میرا شمار ہی نہین اہل سخن مین ہی
۳۲

دلمین مرے سرور ہی کیفیت شراب سے
پر نور گھر ہی عکس رخ آفتاب سے

میرے گناہ جب کہ ہین باہر حساب سے
کچھ ڈر نہین حساب کے دن کے عذاب سے

در پر کبھی ہون وعدہ کی شب گھر مین ہون کبھی
دم بھر نہین ہی چین کہین اضطراب سے

ساقی عجب نہین ہی جو بہ جائے وہ رنگ
کشتی مے تلاطم موج شراب سے

شاید وہ دین گے شربت دیدار چھانکر
بے وجہ کیون چھپائے ہین منھ کو نقاب سے

ہوگا گمان خلق کو طوفان نوح کا
آنسو اگر گرے مری چشم پرآب سے

سب بٹ گئے آفتاب قدآدم آگیا
وا ہو گیا جو وہ رخ روشن نقاب سے

جب تک نہ صاف ہووے ترے دل کی تیرگی
اے شیخ تجھکو فائدہ کیا ہی خضاب سے

آب حیات سے نہین کچھ کم ہی آب مے
مین بادہ کش ہون نیست مری ہی شراب سے

مین مرگیا ہون گوہر دندان کی یاد مین
احباب غسل دین مجھے موتی کی آب سے

اے مہر اپنے درہم داغ اب فروغ مین
کچھ کم نہین ہین اشرفی آفتاب سے

ہم شوق دید عارض پر نور یار مین
آنکھین لڑا رہے ہین کرۂ آفتاب سے

اپنے دہن کیطرح رہے گم تمام رات
ایسے شب وصال وہ سمٹے حجاب سے

وہ پہلوے رقیب سے پھر آئین میرے گھر
اے چرخ کیا ہی دور ترے انقلاب سے

گلشن مین خاک اوڑتی ہی سونے ہین میکدے
مجھ بادہ کش نے کی ہی جو توبہ شراب سے

تھا پہلے اجتناب مگر اب یہ شوق ہی
زاہد جو کھولتا ہی تو روزہ شراب سے

دیکھا بلند قصر جو اوس رشک ماہ کا
دستار گر پڑی گئی سر آفتاب سے

ہاتھ اپنے گھس گئے یہ لکھے ہمنے خط شوق
لیکن نہ خوش کیا کبھی اوسنے جواب سے

ہنگام دید پردۂ رخ ہو گیا وہ چند
تار نظر جو مل گئے تار نقاب سے

وہ مست ہین کہ دیدہ و دل کرتے ہین نثار
ایسا ہی انس شیشہ و جام شراب سے

ایسا گناہگار نہین کوئی حشر مین
دوزخ بھی کانپتا ہی ہمارے عذاب سے

وہ مست بادہ کش ہون کہ ساقی کے ہجر مین
دوران سر ہوا مجھے دور شراب سے

دونون جہان کے علم عیان ہوگئے زاہدو | چار آنکھین ہونگی جب کبھی جام شراب سے
ہیوجہ زر درو نہین گردون پر آفتاب | خجلت زدہ ہی چہرۂ روشن کی تاب سے
دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب | دھو بیٹھے ہاتھ گوہر خوشاب آب سے
اوس مہر کی ہی مہر سے یہ مرتبہ بلند | گرتا ہی باتین ذرۂ خاک آفتاب سے
بحر جہان مین سب ہین کوئی دن کے میہمان | آواز آتی ہی یہ شکست حباب سے
سونا ہی ونکا باعث کم عمری بشر | مصرع لکھو یہ آب زر آفتاب سے
بحر جہان مین ٹوٹتے ہین سرکشون کے سر | معلوم ہوگیا ہمین شکل حباب سے
وہ مست ہین گراتے ہین میکش زمین پر | قطرے ہمارے نام کے جام شراب سے
زاہد نماز گر سے ہوگا گناہگار | پڑ جائیگا عذاب مین ایسے ثواب سے

۱۸۱ برباد اوسکی خاک نہو گی کبھی ادیب
عشق ولی ہی جسکو شہ بوتراب سے ۲۸

یہ کم کیا تری فرقت کے غم نے کھا کے مجھے | کہ موت پھر گئی گھر سے مرے نہ پا کے مجھے
ستم ہین یاد سب اوس شوخ بیوفا کے مجھے | جو آکے خواب مین بھی چلدیا جگا کے مجھے
جو بت ستاتے ہین بیوجہ رُلا کے مجھے | وہ منہ دکھائینگے کیا روبرو خدا کے مجھے
تمام دن مجھے حسرت سے خون کیون نہ رولائے | وہ پان غیر کو دیتا ہی دکھا کے مجھے
یہ چشم مست کو مین دیکھکر ہوا بیہوش | کہ لوگ لیچلے میخانہ سے اوٹھا کے مجھے
گلو نہین ہون یہ سبک ضعف سے گل بازی | کہ پھینک دیتے ہین جو لیتے ہین اوٹھا کے مجھے
خوشا وہ روز کہ سامان وصل ہون طیار | اوٹھائین بزم سے وہ غیر کو بٹھا کے مجھے
یہ ضعف ہی کہ کہا جان نے دم آخر | بڑا محال ہی جانا لبون تک آکے مجھے

پلاکے مے اوسے اسطرح ساقیا کر مست
کہ مجھسے وہ کہے گھر لیچلو اوٹھا کے مجھے

نصیب اپنے یہ تقدیر کا مری لکھا
خط اوسنے ایک بھیجا یہان سے جا کے مجھے

دن اور رات ہے گردش مین چھانتا ہی خاک
ملا فلک کو یہی خاک مین ملا کے مجھے

خدا ہر ایک کو بیدرد آدمی سے بچائے
وہ ہنس رہے ہین کھڑے دور سے رولا کے مجھے

جھکا کے سر کو لگا جاؤ آکے آنکھون سے
اشارے ہین یہ تری چشم نقش پا کے مجھے

مے اس آئینۂ دل مین سیر عالم ہے
حصول لطف ہین جام جہان نما کے مجھے

نہ چھوٹتا کبھی قدمون سے اوس نگارین کے
نصیب ملتے خدایا اگر حنا کے مجھے

شہید تیغ تبسم سے کرتے ہین گویا
وہ دیکھ لیتے ہین جسوقت مسکرا کے مجھے

وہ ہون مریض تب عشق ہو ابھی صحت
طبیب زہر اگر دین عوض دوا کے مجھے

نہ ہے وہ حلق جو ہر دم رہے تہ خنجر
کرم سے لطف ہین ٹھوکری جفا کے مجھے

یہ شوق دشت ہے گھر دوڑتا ہے کاٹنے کو
جنون مین شہر کے ناکے ہوے ہین تا کے مجھے

یہی ہے آرزوِ دل کہ خنجر قاتل
نہ ایک دم کو بھی چھوڑے گلے لگا کے مجھے

مثال نقش قدم راہ کوے جانان سے
کہین نہ اوٹھنے دیا ضعف نے بٹھا کے مجھے

کمال حسرتین ای تیر یار مدت کی
مزہ خلش کا چکھا جلد دل مین آ کے مجھے

ہو موج خیز تلاطم سے پار ابھی بیڑا
خدا مرا جو ہو مانند ناخدا کے مجھے

مسافران عدم یا خدا گئے کس راہ
نشان تک نہین ملتے ہین نقش پا کے مجھے

یہ عشق سبزۂ خط مین ہون زار و کاہیدہ
نفس کی آمد و شد جھونکے ہین ہوا کے مجھے

جدا کبھی نہین ہوتا ہے ای تصور یار
نثار چاہیے ہونا تری وفا کے مجھے

عدم کا ملک بلا ریب ہے بڑا دلچسپ
کہ کوئی بھی نہین ملتا وہان سے آکے مجھے

۱۸۲ — ادیب فخر ہو مجھکو غزل سرائی مین
جو داد شعر دین شاہ دکن بلا کے مجھے — ۱۶

کسی کا جسے عشق اے دل نہین ہی
مزہ زیست کا اوس کو حاصل نہین ہی

گلون کی ہی فرقت مین آواز نالہ
چمن مین یہ شور عنادل نہین ہی

ابھی بام پر یار کے اوڑکے جاتا
مگر شہپر طائر دل نہین ہی

دکھا دو تم اعجاز اوسے باتین کرکے
جو معجز نمائی کا قائل نہین ہی

نہین ہی جو اوس ناوک افگن کا مسکن
وہ پیکان ہی سینہ مین دل نہین ہی

گیا ہی وہ گل جیب اپنی لیئے سے
شگفتہ مرا غنچۂ دل نہین ہی

پھراتے ہو کیون ناصحو سر ہمارا
جو مانے نصیحت یہ وہ دل نہین ہی

سلام اے دل اب کعبہ کو ہی ہمین سے
جب اون ابروون کے مقابل نہین ہی

بجز تیرے ملنے کی اے ماہ خوبی
کوئی اور اب حسرت دل نہین ہی

سیہ خال رخسار تابان پر اونکے
مرا اختر بخت ہی تل نہین ہی

اوٹھانا قدم کا ہوا لاکھون منزل
نحافت سے دو ایک منزل نہین ہی

جب اوشنے میرے سینہ پہ ہاتھ رکھا
اوسی دم سے بیتابی دل نہین ہی

کھلاتا ہی کیا کیا لگے گیسو کی الفت
یہ کچھ کھیل اے حضرت دل نہین ہی

جو دشوار ہی زیست مین اونکا آنا
ہمین جان دینا تو مشکل نہین ہی

وہ شل ہاتھ ہو یا کہ ٹوٹے خدایا
جو اونکے گلے مین حائل نہین ہی

۱۸۳ — غزل تو کہی ہی ادیب اس طرح مین
کوئی شعر رکھنے کے قابل نہین ہی — ۲۳

دل مرا خوش ہی بجا تیر کے پیکانوں سے
روسا شاد ہوا کرتے ہین مہمانوں سے

بال لٹکائے جو وہ شانک ہی شانوں سے
ہو ہر اک زلف پریشان کے پریشانوں سے

دل ہو کیا خوش دم گلگشت گلستانوں سے
غنچے فرقت مین ہمین ٹھکے ہین پیکانوں سے

واہ کیا شوق اسیری ہی اوٹھین اے صیاد
بلبلین آتی ہین اڑ اوڑکے گلستانوں سے

بار سر تن سے اوتارا ہو مرا ای قاتل
ہین سبک دوش نہو نگا ترے احسانوں سے

ناوک یار کسی طرح نہ دل سے نکلین
گھر یہ خالی کبھی یارب نہو مہمانوں سے

نظر بھر سے تمنے نہ کسیدن دیکھا
لاکھوں عاشق اسی حسرت مین گئے جانوں سے

ای پری پھاڑکے دیوانوں نے ایسے پھینکے
کوسوں دامن گئے بے جا جاکے گریبانوں سے

بڑھ گئی حلقہ بگوشی سے جہان مین توقیر
آبرو پائی ہی گوہر نے ترے کانوں سے

کیا مزہ ہی جو بڑھے لذت درد ای قاتل
بھر دے زخموں مین نمک لیکے نمکدانوں سے

بعد مدت کے تمنا مرے دل کی نکلی
آج لایا ہوں گھر اونکو بڑے ارمانوں سے

درد انگیز ہین اسطرح کہ جو کوئی سنے
منہ کو آجائے کلیجہ مرے افسانوں سے

ہم وہ مے نوش ہین کہ جو کرین گے توبہ
رونق اوٹھ جائیگی ای میکشو میخانوں سے

کیون تصدق نکرین دیدہ دل ای ساقی
عشق شیشوں سے ہی الفت ہمین پیمانوں سے

تو بہ کی ہم نے مگر لگی تسلی کو مدام
پانی شیشوں مین بھرا کرتے ہین پیمانوں سے

بزم جانان سے نہ کسطرح نکالا جاتا
بن کے حسرت مین گیا تھا بڑے ارمانوں سے

آرے چلتے ہین سر زلف کے میرے سر پر
شکل آرہ ہی عیان سین کے دندانوں سے

قصہائے دل پر درد وہ سنکر بولے
اوڑگئی نیند ہماری ترے افسانوں سے

کوچہ یار مین ہی ایک ہی مٹی سب کا
ہندوؤں کو نہین پرہیز مسلمانوں سے

گھڑی رہتی نہین بیماری فرقت دم بھر
اوس مسیحا کا ہی گھر بڑھکے شفاخانون سے

خم کے خم منھ سے مرے لا کے لگا دے ساقی
مین بلا نوش ہون کیا مین پیون پیمانون سے

سچ ہی نیچا سر مغرور ہوا کرتا ہی
سرکشی شیشون کی اچھی نہین پیمانون سے

ای ادیب اپنی دعا ہی یہی خالق سے مدام
رہے یہ بزم سخن جمع سخن دانون سے

۱۸۴ ۲۶

جہان کیون نہ مجھے غمکدہ نظر آئے
عدم سے گریہ کنان جب کہ ہم بشر آئے

جو دلمین تیر ترا توڑکر جگر آئے
دلی امید مری عمر بھر کی بر آئے

امید وصل کی اوس خانہ جنگ سے کیا ہو
جو بات بات مین لڑنیکو چڑھکے گھر آئے

نہ پوچھ کسلیے ہون آبدیدہ ای ہمدم
کسیکی یاد مین آنکھون مین اشک بھر آئے

نکلکے روح بدن سے عدم مین کہنے لگی
ہم اپنی قید کی میعاد پوری کر آئے

وہ دلفریب ہی صورت کہ دیکھکر تجھکو
دل شکستہ عشاق لوٹ کر آئے

میان یار کی فرقت مین ہین اگر روون
بڑھے یہ آب سرشک اپنے تا کمر آئے

کیا خموش عنادل کو خوش بیانی مین
ہم ایک وہ ہین کہ غالب ہزار پر آئے

تمہارے حسن ملیحی کا شور اگر سنلین
تو منھ مین حضرت زاہد کے پانی بھر آئے

زبان حال سے بولے کہ آبرو پائی
صدف سے کان مین اوس بت کے جب گہر آئے

امید کیا ہو پھر ایفاء وعدہ کی اوس سے
نہ میری یاد کبھی جس کو بھولکر آئے

کرم مین اونکے ہی در پردہ ظلم بھی شامل
وہ ساتھ لیکے رقیبون کو میرے گھر آئے

گھر اپنے چھوڑکے آوارہ وطن ہوکر
جگر چھدانے کو تیرے لیے گھر آئے

کیے تو ظلم کچھ ایسے کہ بس خدا کی پناہ
ستم ہی پھر بھی وہ کہتے ہین رحم کر آئے

وہی تو دل ہی جو مسکن ہو تیرے رہنے کا
وہی ہی آئینہ جس مین کہ تو نظر آئے

ملال و بیکسی و یاس و حسرت و حرمان
مزار پر مرے سب بن کے نوحہ گر آئے

وہ رند ہین کہ نہ ہم بے پلائے چھوڑین گے
کبھی یہ حضرت زاہد جو دانون پر آئے

مآل حسن دو روزہ سمجھ کے گلشن مین
گلون کے ہنستے ہی شبنم کے اشک بھر آئے

خوشا نصیب کہ گردن ہی زیر خنجر یار
ہزار شکر کہ مرنے کی گھاٹ اتر آئے

وہ دلگداز ہی قصہ کہ سنتے ہی جسکو
مرے عدو کے بھی آنکھون مین اشک بھر آئے

قفس کو توڑ کے اوڑ جاؤن بلبلو اسدم
بہار کی اگر اوڑتی ہوئی خبر آئے

صدا یہ آتی ہی ہر وقت کوئے قاتل مین
یہان جو آئے وہ جان اپنی بیچکر آئے

تمہاری دید کے کچھ ایسے ہو گئے مشتاق
کہ میری آنکھون مین لخت دل و جگر آئے

جب اونکے پان سے غیرونکو سرخرو دیکھین
ہماری آنکھون مین کیونکر نہ خون اوتر آئے

ضعیف ہی کہ اوٹھے درد دل تو اوٹھ نسکے
جو آئے جان لبون پر تو بیٹھکر آئے

۱۸۵

ادیب با ہمہ تقوی و پارسائی و زہد
کہو تو خیر ہی میخانے مین کدھر آئے

۳۱

جب سے اوس بت سے آشنائی کی
نہین مطلق خبر خدائی کی

سہ گئے ایذا شب جدائی کی
جان دیدی نہ آشنائی کی

جو کہ دشمن ہوا اوسکو بھی یارب
نہ دکھانا گھڑی جدائی کی

مجھکو صورت پلنگ کی شب ہجر
ہو گئی شکل چارپائی کی

چھپ کے رندون سے شیخ صاحب نے
دختر رز سے آشنائی کی

مبتلا رہتی ہی عذاب مین جان
روز محشر ہی شب جدائی کی

دیکھکر جلوہ اوسکا زاہد کو | پڑ گئی اپنی پارسائی کی
زلف خوبان و روز محشر سے | کہین بڑھکر ہی شب جدائی کی
اوسکے کوچے سے اوٹھنے ہی دیا | کون بلائین شکستہ پائی کی
جس سے یاد آئے ظلمت شب گور | وہ بلا رات ہی جدائی کی
تیری صورت پہ ای فلک ترسے | جو مصیبت پڑے جدائی کی
جو نہ زلفون کا ہو بہو سودا | خاک کیون چھانین ہم خدائی کی
والے تقدیر جب سے قید ہوے | نہ خبر بھی سنی رہائی کی
ہو گیا خشک سب بدن مین لہو | باتین سنکر تری روکھائی کی
وصل ہوا وسکو اور ہم ترسین | کیا ہی قسمت تری دلائی کی
شاد رہتے ہین دام گیسو مین | کیون کرین آرزو رہائی کی
باغ عالم مین تم وہ گل ہو گلو | بو نہین جنھین آشنائی کی
غیر سے خوب چپکی باتین کین | تمنے ہم سے مگر روکھائی کی
ہم بغل آکے جب ہوا وہ مہر | شامت آئی شب جدائی کی
چلدیے چھوڑکر لحد مین ہمین | سب نے آخر کو بیوفائی کی
غرق ہون بحر غم مین ای یم حسن | تجھسے جسدن سے آشنائی کی
میری تقدیر مین بدی تھی یہی | تو نے ناحق نہین برائی کی
جب خیال اونکا دلمین آنے لگا | درد نے اوسکے پیشوائی کی
ای شہ حسن تیرے کوچے مین | بادشاہون نے بھی گدائی کی
ہوکے بیتاب خود وہ آئینگے | جب مری آہ نے رسائی کی

ایک دم تو نے جسکو اوڑھ لیا — کھل گئی قسمت اوس رولائی کی
ہاتھ پہونچا کب اوسکے دامن تک — کب مرے بخت نے رسائی کی
ہمسے کیون آپ ہوگئے ٹیڑھے — راستبازون سے کج ادائی کی
جام جم سے ہی بڑھکے اپنی شہ حسن — آبرو کاسہ گدائی کی
رہی ٹوٹ کر رگ جان مین — نوک نشتر نے کج ادائی کی

۱۷۶ — ۲۵

جب نہ اچھا ہوا ایک شعر ادیب — کیفیت کیا غزل سرائی کی

یہ جان ناتوان کا ترے غم مین حال ہی — لب پر بھی فرط ضعف سے آنا محال ہی
کیون منعمون کو زر سے محبت کمال ہی — ہاتھون کا میل ہی جسے کہتے ہین مال ہی
گرمی حسن اوس گل تر مین کمال ہی — ہر گل کا منہ چمن مین اسی وجہ لال ہی
کیا اوس ستم شعار سے امید جان بچی — مذہب مین جسکے خون بہانا حلال ہی
گھلکر ہوا ہون تار یہ زلفون کے عشق مین — موے تن ایک ایک سراسر وبال ہی
اہل ہنر کو ہی جو ہنر کا غرور ہو — ہمکو بھی اپنی بے ہنری مین کمال ہی
باہر نہ میکدہ سے گئے ساقیا کبھی — زنجیر موج مے ترے مستون کو جال ہی
بحر عرق ہی شرم سے عالم مین موجزن — فرط گناہ سے یہ ہمین انفعال ہی
عاجز ہوا ہین زیست سے اسطرح ہجر مین — ہمکو حرام موت بھی مرنا حلال ہی
گھر غیر کے وہ جا کے چلے آئے میرے گھر — معلوم ہوگیا کہ کوئی اسمین چال ہی
دن ہی پہاڑ ہجر کا کالی بلا ہی رات — کٹنے مین ایک پل بھی ہمین ایک سال ہی
بے دام ملی تو مے پیو جی بھر کے شیخ جی — قاضی کو بھی تو مفت کی پینا حلال ہی

موے میان یار سے ہی بال بھر کا فرق | جسم نحیف وزار مرا بے مثال ہے
اوس گل کے وصف حسن مین اسطرح ہین خموش | گویا زبان ناطقہ بلبل کی لال ہے
لکھا ہی اونکی آنکھونکی شوخی کا ہمنے وصف | ہر نقطہ دیکھو مردم چشم غزال ہے
اسے ہمتن پلک بھی جھپکتی نہین کبھی | سونا ترے فراق مین خواب و خیال ہے
ایسا بٹھا دیا ہی تب غم کے ضعف نے | ہمکو تو اک قدم بھی اوٹھانا محال ہے
جائیگی جان آرزوے وصل یار مین | شوق وصال یار مین اک دن وصال ہے
تنہا شب فراق مین ہم ہین تو غم نہین | ہمدم شریک حال تمہارا خیال ہے
پھنسکر کبھی نہ چھوٹکے ہم نکلے تا بزیست | جنجال جان کا ہی کہ زلفون کا جال ہے
چلتا ہی حلق پر مری رک رک کے وقت قتل | نازو ادا کی خنجر قاتل مین چال ہے
ممکن نہین کہ ہو سکے وصف دہان تنگ | اوصاف مین لبون کے زبان اپنی لال ہے
باتین تو زندہ کرتی ہین رفتار پایمال | اوس ترک خوش خرام کی کیا بولچال ہے
گہوارہ کو جنازہ سمجھتا رہے بشر | لازم طفولیت سے خیال مآل ہے

۱۸۷ آیا وہ گھر اوسکے شطرنج کھیلنے
اوس فقرہ باز کی کوئی اسمین بھی چال ہے ۲۳

ہوے ہین خاک جسدن سے ہم اونکے آستانے کی | رہا کرتے ہین سرمہ بنکے آنکھونمین زمانے کی
خبر ہی گرم آج اوس شعلہ رو کے گھر پر آنے کی | ہمین فکر اسلیے ہی راہ مین آنکھین بچھانے کی
اجازت اوسکے کوچے مین نہین ہی جب سے جانے کی | صبا کو پڑ گئی اسدن سے عادت خاک اوڑانے کی
جب اے دل فکر کی بگڑی ہوئی قسمت بنانے کی | ملی ماتھے پر اپنے خاک اونکے آستانے کی
خوشا طالع کہ تاثیر اسقدر اپنی دعا نے کی | کہ وہ بدخو برائی چھوڑ کرنے لگا نیکی

دل بلبل ہو گیا خوش سن کے مژدہ موسم گل کا
عدم مین یاد یاران وطن کو آئی ہی میری
جنون کا جوش فصل گل مین ہو گھٹتا ہی ہم گھر مین
بقا ہی دائمی ہم جانتے ہین نیست ہونے کو
ہوا یہ زور جان ناتوان پر ناتوانی کا
نہین ہی سرکشی زیبا کسیکو پھر عالم مین
غضب ہی ہم تو ترسین دید کو اونکی اوروں کی
ہوئی ہی آمد و شد غم کی اپنے خانۂ دل مین
گلی مین یار کی بیٹھے ہین مثل نقش پا جم کر
سفر درپیش اقلیم عدم کا جبکہ ہر دم ہی
جلے اعدا بہت اسی شاہ خوبی ہم فقیرون سے
وہی ہوتا ہی او ناداں جو لکھا ہو قسمت مین
تمہارے وصل کی ایسی گھڑی ہین حسرتین دل مین
در دلبر پرا ہی دل چل کے کر تو ناصیہ سائی
قفس مین ہو گیا دل باغ باغ ایک ایک بلبل کا
وہ عاشق ہین کہ معشوقانہ نازک ہی مزاج اپنا
برا ہوتے سے انجام دیکھا عشق بازی کا

تری عادت ہی او صیاد بے پر کے اوڑانے کی
یہی ہی وجہ شاید نزع مین ہچکی کے آنے کی
بہار آئی ہی دھن وحشت مین ہی صحرا کے جانے کی
کیا کرتے ہین کوشش اپنی ہستی کے مٹانے کی
کہ فرط ضعف سے طاقت نہین ہی لب پر آنے کی
فنا ہونا حبابون کا سزا ہی سر اوٹھانے کی
رہے پیچ مین زلف اونکی رہے تقدیر شانے کی
ہمارا اون کے جسدن سے ہوئی رسم آنے جانے کی
وہ آئے سامنے جسمین ہو کچھ طاقت اوٹھانے کی
سرا ہے دہر مین پھر کیا ضرورت گھر بنانے کی
ترے در پر پہنچی جسدم خبر دہونی رمانے کی
نکر پھر گر شکایت تو زمانے سے زمانے کی
کہ گنجایش نہین ہی اب کسی شی کے سمانے کی
یہی تدبیر ہی تقدیر کا لکھا مٹانے کی
خبر اوڑتی ہوئی سنلی جو فصل گل کے آنے کی
نہین برداشت اونکے ناز بیجا کے اوٹھانے کی
قسم اوس روز سے کھائی ہی ہمنے دل لگانے کی

۱۸۸

او بے ستم سے خستہ جان روز گرتا ہی وہ بدخوئی
خدا ... سنگین ور دل آن دلربا کی

۱۸

کیا مزہ درد و خلش کا مجھے حاصل ہوجائے / یا خدا سینہ مین پیکان اگر دل ہوجائے
دست دلدار گلے مین جو حمائل ہوجائے / ہاتھ بھر کا ابھی سینہ مین مرادل ہوجائے
زخم کھانے کا مزہ کچھ مجھے حاصل ہوجائے / میرے قاتل کا جو ہر عضو بھی قاتل ہوجائے
جو ترا شیفتہ ای زہرہ شمائل ہوجائے / درحقیقت وہ اسیر چہ بابل ہوجائے
عمر بھر کی جو تمنا ہی وہ حاصل ہوجائے / کوئی دم کو وہ اگر ای کشش دل ہوجائے
خانۂ کعبہ کے ہمرتبہ مرادل ہوجائے / ای صنم تیرے اگر رہنے کی منزل ہوجائے
وای تقدیر کہ جب آئین وہ بیہوشی مین / ضعف سے آپ مین آنا مجھے مشکل ہوجائے
وہ چلین ناز سے آجائے قیامت بھی کہین / جو کہ کل ہونی ہو وہ آج ہی ای دل ہوجائے
زلف پیچان کا جو ہو دشت نوردی مین خیال / جادۂ راہ مرے حق مین سلاسل ہوجائے
ہاتھ اپنے جو دے بھیک وہ خورشید لقا / غیرت مہر ابھی کاسۂ سائل ہوجائے
جان جاے جو ہوں فرقت ساقی مین شراب / آب می آب دم خنجر قاتل ہوجائے
مین یہ سمجھون کہ ہوا طالع خفتہ بیدار / اختر بخت ترے رخ کا اگر تل ہوجائے
ناتوانی جو یہی ہی تو تعجب کیا ہی / آپ سے جا کے پھر آنا مجھے مشکل ہوجائے
خانۂ چشم مین آ بیٹھے جو وہ لیلی وش / پردہ آنکھون کا مری وہ محمل ہوجائے
ضعف ایسا ہی اگر تن سے نکلنا چاہیے / لب تک آنا بھی مری جان کو مشکل ہوجائے
شست و شوی دل کی ہی بارش مین عبث ای اللہ / داغ یہ وہ نہین دھونے سے زائل ہوجائے
خنجر ابروے پرخم ترے وہ قاتل ہین / اک نظر جو کہ اوسے دیکھے وہ بسمل ہوجائے

١٨٩ — قدر پھر بھی نہین کچھ اوسکے زمانے مین ادیب
لاکھ دنیا مین کوئی شاعر کامل ہوجائے — ٣٠

اگر تیغ کمر گھاٹ اوتارا نہین ہی
تو اسی دل ترا پار بیڑا نہین ہی

وہ انسان لاریب اصلا نہین ہی
جو تیرا دل و جان سے شیدا نہین ہی

دم نزع ہی یہ ہجوم تمنا
کہ دم کے نکلنے کا رستا نہین ہی

نہین جسم و جان کچھ وہ جانباز ہین ہم
ذرا سر کے جانیکا دھڑکا نہین ہی

زمانہ مین دیوانہ مشہور ہی وہ
جسے زلف خوبان کا سودا نہین ہی

مریض محبت کا مرنا ہی صحت
برا کیا ہی جو حال اچھا نہین ہی

لکھین گے وہ کیون خط مین حال حقیقت
مقدر مین میرے یہ لکھا نہین ہی

نہین ہی تو کچھ بھی نہین گو ہو سب کچھ
بغل مین جو وہ ہی تو پھر کیا نہین ہی

اسی فکر مین نکتہ بین مرتے ہین گم
دہن اوس پری رو کا ہی یا نہین ہی

نہین اسمین کچھ شک کہ ہی ماہ تابان
یہ اوس بت کا نقش کف پا نہین ہی

لگاؤ نہ چھونے کا الزام مجھپر
مرا زلف تک ہاتھ پہونچا نہین ہی

مجھے نزع مین وہ نہ دیکھین گے آکر
برے وقت کوئی کسیکا نہین ہی

حبابون کے مانند بحر جہا نمین
ہمین ایک دم کا بھروسا نہین ہی

گئی جان بھی ہجر مین روتے روتے
کچھ آنکھون ہی کا مجھکو رونا نہین ہی

جسے عشق کہتے ہین ای بحر خوبی
وہ دریا ہی جس کا کنارا نہین ہی

اگر تمنے نظرون سے اپنی گرایا
پھر اپنا کہین بھی ٹھکانا نہین ہی

لگاتا ہی کیون اپنی آنکھون سے ہر اک
اگر سرمہ خاک کف پا نہین ہی

ہجوم اسقدر ہی تری حسرتون کا
کہ دلمین ذرا بھی ٹھکانا نہین ہی

سمجھتی ہی خندان ہین گل چند روزہ
بلا وجہ شبنم کا رونا نہین ہی

نہین سہل ہی وصف لکھنا دہن کا
ہی دشوار منہ کا نوالا نہین ہی

بھلا زندگانی کا کیا لطف ہوگا
تمھین ای خضر جب کہ مرنا نہین ہی

جسے دیکھو ہی مثل آئینہ حیران
تری بزم مین کسکو سکتا نہین ہی

مین گل کھا کے ہاتون کو گلدستہ کرتا
سر دست اوس گل کا چھلا نہین ہی

ثبوت دہن بات ہی گومگو کی
جو ہوجائے حل وہ معما نہین ہی

ستمگار وشہ زور ای پیر گردون
جوانون مین بھی کوئی تجھسا نہین ہی

اوٹھائی ترے ہجر کی ایسی سختی
کہ پتھر کی سل ہی کلیجا نہین ہی

نہ ہمکو ملا بوسۂ خال عارض
مگر اختر بخت چمکا نہین ہی

عجب ذائقہ اور طرفہ ہی لذت
کہ دل غم کے کھانے سے بھرتا نہین ہی

زہی بخت اپنا خوشا قسمت اپنی
کہ سر اوسکے پاؤن سے سرکا نہین ہی

۱۹۰

ادب آئی پیری بجا کوس رحلت
مگر تمکو کچھ خوف اودھر کا نہین ہی

۲۲

زندگانی کا مزہ کیا ہمین ای دل آئے
تیغ قاتل سے نہ ہم ہوسکے جو بسمل آئے

جذب کو اپنے دکھانے پر اگر دل آئے
ابھی آغوش مین وہ حور شمائل آئے

لب رنگین کا تصور جو بندھے رونے مین
بجا اشک آنکھون سے خون جگر و دل آئے

وہ بھی بیتاب پھرین میری طرح اے یارب
کسی بیدرد پر اونکا بھی کہین دل آئے

سخت جانی جو دکھاؤنگی دم قتل اپنی
ناک مین مجھسے دم خنجر قاتل آئے

ضعف نے پاؤن نکالے یہ تری فرقت مین
اک قدم چلنے کو سمجھے کئی منزل آئے

صاف باطل ہوا ابھی دعوی یکتائی یار
آئینہ جو رخ صافی کے مقابل آئے

وائے تقدیر کہ ہم جانب مقتل جا کر
تشنہ آب دم خنجر قاتل آئے

کیون نہ مایوس ہون ہم زیست سے فرقت مین تری
ضعف سے جان بھی لب تک جو بمشکل آئے

یاد رہ کہنا کہ کبھی خانۂ دل مین میرے
بھول کر بھی نہ تم ای حور شمائل آئے

تشنۂ شوق شہادت ہون تمنا ہے یہی
تا گلو آب دم خنجر قاتل آئے

حسرت دید مین کس طرح نہ مرجاؤنگا مین
قتل کرنے کو جو منھ پھیر کے قاتل آئے

عید کے روز سے مقتل مین زیادہ ہو خوشی
گلے ملنے کو اگر خنجر قاتل آئے

دیکھنا شوق اسیری قفس ای صیاد
قید ہونے کے لیے اوڑ کے عنادل آئے

روبرو اوس رخ پر نور کے جانا نہ کبھی
نقص تجھ مین نہ کہین ای مہ کامل آئے

ہو شرف منزل خورشید سے بڑھکر حاصل
خانۂ دل مین اگر وہ مہ کامل آئے

خشک مثل لب عشاق ملا وا نصیب
تشنہ لب ہم جو کبھی ون لب ساحل آئے

سنکے حال دل پرسوز یہ بیتاب ہوے
شمع کی طرح وہ گریان سر محفل آئے

جب سنا دیتے ہین وہ حسن کی اپنے خیرات
ماہ و خورشید لیے کاسۂ سائل آئے

لطف پردہ کا ہے ای غیرت لیلی و سدم
پردۂ شب جو بنی پردۂ محمل آئے

بیگناہی مری کیونکر نہ کھلے مقتل مین
سرنگون شرم سے جب خنجر قاتل آئے

یاد گیسو مین اگر دشت نوردی مین کرون
مار رہ بن کے ابھی جادۂ منزل آئے

۱۹۱
پہونچے ہم عشق حقیقی کو مجازی سے ادیب
نظر بت ہمین سنگ رہ منزل آئے
۲۸

چین مین ہوگئے ہستی سے گذرنے والے
جی گئے مر کے ترے ہجر مین مرنے والے

لب جان بخش پر اونکی جو ہین مرنے والے
ملک الموت سے بھی وہ نہین ڈرنے والے

زیست کے دن ہین جب اک روز گزرنے والے
جینے پر مرتے ہین پھر کس لیئے مرنے والے

رنج فرقت ہین دن زیست کے بھرنے والے
نہ تو زندہ ہین نہ مردہ ہین مرنے والے

زیست کا لطف بھلا کیا خضر و عیسی کو
زندگانی کا مزہ پاتے ہین مرنے والے

لب جان بخش کا اونکے جو سنا ہی اعجاز
مرنے پر بیٹھے ہین جان اپنی نہ مرنے والے

لطف اوس وقت خلش کا ہو کہ خار رہ یار
چبھکے تلوون مین جو ہون سر سے گزرنے والے

زندہ ہوجاتے ہین مرتے نہین ای حضرت خضر
لب جان بخش پہ اوس شوخ کے مرنے والے

جب کہا اوس نے کہ مرتا ہون تو بولے ہنسکر
کبھی بے موت کے مرتے نہین مرنے والے

مرنے پر اور رو جو ہنستے ہین خوش ہو ہوکر
اون سے پوچھے کوئی کیا تم نہین مرنے والے

جان شیرین یہ ہوئی تلخ غم فرقت مین
مر مٹے آرزوے موت مین مرنے والے

عید کے دن سے زیادہ ہوئی مقتل مین خوشی
قتل کی سن کے خبر جی گئے مرنے والے

نام کا اون کے وظیفہ نہ رہا کب لب پر
دل لیے مرتے ہوئے کسدن وہ اوترنے والے

ہوکے بسمل ترے خنجر سے تمنا ہی یہی
نہ مرین اور نہ تڑپتے رہین مرنے والے

آرزو شوق شہادت مین یہی ای قاتل
قتل سو مرتبہ ہوکر جیین مرنے والے

ای مسیحا دم آخر ہی خبر لے آکر
چشم بیمار کے بیمار ہین مرنے والے

کوچۂ زلف کے کشتے سے وہ بولے ہنسکر
رو مین کب تک بھٹکے اوس شام کے مرنے والے

زیست مین سیکڑون جھگڑے ہین مرگ ایک نہین
جینے والون سے کہین اچھے ہین مرنے والے

لب جان بخش کے مردون کو ترے کوچے مین
تکتے ہین دیدۂ حسرت سے نہ مرنے والے

ای مسیحا ترے بیمار ہوئے ہین جب سے
نام صحت سے مرے جاتے ہین مرنے والے

ہم ابھی آئے ہین جاتے ہین ابھی مثل حباب
پھر عالم مین ہین دم بھر کو ٹھہرنے والے

پار سینہ کے ہوا چاہتے ہین تیر نظر — خانۂ دل مین ہین مہمان اوترنے والے

دل مجروحون کی کسی روز نہ حسرت نکلی — مر گئے حیف انسی ارمان مین مرنے والے

حلق تیرا کے کسی روز تو کرا ہی قاتل — تشنۂ آب دم تیغ ہین مرنے والے

١٨٦ — غزل و لغ دمنیر ایک سے ایک اچھی ادیب — ٢٢

ہم تو الضاف سے ہو گئے نگر رنے والے

کیا کہین کل کسی کروٹ ہمین کل رات نہ تھی — تم جو دم بھر کو بھی آجاتے تو کچھ بات نہ تھی

کب ترے عشق مین ایذا مجھے دن رات نہ تھی — جان کس روز مری موردِ آفات نہ تھی

تیری فرقت مین بجز گریہ کوئی بات نہ تھی — رونے سے مرنے کی فرصت بھی ہین بات نہ تھی

کیا کہون حال درازی شب ہجران کا — آپ کی زلف تھی فرقت کی مری رات نہ تھی

کیا ہم آفت مین پڑے اون سے محبت کر کے — خوب تھے چین سے جن روز ون ملاقات نہ تھی

لب جان بخش سے جان آئی تن بیجان مین — کچھ کم اعجاز مسیحا سے تری بات نہ تھی

ضعف سے کل نسکا ہجر مین دست افسوس — طاقت اتنی بھی مرے ہاتھو نمین ہیہات نہ تھی

حال وہ زار ہوا ہی کہ مرے دوست تو دوست — رو دیے وہ کہ کبھی جن سے ملاقات نہ تھی

جھیپرا ہی ماہ شب چار دہم فرقت مین — کونسی ایسی مصیبت تھی کہ جو رات نہ تھی

بدمزاج آپ کے مانند نہ دیکھا نہ سنا — باتون باتون مین خفا ہو گئے کچھ بات نہ تھی

بیخودی مین نہ ملا لطف شب وصل افسوس — فرط شادی سے مجھے اپنی خبر رات نہ تھی

صورت مردہ بنا تھا مین شب ہجران مین — جان تن مین مرے فرقت مین تمہی رات نہ تھی

نہوا دہر مین ہرگز مہ کامل کو کمال — مہر جب تک تری اے مہر کمالات نہ تھی

نقد بوسہ نہ ملا بھیک بھی مانگی اون سے — دولت حسن کی میرے سے لیے خیرات نہ تھی

باتین کرکے نہ کیا زندۂ جاوید ہمین
لب جان بخش کے نزدیک کچھ بات نہ تھی

کوچۂ زلف مین گم ہوگئے خود حضرت خضر
مانگ پھر کیا تھی تری جو رہ ظلمات نہ تھی

بھولے کس روز بھلا آپ کے ابرو کو ہم
یاد کعبے کی کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی

آج شب کو وہ مہ حسن مرے گھر آیا
خواب مین جس سے کہ امید ملاقات نہ تھی

زلف نے آپ سے پھر کس لیے سرگوشی کی
ہم سے چھپکر کوئی کہنے کی اگر بات نہ تھی

درد فرقت نے کچھ اسطرح کیا تھا بیتاب
زندگانی کی توقع ہمین کل رات نہ تھی

جاری آنکھون سے نہ کس روز رہا بحر سرشک
کب مرے رونے سے ہر فصل مین برسات نہ تھی

۱۸۷
دی جو داد اہل سخن نے تو عنایت کی ادیب
ورنہ ان شعرون مین ایسی تو کوئی بات نہ تھی
۳۶

در دندان کا وصف اوسدم لکھا ہے
کہ جب دانتون پسینا آگیا ہے

نہین دل چھوڑنیکو چاہتا ہے
تمھارا تیر کیا ہی دلربا ہے

جسے دیکھو وہ مشتاق لقا ہے
ہر اک بھوکا تمھاری دید کا ہے

نہین ہوتی ہے سیری کیا مزا ہے
غم جانان مرا کھایا ہوا ہے

جگر بھی اور دل بھی کھینچتا ہے
ترا ناوک کشاکش مین پڑا ہے

نہ جاؤ اوٹھکر کہین اے دردپہلو
دل بیتاب تسکین پا رہا ہے

نہین رہتی ہمیشہ ایک کے پاس
بڑی یہ زال دنیا بیسوا ہے

نہین کچھ زندگی کا لطف ہمکو
کہ ہر دم موت کا دھڑکا لگا ہے

دل بیتاب کا مرنا ہے اکسیر
اگر کشتہ ہو پارہ کیمیا ہے

کرون کیونکر ادا یارب ترا شکر
کہ بے مانگے مجھے سب کچھ دیا ہے

ترا وہ صاف ہی آئینۂ رخ ۔ کہ جسمین آئینہ مُنھہ دیکھتا ہی
وہ گل گلزار مین آیا ہی جب سی ۔ زبان غنچہ پر صل علا ہی
کلیجا بھی تو ہی پتھر کا یارب ۔ اگر عشق بتان مجھکو دیا ہی
نہین بچتا نظر آتا ہی کوئی ۔ وہ قاتل آج کل بپھرا ہوا ہی
بجھائی آب خنجر سے مری پیاس ۔ تجھین ای قاتلو صد مرحبا ہی
دکھا کر آنکھین وہ بولے چمن مین ۔ تجھے ای نرگس اک دن دیکھنا ہی
دکھانے کو نہ پڑھ زاہد نمازین ۔ نشان سجدہ تیکا نیل کا ہی
لحد پر آئیگا کیا وہ پری وش ۔ بچھانے کو جو کانٹا دھا دیکھا ہی
زمانہ مین مچی ہی رونے کی دھوم ۔ مرے نالون کا ڈنکا بجر رہا ہی
رہے طالع خوشا تقدیر اپنی ۔ مرا بستر در رنڈا نویار کا ہی
نہو جب ہم کو صحت ای مسیحا ۔ بھلا پھر کس مرض کی تو دوا ہی
جسے کہتے ہین اورنگ سلیمان ۔ ترے درویش کا وہ بوریا ہی
بھلا پھر کیا مرے بچنے کی صورت ۔ عجب اوسکا غم کلیجا کھا رہا ہی
حسین کوئی نہین اُس سے بڑھکر ۔ خدا کا نام اب اوسکے سوا ہی
ہوا اک قطرۂ ناچیز سے بحر ۔ بشر نے سمجھے تو کیا تھا اور کیا ہی
نہین ہون بار طبع نازک یار ۔ یہ جسم زار لاغر ہوگیا ہی
سنی ہین جب سے باتین تلخ ہمنے ۔ لب شیرین سے دل کھٹا ہوا ہی
نہین تیر لگا ناوک جو ای ترک ۔ طپیان کیون طائر قبلہ نما ہی
اودکھانے سے شب فرقت کے صدمے ۔ مرا دل پاک کے نخنہ آہو گیا ہی

نہ چھوٹیگی محبت مجھسے تا زیست
یہ ناصح کیون ہمارا سر کھا رہا ہی

ذرا اے رشک گل چل تو چمن مین
ہر اک گل حسن پر پھولا ہوا ہی

بھروسا کیا ہی سانس آئے نہ آئے
جسے کہتے ہین دم وہ اک ہوا ہی

حسین کیون بیدہن ہین یا الٰہی
نہین کھلتا کہ اسمین بھید کیا ہی

جسے تو ڈھونڈھتا پھرتا ہی اے دل
وہی تو تجھمین بیٹھا بولتا ہی

بھلا کیا ہوگی میری یاد اوسکو
جو اپنے حسن پر پھولا ہوا ہی

۱۸۸

ادیب خستہ جان کو یا الٰہی
تری بخشش کا ہردم آسرا ہی

۳۹

سراپا جو حسرت ہی وہ دل یہی ہی
غم و یاس و حرمان کی منزل یہی ہی

چھٹون زلف پیچان سے مشکل یہی ہی
مرے حق مین قید سلاسل یہی ہی

جو داغون سے گلشن ہوا دل یہی ہی
ترے سیر کرنے کے قابل یہی ہی

وہ ظالم ہی تو جسکو کہتا ہی عالم
نہین رحم جسکو وہ قاتل یہی ہی

نقاب رخ یار کسطرح اوٹھے
مرے اوسکے دیوار حایل یہی ہی

جفا کی نہ لگ جائے ٹھیس اسپر اے بت
جسے شیشہ کہتے ہین وہ دل یہی ہی

کوئی دم مین ڈوبینگے بحر فنا مین
جو آب دم تیغ قاتل یہی ہی

نہ آخر کو خون آنکھون سے ہوکے نکلا
محبت کا انجام اے دل یہی ہی

چڑھایا جو ابرو کو غصے مین اوسنے
کہا دل نے شمشیر قاتل یہی ہی

نہ پھندے مین زلفون کے آنا تو اے دل
خبردار قید سلاسل یہی ہی

جدا ہوکے اوس شہ سے ہی گریان
مگر حسرت شمع محفل یہی ہی

ترا جلوہ ہی جبسے ای مہر خوبی
جو خورشید منزل ہو وہ دل یہی ہی

خط سبز کے عشق مین جان بلب ہون
مرے حق مین زہر ہلاہل یہی ہی

ترے خنجر ناز سے ہو کے بسمل
تڑپتا رہون حسرت دل یہی ہی

لیا تو ہی اسکو نہ برباد کرنا
پلا ہی جو نازون سے وہ دل یہی ہی

بجھیگی لگی تشنہ کامون کے دل کی
اگر آب شمشیر قاتل یہی ہی

اگر تو نہین خانۂ دل ہی ویران
جو تو ہی تو پھر عرش منزل یہی ہی

دم خنجر تیز ہی راہ الفت
نہین کٹتی کاٹے جو منزل یہی ہی

بھلا مجھ گدا کو یہ پوچھا تو اوسنے
جو آتا ہی دائم وہ سائل یہی ہی

ترے خال کے گرد پھرتا ہی عالم
جو نقطہ ہی مرکز کا وہ تل یہی ہی

محبت مین ہی زندگی موت اسکی
جو مرنے سے زندہ ہو وہ دل یہی ہی

جلانے سے پروانون کے جلتی ہی تو
سزا تیری ای شمع محفل یہی ہی

جب آئے نظر لاکھون کشتون کے پشتے
مجھے کھل گیا کوے قاتل یہی ہی

کیا کرتے ہین بیٹھے سیر دو عالم
جو ہی جام جمشید وہ دل یہی ہی

اوٹھانا قدم کا قدم بھر ہی مشکل
مجھے ضعف مین ایک منزل یہی ہی

سویدا سے بھی بڑھکے ہی خال عارض
جو تارا ہی آنکھون کا وہ تل یہی ہی

یہ سمجھو کہ تا حشر ٹھنڈا نہو گا
اگر گرمی خون بسمل یہی ہی

وہ ظالم جو منکر ہوا پیش داور
کہا اوسکی صورت نے قاتل یہی ہی

کسیدن پڑیگی زمانے مین ہلچل
ہماری جو بیتابی دل یہی ہی

حقیقت مین ہی گو کہ اک قطرۂ خون
مگر جو کہ دریا ہی وہ دل یہی ہی

نہ ہے بخت مرتا ہوں قدموں پہ اوسکے
مری زندگانی کا حاصل یہی ہے

سمجھتے تو ہو سہل عشق حسینان
بڑی مشکل ای حضرت دل یہی ہے

عجب دلربا ہی ترا تیر ناوک
کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہے

بہت سخت ہی مجھکو فرقت مین مرنا
اگر زندہ رہجاؤن مشکل یہی ہے

فن عشق مین قیس کہتا ہی مجھکو
ہمارا تو استاد کامل یہی ہے

لگا تیر کوئی تو اى ناوک افگن
جو تیرا نشانہ ہی وہ دل یہی ہے

مرے دل کو ہی جز اوسکے ملنے کے یا رب
نہ خواہش ہو کچھ جو خواہش دل یہی ہے

کیا کرتے ہین آہ پر سوز ہردم
ہماری تو گرمی محفل یہی ہے

١٨٩ ادیب اسلیے آئے بزم سخن مین
غلط غم ہو جس سے وہ محفل یہی ہے ٢٣

مرے پاس اگر مال و دولت نہین ہے
تو کیا غم ہی صبر و قناعت نہین ہے

وہ ای دل بشر فی الحقیقت نہین ہی
جسے درد الفت کی لذت نہین ہے

بغل مین جو وہ مہر طلعت نہین ہی
مری زندگانی کی صورت نہین ہی

جب اونسے لگے کہنے ہم حال اپنا
وہ بولے کہ سننے کی فرصت نہین ہی

ہر اک سرو ہی بڑھکے سولی سے مجھکو
چمن مین جو وہ سرو قامت نہین ہی

اوٹھے فتنے اوس کے اوٹھنے سے لاکھون
قیامت سے کچھ کم وہ قامت نہین ہی

جوانی گئی موسم پیری آیا
اوٹھ ای دل کہ اب وقت غفلت نہین ہی

تمھارے اس انکار نے ہمکو مارا
شب وصل مین تو قیامت نہین ہی

سمجھکر قدم اسمین رکھنا تو ای دل
یہ ہی کوچہ یار جنت نہین ہی

چلے آئین گھر مین تیرے مہرے الٹتے
رقیبون کی اتنی تو طاقت نہین ہی

جو طوفان اشک اپنی آنکھون سے اوٹھا
تو تم دیکھ لینا یہ خلقت نہین ہی

وہ ہوگا جو لکھا ہی قسمت مین میری
مجھے کچھ کسی سے شکایت نہین ہی

تری چال کی شرم سے یہ بھاگی
عدم مین بھی گویا قیامت نہین ہی

بہت سیر کی باغ عالم کی ہمنے
کسی گل مین تیری سی نکہت نہین ہی

نکلجائے تن سے کہین جان مضطر
شب ہجر اتنی بھی طاقت نہین ہی

کوئی مجھسے شیرینی لب جو پوچھے
یہ قند و عسل مین حلاوت نہین ہی

وہ حیوان سے بڑھکے بدتر ہی اے دل
جس انسان مین کچھ محبت نہین ہی

تری جستجو مین ہی سارا زمانہ
کسے تیرے ملنے کی حسرت نہین ہی

کہا جس گھڑی وصل کو مینے اونسے
وہ بولے کہ آج اچھی ساعت نہین ہی

نکلتی نہین کیون خدا جانے تن سے
مری جان تو میری حسرت نہین ہی

وہ گھر آتے ہی پھر گئے او لٹے پاؤن
مری آجکل سیدھی قسمت نہین ہی

ہم اوسکے عوض شکر کرتے ہین بیحد
ترے جور کی جب نہایت نہین ہی

۱۹۰

ادیب اب تو آیا ہی ایسا زمانہ
کہ اپنے سے اپنے کو الفت نہین ہی

۲۰

بتو کہدینگے ہم آگے خدا کے
کیے ہین ظلم تم نے انتہا کے

وہی مقبول بندے ہین خدا کے
جو بیٹھے ہاتھ دنیا سے اوٹھا کے

اوٹھاتے صدمے کیونکر ہجر کے
ستاتے ہین بتان پہ ہم دل لگا کے

وہ کہنا یار کا مجھکو ستا کے
مرے کیون تم نے پہلے دل لگا کے

وہ پہلے دیکھنا پردہ اوٹھا کے — پھر اوسکا سر جھکانا مسکرا کے

سنی جب آمد فصل بہاری — قفس مین رہ گئے ہم پھڑپھڑا کے

غضب تھا یار کا جانے نہ دینا — مرا دامن انگوٹھے سے دبا کے

نفس کی آمد و شد ای مسیح حسن — ترے لاغر کو جھونکے ہین ہوا کے

نہ چھوٹا کوئی پھنسکر تا قیامت — بلا کے پیچ ہین زلف دوتا کے

کسی نعمت مین وہ لذت نہوگی — مزے جو پائے تیرے غم کو کھا کے

تمنا وصل مین کیا دل کی نکلے — کھڑے رہتے ہون جب پہرا بٹھا کے

نہ رکھا دین و دنیا کا ہمین حیف — بتون نے اپنی نظرون سے گرا کے

نہ کیونکر زیست سے ہون سیر عاشق — قضا تابع ہی تیری ہر ادا کے

بھلا تو سن تو ای چرخ ستمگر — ملا کیا خاک مین ہم کو ملا کے

عدو کو کیون نہ کھٹکون صورت خار — ترے غم نے کیا کانٹا سکھا کے

سمجھتے جو مآل کار اپنا — چمن مین گل نہ ہنستے کھلکھلا کے

ہوا شرمندہ ہر طاؤس گلشن — چلا وہ شوخ جب دامن اوٹھا کے

نہوگا کوئی بھی بیدرد تمسا — کھڑے ہنستے ہو میرا دل دکھا کے

رہین محروم ہم ہیہات ہیہات — حنا بوسے لے اونکے دست و پا کے

۱۹۱ ادیب اپنا مقدر جب پھریگا — وہ لیجائینگے خود ہم کو بلا کے ۲۴

ترا جلوہ جہان مین چار سو ہی — جو دیکھا غور سے ہر شی مین تو ہی

بہ رنگ جان دل عاشق مین تو ہی — ہر اک غنچہ مین ای گل مثل بو ہی

مرے جسم زار سے پہلو مین تو ہی — کسی شی کی نہین کچھ آرزو ہی
ہمارا بھی سر تسلیم خم ہی — اگر خنجر بکف وہ جنگ جو ہی
صفت لکھی دُر دندان کی جب سے — ہماری شاعرون مین آبرو ہی
الم مین آپ ہی پیتے ہین ہم زہر — اسی سے گرد غم کی شست و شو ہی
رہا کرتے ہین گردش مین شب و روز — تری یہ مہر و مہ کو جستجو ہی
جگہ تیری ہی ہر عاشق کے دلمین — تجھے سب کہتے ہین ہرجائی وہ تو ہی
جدا مجھسے نہو ملکر وہ تا زیست — خداوندا یہی اک آرزو ہی
ترے فضل و کرم سے ای خداوند — نہو کچھ آرزو یہ آرزو ہی
دل آیا ہی مرا اب ایک بت پر — خدا کے ہاتھ میری آبرو ہی
دُر دندان کی دیکھی آب جب سے — ہر اک گوہر کی مٹی آبرو ہی
وہ زخمی تیغ چشم مست کا ہون — کہ زخمون کے دہن مین می کی بو ہی
ذرا جاتا تو دیکھے بھالے ای دل — لیے خنجر وہ ترک جنگ جو ہی
وہ رات آگئے تو بولی حسرت دل — شب وصل آج ہم ہین اور تو ہی
اگر مرغ سحر بولا شب وصل — چھری میری ہی اور اوسکا گلو ہی
جو سوز عشق سے جلتا نہین دل — تو کیون گریہ کنان ای شمع تو ہی
پھرے گلزار عالم مین تو دیکھا — کسی گل مین نہین الفت کی بو ہی
جسے کہتے ہین ہستی خواب ہی وہ — تری قدرت ہی یارب اور تو ہی
امید رحم اوس قاتل سے کیا ہو — زبان پر جسکی ہر دم اقتلوا ہی
ہوے وہ تیغ ابرو جب سے مشہور — دم خنجر کی برباد آبرو ہی

بڑھی یہ سیل آب تیغ قاتل
اگر تک اوسکی میرے تا گلو ہے

خوشا طالع کہ نکلی حسرت دل
زہے قسمت تہ خنجر گلو ہے

غضب مین ہے ادب اسکے سبب جان
بغل مین دل نہین ہے اک عدو ہے

مقدم موت کی تدبیر کر پھر فکر مسکن کی
بنا گھر بعد اے دل پہلے کر تعمیر مدفن کی

جو پردہ مین بھی ہے شعلہ باری روے روشن کی
عجب کیا ہے اگر سب تیلیان جل جائین چلمن کی

تصدق حسن ہے رخسار پر کیا بات جوبن کی
بلائین لیتی ہے شوخی ہتون کے چلبلے پن کی

ہوئے ہم کشتہ خنجر حیات جاودان پائی
نہین کم آب حیوان سے ہے تاثیر آب آہن کی

یقین آتا ہے اپنے ہاتھ مین لیکر چراغ آئے
جو دیکھے تیرگی خورشید روشن میرے مسکن کی

اثر نالون مین ایسا ہے کہ سنکر رو دیا وہ بھی
جو پہونچی کان مین اوسکے صدا فریاد و شیون کی

خوشا قسمت چکا جھگڑا ہوئے قتل اوسکے خنجر سے
زہے طالع جدائی ہو گئی اپنے سر و تن کی

وہ گریان ہون کہ رونے مین جو موت آ جائیگی مجھکو
صدا آئیگی میری گور سے فریاد و شیون کی

اگر بعد فنا اپنی یہی بیتابی دل ہے
زمین لرزان رہیگی تا قیامت میرے مدفن کی

مرا رونا ہے اک طرفہ تماشا دیکھ تو آکر
اگر تو نے نہ دیکھی ہو جھڑی آنکھون سے ساون کی

نہ آپ آئے نہ خط بھیجا نہ آنے کی خبر بھیجی
محبت ترک سمجھے یا قلم ہی مشق من کی

گجر بجتا ہے جب صبح شب وصل اے مہ خوبی
لگا کرتی ہے چوٹ آکر ہمارے دل پر اک گھن کی

شب فرقت کے صدمے اوٹھ نہین سکتے کسی صورت
خداوندا مجھے موت آئے جو آئی ہو دشمن کی

ادھر ہم دید کو ترسین کھڑے ہے ادا سحر دمی
ادھر نظارہ ہر دم ہو رہا ہے تقدیر چلمن کی

صدا آمد کی اے رشک مسیح آوازۂ قم ہے
تن بیجان مین جان آئی تری پازیب جب کھنکی

کرون مین جان شیرین کیون نہ قربان اپنے قاتل پر / مرے جی سے کوئی پوچھے حلاوت آب آہن کی
مرے ہر موئے تن مین ہی شعاع مہر کا عالم / محبت دل کو ہی جس روز سے اوس روئے روشن کی
تمنا ہی کہ دم گھٹ کر مرا سے دم نکلجائے / ابھی بن جائے پھانسی زلف پیچان میری گردن کی
خیال آتا ہی رونے مین مجھے جسوقت اوس بت کا / صدا آتی ہی ہر نالہ سے ناقوس برہمن کی
بتون کی یاد مین ایسی گران ہی یاد حق مجھکو / ہوئی تسبیح صد دانہ مجھے اب سیکڑون من کی
بدلکر کروٹین گن گن کے تارے صبح کرتے ہین / جو شب کو یاد آتی ہی ہمین اوس ماہ روشن کی
ارادہ ہی ترے کوچہ مین مرکر خاک ہو جاؤن / نہ چھوڑون دامن دولت کو بنکر خاک دامن کی
وبال جان ہوئی ہی زیست عشق زلف پیچان مین / گلے مین میرے پھانسی ہی نہین شہ رگ ہی گردن کی
نہ اوترا قطرۂ مے حلق سے ایسا پڑا پھندا / جو مے پینے مین یاد آئی صراحی دار گردن کی
جہان جا بیٹھتے ہین ہم سمجھتے ہین وہین گھر ہی / بھلا کیا پوچھتے ہو خانہ بربادون سے مسکن کی
وہ مجنون ہون کہ کہتا ہون یہی مین دست وحشت سے / گریبان چاک کرکے دھجیان کر جیب و دامن کی
نکھنے جاتے ہین میرے دانہ زنجیر زندان مین / حرارت آتش سودا سے ایسی بڑھ گئی تن کی
ہوا ایسا نہ ہمکو فرقت ساقی مین غم خانہ / صدائے قلقل مینا ہوئی آواز شیون کی
جو موت آئی ہی یاد جنبش ابروئے جانان مین / ہی گردش سنگ مرقد کو مرے سنگ فلاخن کی

١٩٣ — ادیب اوس مہر کا جلوہ ہی جب سے خانۂ دل مین / تجلی رہتی ہی گھر مین مرے وادی ایمن کی — ١٣

جگر پھٹتا ہی تو مرنے کی نوبت آہی جاتی ہی / سحر جب جاتے ہو ہم پر قیامت آہی جاتی ہی
خرام ناز سے چلتا ہی جب گلزار مین وہ گل / قدم لینے دبے پاؤن قیامت آہی جاتی ہی
بہانے سیکڑون ہین اونکو مہندی کا لگانا کیا / نہ آنے کے لیے کوئی ضرورت آہی جاتی ہی

بہت جب دیکھتے ہین کر میان نار جہنم کی
تمہارے دل جلون کو بھی حرارت آہی جاتی ہی

نہ بیٹھو خوبرو ہو کر رقیب بد کے پاس اک دم
برون کی نیکون مین تاثیر صحبت آہی جاتی ہی

جو وہ رشک مسیحا پاس سے جاتا ہی دم بھر کو
لبون پر جان بیمار محبت آہی جاتی ہی

کیا ہی گو کہ مین نے عاشقی کو ترک مدت سے
مگر پھر اچھی صورت پر طبیعت آہی جاتی ہی

گلہ جور وجفا کا کہتے ہو بڑھکر جفا سے ہی
ہوا کیا باتون باتون مین شکایت آہی جاتی ہی

بھلا دریا بھی روکے سے کہین رکتا ہی اے ناصح
جب آنے والی ہوتی ہی طبیعت آہی جاتی ہی

وہ ظالم دیکھتا ہی جب کہ مجھ بیمار ہجران کو
عداوت لاکھ دل مین ہو محبت آہی جاتی ہی

جو سن لیتے ہین لذت موت کی راہ محبت مین
خضر الیاس کو مرنے کی حسرت آہی جاتی ہی

ترے رنج والم بدلین گے عیش وصل سے اک دن
نہ گھبرا اے دل غمگین مصیبت آہی جاتی ہی

۱۹۴
ادیب اپنے گناہون سے جو گھبراتا ہی دم اپنا
تسلی کو ہماری اوسکی رحمت آہی جاتی ہی
۲۴

مرتا ہون شب ہجر مین حالت نہین اچھی
اے رشک مسیحا تری فرقت نہین اچھی

کسطرح کہون سانولی صورت نہین اچھی
معشوق وہ کیا جسمین ملاحت نہین اچھی

دھوکے سے لیا بوسہ تو جھنجلا کے وہ بولے
دیکھو کہے لوٹتے ہین یہ عادت نہین اچھی

اوس در کی مجھے ناصیہ سائی ہی میسر
کسطرح کہون مین مری قسمت نہین اچھی

دل لگ کے چھٹتا ہی کہین اے حضرت ناصح
اچھی کہی اوس بت سے محبت نہین اچھی

چار آنکھون کے ہوتے ہی بس آتا ہی تمہین پیار
منھ دیکھے کی اے جان محبت نہین اچھی

کسطرح مزے کا ہی کہ سیری نہین ہوتی
غم کھانے سے ہرگز کوئی لذت نہین اچھی

اے دل نہ کبھی آئے زبان پر گلہ جور
اوس ترک ستمگر کی شکایت نہین اچھی

دل لیگئے کیا آپنے برباد ہمارا
ای جان امانت مین خیانت نہین اچھی

دق ہوتے ہین کیون میرے مداوا سے اطبا
بیمار تب عشق کی صحت نہین اچھی

تکرار نکر نقطۂ موہوم دہن مین
ای فلسفی اس باب مین حجت نہین اچھی

سجدے کو کیا منع مجھے یار نے در پر
سر پھوڑ کے مرجاؤن کہ قسمت نہین اچھی

بے اوسکی محبت کے جو اوٹھا کبھی دلمین
سچ پوچھو تو اوس درد مین لذت نہین اچھی

دیکھا نظر غور سے ہمنے جو چمن مین
رنگت سے تری پھولون کی رنگت نہین اچھی

تم چھوڑ کے پردہ نہ دکھاؤ ہمین چہرہ
صورت کے دکھانے کی یہ صورت نہین اچھی

ہم جب گھڑی کہتے ہین کہ اب وصل کی ٹھہرے
وہ ناز سے کہتے ہین کہ ساعت نہین اچھی

غمخوارونے میرے جو سنا حال مصیبت
کہنے لگے رو کر تری قسمت نہین اچھی

بیٹھا وہ مجھے دیکھکے کہنے لگے کیا خوب
تم خط مین تو لکھتے تھے کہ حالت نہین اچھی

اب جلد قدم رنجہ کرو اور شک مسیحا
بیمار تب ہجر کی حالت نہین اچھی

جان اپنی نکلجائے تو خوش ہین دل و جان سے
لیکن شب فرقت کی مصیبت نہین اچھی

دلمین ہین ترے یاد بتان ہاتھ مین تسبیح
ای شیخ ریا کی یہ عبادت نہین اچھی

ای جان سمجھ آتش دوزخ کا نمونہ
اغیار سے یہ گرمی صحبت نہین اچھی

جب وصل کا ہوتا ہون طلبگار مین اون سے
کہدیتے ہین وہ جاؤ طبیعت نہین اچھی

۱۹۵

خواری کو ادب اپنی سمجھتا ہون مین بہتر
ذلت سے رہ عشق مین عزت نہین اچھی

۳۱

رو برو جب سے رخ یار رہا کرتا ہی
آئینہ پشت بدیوار رہا کرتا ہی

باغ جنت سے وہ بیزار رہا کرتا ہی
تیرے کوچے مین جو ای یار رہا کرتا ہی

ظلم پر چرخ ستمگار رہا کرتا ہی
ماہ نو کے لیے تلوار رہا کرتا ہی

دلمین جب سے نہین دلدار رہا کرتا ہی
حسرت و یاس کا انبار رہا کرتا ہی

جب سے ہون چشم بتان کا بیمار
آنکھون کو رونے کا آزار رہا کرتا ہی

تو جو جاتا ہی کوئی دم کو مرے پہلو سے
درد دل ہر گھڑی اے یار رہا کرتا ہی

جبہہ سائی ہی نصیب اوسکے در دولت کی
خفتہ بختان دونون بیدار رہا کرتا ہی

نرگسین چشم مین سرمہ کا ہو دنبالہ ضرور
بے عصا بھی کہین بیمار رہا کرتا ہی

باغ فردوس مین بے یار مین یون رہتا ہون
جیسے دوزخ مین گنہگار رہا کرتا ہی

خون چکھا نہین عاشق کا جو اے ترک اسنے
سرخ پھر کیون لب سوفار رہا کرتا ہی

عاشق ابروے خمدار مدام اے قاتل
آب خنجر کا طلبگار رہا کرتا ہی

خانہ کعبہ سے کچھ کم نہین اے قبلہ من
دل وہ گھر ہی کہ جہان یار رہا کرتا ہی

تندرستون کو ہوا کرتی ہی اوسپر حسرت
جو تری آنکھون کا بیمار رہا کرتا ہی

دیکھتا ہی وہ ہر اک شی مین اوسیکا جلوہ
مئی وحدت سے جو سرشار رہا کرتا ہی

دل پر داغ پھنسا جب سے ترے گیسو مین
کوچہ زلف بھی گلزار رہا کرتا ہی

کیون نہ محروم رہے طالب دیدار ترا
پردہ رخسار کا دیوار رہا کرتا ہی

دیکھکر آئینہ رخ کو ترے آئینہ
سکتہ مین صورت دیوار رہا کرتا ہی

اپنے دلمین ہی خیال اوس بت شیرین لب کا
شیشہ مین شربت دیدار رہا کرتا ہی

عشق وہ شی ہی کہ گھل گھل کے وہ مر جاتا ہی
جسکو دو دن بھی یہ آزار رہا کرتا ہی

نیست معنیکا ترے عشق مین ہی لطف جسے
اپنی ہستی سے وہ بیزار رہا کرتا ہی

وہ گل اندام چمن مین نہین آتا جبتک
قید خانہ ہمین گلزار رہا کرتا ہی

آنکھین نرگس ہین تو قد سرو دہن ہی غنچہ
ساتھ گل کے مرے گلزار رہا کرتا ہی

اب تو گھر بیٹھے ہوئی دید کی صورت حاصل
دل کے آئینے مین دلدار رہا کرتا ہی

دست وحشت سے کیا کرتے ہین لاکھون ٹکڑے
ایک دامن مین اگر تار رہا کرتا ہی

تشنگی سے کبھی ہوتا نہین ظالم سیراب
خشک دائم لب سوفار رہا کرتا ہی

ہون وہ مجنون کہ مین جاتا ہون جو صحرا کیطرف
بید مجنون لیے تلوار رہا کرتا ہی

دیکھا کہتے ہین حسرت سے اطبا مجھکو
زندہ کسطرح یہ بیمار رہا کرتا ہی

چشم جانان کا تصور مرض عشق مین ہی
پاس بیمار کے بیمار رہا کرتا ہی

مین وہ بلبل ہون ہوئی جسکے گلونکی فرقت
باغ آنکھون مین مری خار رہا کرتا ہی

سوکھکر ہجر مین اوس گل کے ہوا ہون کانٹا
مجھسے گردون کو بجا خار رہا کرتا ہی

١٩٦

سر کو خواہش نہین کچھ ظل ہما کی ہی ادیب
یار کا سایۂ دیوار رہا کرتا ہی

٢٠

ہم مسیحا تندرستون مین وہ داخل ہوگئے
جو تری آنکھون کے بیمارون مین شامل ہوگئے

زندگانی مین وہی انسان کامل ہوگئے
پہلے مرجانے سے جو مردون مین شامل ہوگئے

خنجر بران ہمین ابروے قاتل ہوگئے
گولیان بندوق کی رخسار کے تل ہوگئے

دونون عالم کے اوسیکو لطف حاصل ہوگئے
دست جانان جسکی گردن مین حمائل ہوگئے

خضر و عیسی نے جو دیکھے جان کے لالے پڑے
سبزے کانون کے تیرے زہر ہلاہل ہوگئے

اوٹھ گیا جسوقت پردہ مہر روے یار کا
عارض پر نور رشک شمع محفل ہوگئے

ہم وہ مشتاق اجل تھے قتل مین کیجے جو دیر
ہاتھ مین سر نذر لیکر پیش قاتل ہوگئے

سرنگون رہتے ہین بار منت جلاد سے
ہم یہ ممنون سبکدستی قاتل ہوگئے

تھی ترے چاہ ذقن کی شکل اے زہرہ جبین
اسلیے قدسی غریق چاہ بابل ہو گئے

ہین وہ بد قسمت جو ن دریا مین گیا جب ڈوبنے
دور سے لینے کو وہ آغوش ساحل ہو گئے

کسطرح مین دیکھتا اوس غیرت خورشید کو
پردہ ہاے چشم مجھمین اوسمین حائل ہو گئے

تابع فرمان ہین ہر وحش ہمارے رات دن
جب سے اسم اعظم جانان کے عامل ہو گئے

سخت جانی کا برا ہو سخت شرمندہ کیا
قتل کرنے سے مرے شل دست قاتل ہو گئے

نشہ مین اندھا کیا ہے بسکہ ساقی نے ہمین
آنکھون کے ڈورے ہمارے خط باطل ہو گئے

دین و دنیا سے ہوے آزاد مجنون زلف کے
ہین وہی عاقل جو پابند سلاسل ہو گئے

ساقی آئینہ رخ نے جام جب ہم کو دیا
مے سے تب جمشید و اسکندر کے حاصل ہو گئے

تا بزانو گڑ گئے گلشن مین فرط شرم سے
سرو و طوبی اونکے قد کے جب مقابل ہو گئے

جا کے پھر آیا وہ گل جب محفل عشاق مین
ہو گئے پژمردہ شگفتہ غنچۂ دل ہو گئے

ہم وہ گریان ہین جو آکے گلرخون کی یاد مین
نالۂ دل اپنے فریاد عنادل ہو گئے

197 اوسکی مژگان کم نہین ہین تیر سے ہمکو ادیب
ابروے قاتل اگر شمشیر قاتل ہو گئے 18

اور کیا مجھ رند کو درکار ہے
ہاتھ مین ساغر بغل مین یار ہے

وہ سکندر وقت کا اے یار ہے
جو کہ تیرا آئینہ بردار ہے

جب سے مجھکو عشق زلف یار ہے
موے تن گویا زبان مار ہے

گو کہ بیم موج ہے منجدھار ہے
تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہے

سیر گلشن گھر مین بیٹھے ہے نصیب
سینہ داغون سے مرا گلزار ہے

کشتون کے پشتے ہین کوے یار مین
گرم ایسا موت کا بازار ہے

ساتھ سونا اوسکے ہوتا ہی نصیب
بخت خفتہ آجکل بیدار ہی

دم ہی لب پر آرہی ہین ہچکیان
اب کوئی دم کا ترا بیمار ہی

اپنے اپنے حال مین سب مست ہین
کوئی زاہد ہی کوئی میخوار ہی

ہون تپ غم مین مین ایسا ناتوان
مجھکو مرنا بھی بہت دشوار ہی

جب سے دیکھا ہی رخ گلگون یار
چشم بلبل مین ہر اک گل خار ہی

پیش قاتل ہی سر تسلیم خم
جان لے یا بخشدے مختار ہی

چشم وحدت سے جو دیکھو زاہدو
سبحہ مین بھی رشتہ زنار ہی

خون عاشق جو نہین اُسنے پیا
سرخ پھر کیون یہ لب سوفار ہی

مین وہ زخمی ہون کہ میرے زخم کو
سبزہ خط مرہم زنگار ہی

قبر سے کچھ کم نہین گھر ای مسیح
زندہ درگور آپکا بیمار ہی

ہجر مین اوس گل کے گھٹتا ہی گلا
بڑھکے پھانسی سے بھی مجھکو ہار ہی

۱۹۸

وہ مسیحا دیکھنے آیا ادیب
ہی وہی اچھا کہ جو بیمار رہی

۱۸

قصر تن کو توڑ کر دم مین برابر کیجیے
دلمین آتا ہی کہ خاک ایسا گھر کیجیے

پھر جنون کا جوش ہی پھر آئی ہی فصل بہار
خانہ زنجیر سے پھر پاؤن باہر کیجیے

لائیے تشریف اک دن تو بھلا ای رشک مہر
خانہ دل منزل خورشید انور کیجیے

دی ہی مین نے جان حسرت مین دُر دندان کے آج
غسل میت مین مری صرف آب گوہر کیجیے

آینہ رو دکھا کر آینہ رخسار کا
وقت کا اپنے ہمین اک دن سکندر کیجیے

وصل کا وعدہ کیا ہی اوس گل خوبی نے آج
صحن مین گلشن کے برگ گل کا بستر کیجیے

خاکساری ہمنے کی ہی اختیار اسواسطے
بن کے سرمہ دیدۂ دلدار مین گھر کیجیے

ملک و زر جز نام کچھ رہتا نہین بعد فنا
اک ذرا نظارۂ گور سکندر کیجیے

میرے رونے سے پسیجے ہین بتان سنگدل
یہ وہ نالے ہین کہ جنسے موم پتھر کیجیے

ذبح ہونے مین مجھے حاصل ہی لطف زندگی
میری گردن سے جدا دم بھر نہ خنجر کیجیے

دلمین آتا ہی کہ اوس سیمین بدن کے عشق مین
نقد جان و دل لٹا کر سب ابتر کیجیے

جان گو جائے مگر یہ التجا سے ننگ ہی
ناز برداری مسیحا کی نہ مر کر کیجیے

ہمکو راحت سے یہ نفرت ہی کہ اوڑجاتی ہی نیند
زیر سر بھولے سے بھی جب بالش پر کیجیے

کیا یقین آئے ہمین اونکے دہان تنگ کا
امر غیبی کو بھلا کس طرح باور کیجیے

آمد و شد جبکہ دم بھر کی ہی مانند نفس
پھر سرائے دہر مین تعمیر کیا گھر کیجیے

کعبۂ دل کا گرانا بے سبب اچھا نہین
دلمین کچھ خوف خدا ای بندہ پرور کیجیے

لوگونکی خاطر سے ہی گھر بیٹھے کعبے کا ثواب
ہاتھ مین دل لیکے سب کا حج اکبر کیجیے

۱۹۹

ترک دنیا سے کوئی شغل ای ادیب اچھا نہین
بیٹھکر گوشے مین تنہا یاد دلبر کیجیے

۲۱

کھڑا ہون دیر مین چپ چاپ اس آرزو کے لیے
کہ اپنے منھ سے وہ فرمائین گفتگو کے لیے

کبھی تو اون سے ہمین ہمکلام کر یا رب
زبان تو نے اگر دی ہی گفتگو کے لیے

نہ صدمہ دانۂ گوہر کو آسیا کا ہوا
گزند دیکھی نہین اہل آبرو کے لیے

وہی ازل سے مجھے اتصال ہی اوس سے
جو قرب مجھسے ہی میری رگ گلو کے لیے

محال ہی دہن تنگ یار کا اثبات
کہان ہین منطقی آجائین گفتگو کے لیے

شریک دفن ہوئے وہ تو بڑھ گئی عزت
ملے ہین خاک مین ہم اپنی آبرو کے لیے

مین کیا کہون کٹی کس طرح شب فرقت
تڑپ کے کی ہی سحر ایک ماہرو کے لیے

لکھو نہین گوہر دندان یار کی توصیف
سبیر آب گہر ہوا گر وضو کے لیے

نگہ ہی قلزم ہستی مین خوف عزت کا
گہر صدف مین چھپے ہین تو آبرو کے لیے

نہ ہمکلام ہوا ایک دن وہ وعدہ خلاف
زبان دی بھی کئی یار گفتگو کے لیے

وہ ناتوان ہون جو لون سانس بہر قاتل مین
نفس چھری بنے ہر اک رگ گلو کے لیے

وہ بدنصیب ہون لیجیے جو حال دل وہ کبھی
زبان کام نہ دے شرح آرزو کے لیے

ہوے تلاش کمر مین ہم اسطرح غائب
کہ مدتون رہے گم اپنی جستجو کے لیے

ہم اونکے خنجر ابرو کی کچھ کرین توصیف
زبان تیغ جو ملجائے گفتگو کے لیے

یہ طول ہی کہ نہ جملہ تمام ہوا اوس کا
ملے جو عمر خضر شرح آرزو کے لیے

سیونہین زخم دہن چھوڑون سب علاق کو
ملے جو سوزن عیسی مجھے رفو کے لیے

عبث ہین بے صفت یاصوت سوسن
جو دس زبانین ہین مین ہین گفتگو کے لیے

کہان علاج کو آیا ہی کچھ ہی دیوانہ
طبیب لائے کوئی بیچارہ جو کے لیے

جو اونکی دید کو نرگس بنی سراپا چشم
تو گل بھی ہین ہمہ تن گوش گفتگو کے لیے

گہر یہ کہتے ہین تاج شہ حسینان ہین
ہوے ہین ہیوطن آگر ہم آبرو کے لیے

۲۰۰

ادیب جیت کہ اوس گل نے ایک بات نکی
لبون پر آگئی جان اپنی گفتگو کے لیے

۲۷

عالت نزع مین جان بخش مسرت ہوگی
ملک الموت کی تیری ہی جو صورت ہوگی

اون حسینون سے کبھی ہمکو خدا الفت ہوگی
جنکی آنکھون مین ذرا بھی نہ مروت ہوگی

تیری ہمشکل جو مٹی کی بھی مورت ہوگی
دل ستان ہوش ربا نور کی صورت ہوگی

حلم سے اوسکے اگر اپنی شہادت ہوگی — تیغ جلاد کلید در جنت ہوگی
غافلو طاعت حق چاہیے پیری آئی — صبح کا وقت ہی مقبول عبادت ہوگی
تو ہجوم غم ہجران سے نہ گھبرا ای دل — چاہیے صبر جماعت سے کرامت ہوگی
دل مجروح جو بیتاب ہے ای ہندو خال — نمک زخم اوسے تیری ملاحت ہوگی
دست قاتل سے جو مرنے کی سنینگے لذت — حضرت خضر کو بھی مرنے کی حسرت ہوگی
نقد دل لیکے ہمارا جو کرینگے برباد — یاد رکھنا کہ امانت مین خیانت ہوگی
بزم جانان سے نکلوائے گئے ذلت سے — غیر مرجائینگے بے موت جو غیرت ہوگی
جور قاتل کا ادا شکر کرینگے تازیست — ہم جو مرجائینگے تو بھی نہ شکایت ہوگی
ہم یہ سمجھینگے ٹھکانے لگی مٹی اپنی — اوسکے کوچے مین پس مرگ جو تربت ہوگی
دہن تنگ کے اثبات مین لایا جو دلیل — منطقی سے مری اس بات مین حجت ہوگی
ہمکو ملجائیگی بیداد کی داد ای ظالم — کسی بیدرد سے تجھکو جو محبت ہوگی
جب کہا مین نے مرا حال سنینگے کب آپ — تانے سے اوسنے کہا جب ہمین فرصت ہوگی
بوسہ لینے سے تصور مین ہوے لب نیلے — اس سے کیا بڑھکے بھلا اور نزاکت ہوگی
روز ہجران کی سیاہی سے خدا کی ہے پناہ — اس سے بڑھکر نہ شب گور کی ظلمت ہوگی
قتل کرنے کو اشارا ہی ہمین کافی ہی — تیری انگشت شہادت سے شہادت ہوگی
آپ بیدرد ہی کی وجہ سے ای آئینہ رو — آئینے کو ترے دیدار کی حسرت ہوگی
دق کچھ اسطرح کیا ہی مرض فرقت نے — موت بیمار تپ ہجر کو صحت ہوگی
ایک ہم ہین کہ بھرے دلمین ہین لاکھون ارمان — ایک وہ ہونگے جنھین کوئی نہ حسرت ہوگی
تب وعدے پر گھر آکے وہ فرمانے لگے — اب شکایت جو کرینگے تو شکایت ہوگی

وہ جو مجروح کریگا ہمین خوش ہونگے رقیب
زخم ہم کھائینگے اغیار کو لذت ہوگی

سچ یہ ہی راہ ہوا کرتی ہے دلکو دلسے
مجھکو تیری تو تجھے میری محبت ہوگی

زیست اے رشک مسیحا مرض عشق سے ہی
جیتے مرجائینگے بیمار جو صحت ہوگی

آپ کب لائینگے تشریف کچھ ارشاد تو ہو
حال پر بندہ کے کس روز عنایت ہوگی

۲۰۱

گھر کے بھیدی سے کبھی چھپتا ہے کہین از ادیب
حشر مین جرم پر اعضا کی شہادت ہوگی

۲۲

صدا آتی ہے یہ کوئے بتان سے
نہین جاتا کوئی آکر یہان سے

نکالون آہ جو سوز نہان سے
شرر برسین فضائے آسمان سے

ہے مجروح وہ نوک سنان سے
کشیدہ ہو جو اوس ابرو کمان سے

تجسس کرتے حال رفتگان ہم
اگر آتا کوئی پھر کر وہان سے

وہ ہے بحر سرشک چشم گریان
حباب اوٹھین ہین قبہ آسمان سے

چھٹے اوس زلف پیچان سے کوئی کیا
جو اک پھندے مین دل لاکھون پھانسے

زبان سے میری سنکر لذت مرگ
خضر ناخوش ہین عمر جاودان سے

وہ بولے سنکے قصہ درد دل کا
بڑی الجھن ہے طول داستان سے

کوئی آکر ہمارے جی سے پوچھے
جو لذت پائی ہے جور بتان سے

تب غم مین ہر اک مو تن اپنا
زبان شعلہ ہے سوز نہان سے

بدن سے روح جب نکلی تو بولی
رہائی ہوگئی قید گران سے

ہمارے واسطے ہے تخت شاہی
کہان ہم جائین خاک آستان سے

سنی ہے شور محشر کی بڑی دھوم
مگر کیا ڈر ہمین خواب گران سے

تڑپتا ہی مرا دل جسکی خاطر — خدا وندا اوسے لاؤن کہان سے
تصور مین بھی پاس اوس بت کے جانا — نہین ممکن مریض ناتوان سے
سنا پُر درد نالون کو تو بولے — مرا دل کانپتا ہی اس فغان سے
خوشا یہ ضعف ہم جسکی بدولت — نہین اوٹھ سکتے ہین کوے بتان سے
پڑے ہی اے سنگ اسو سخت مشکل — جو تو ٹکرے سنگ آستان سے
گئے جب سے نہ آئے پھر کسی روز — وہ سیکھے چال کیا عمر روان سے
تمھاری یاد مین ایسا ہون بیخود — کہ کوسون دور ہون وہم و گمان سے
مزہ جینے کا مرنے سے ہی اے خضر — تمھین کیا لطف عمر جاودان سے

٢٠٢ اوٹھ اب آگئے ایام پیری — مدینے کو چلو ہندوستان سے ٢١

لاغر بدن یہ عشق بت سیمبر مین ہی — فرق اوس سے ایک بال کا موٹے کمر مین ہی
ای بت جو ملکے خاک تری رہگذر مین ہی — وہ مثل سرمہ دیدۂ اہل نظر مین ہی
اس رتبہ ضعف عشق بت سیمبر مین ہی — طاقت اب اوٹھنے کی نہین درد جگر مین ہی
بھی دھار مین ہون قلزم غم کے مین ای خدا — بیڑا تو پار کر مری کشتی بھنور مین ہی
بیہوش کر دیا جسے دیکھا اوٹھا کے آنکھ — جادو بلا کا چشم بت فتنہ گر مین ہی
پھیلا کے پانون چین سے سوتے ہین قبر مین — آرام سب جگہ سے اسی اپنے گھر مین ہی
پیری کے داغ عشق مین ہی گرمی شباب — تیزی مہر حشر چراغ سحر مین ہی
اللہ ری نازکی کہ لچکتی ہی بوجھ سے — صرف ایک خال یار کی نازک کمر مین ہی
دندان و لب سے اوسکے جو ہو جائے سامنا — مٹی وہ آب ہو کہ جو لعل و گہر مین ہی

شوخی کرشمہ ناز و ادا غمزہ و حیا
جو کچھ کہ ہی وہ سب تری نیچی نظر مین ہی

کیا طرفہ بات ہی کہ نہ دیکھی نہ ہی سنی
اونکی کمر نہین ہی مگر ہی کمر مین ہی

کیونکر تڑپ تڑپ کے نہ کاٹین شب فراق
دلمین ہی ٹیس درد ہمارے جگر مین ہی

اے غم نہ جا کہین دل شیدا کو چھوڑ کر
خاطر یہ میہمان کی میرے ہی گھر مین ہی

بیتاب کیون ہوا ہی بے آب کیطرح
مچھلی جب اونکے کانکی آب گہر مین ہی

پھوڑا ہوا ہی پک کے ہمارا دل حزین
گرمی فراق یار کی ایسی جگر مین ہی

مثل حباب بحر جہان مین ہین ایکدم
نابود و بود ایک ہماری نظر مین ہی

سینہ کے پار ہو کے ہوا ہی جگر کے پار
اے ترک تور کیا تمے تیر نظر مین ہی

نازک میان یار کو بار گران ہی خال
شاید اسی سبب نہین نقطہ کمر مین ہی

جادو وہی جسکا نام وہ آنکھون مین ہی بھرا
کہتے ہین جسکو سحر وہ اونکی نظر مین ہی

اے ترک دیکھ بھال کے ناوک تو پھینکنا
تیرون کا چور کوچہ زخم جگر مین ہی

٢٠٣

جس روز سے کہ الفت مژگان ہی اے ادیب
اوس دن سے ایک پھانس ہمارے جگر مین ہی

٢٥

ہوئے مجروح تمنا سے دل و جان سمجھے
ڈوب کر تیر نکلجانے کو ارمان سمجھے

شاد ہو جاؤن جو مسکن غم جانان سمجھے
دلمین آجائے گھر اپنا اسے مہمان سمجھے

جوہری دانت ترے گوہر غلطان سمجھے
خاک پتھر بھی نہ قدر در دندان سمجھے

جو بشر ہین وہ تجھے جان دل و جان سمجھے
مردم دیدہ ملک اور پری جان سمجھے

بھول کر نام محبت نہ زبان پر لائے
عاشقی سے اگر انجام کو انسان سمجھے

پھانستا دام مین ہوسکے سبھی ہین ہزار
ہیچ یہ سب ہی اگر گیسو پیچان سمجھے

پانون رکھنا تو ذرا سوچکے ہشیار رہی
کوچہ زلف ہی یہ ای دل نادان سمجھے

دم گلگشت چمن رو دیے مثل شبنم
ہم جو دو دن کی بہار گل خندان سمجھے

سب یہ باتین تری ہم جانتے ہین سر پھرا
جو نہ سمجھا ہو وہ ای ناصح نادان سمجھے

ہوکے اک قطرۂ ناچیز یہ نخوت یہ غرور
اصل مین اپنی حقیقت کو تو انسان سمجھے

کعبہ و دیر مین اوس بت کو کیا جاکے تلاش
خاک پتھر بھی نہ ہندو و مسلمان سمجھے

اسقدر کشتہ کیا اپنی تمناؤن کو
اپنے سینہ کو ہم اک گنج شہیدان سمجھے

دعوی آب و صفا اوسکے دُرِ دندان سے
آبرو خاک مین اب گوہر غلطان سمجھے

ایک دن بھی نہ گئی گھر سے مرے غیر کے گھر
خیر اب تجھسے خدا ای شب ہجران سمجھے

ہمکو غربت مین سوید اسے زیادہ ہی عزیز
مردم دیدۂ دل داغ عزیزان سمجھے

ضعف سے دشت نوردی نہوئی وحشت مین
بیڑیان پانون کی ہم تار گریبان سمجھے

ساتھ قدمون کے ہین خوبان سمی وش ہر دم
نقش پا کو ترے ہم مہر سلیمان سمجھے

وہ خوشا سینہ جہان آکے رہے ناوک یار
وہ ترے دل جسے مسکن غم جانان سمجھے

بار منت سے کسی کے نہ گرانبار ہوئے
ہم تو احسان نکرنیکو بھی احسان سمجھے

کیون نکلنے نہ دیا غیرون کو اپنے گھر سے
آپ کیا اونکو مری حسرت و ارمان سمجھے

دیکھکر گر پڑے ہم بھو لکے اندھونکی طرح
خط سے خس پوش ترا چاہ زنخدان سمجھے

جانکنی کرنی پڑی ہمکو محبت کرکے
بڑھکے ہیرے کی کنی سے دُرِ دندان سمجھے

واہ آئے بھی تو اغیار کو لیکر ہمراہ
چال ہم آپکی ای سرو خرامان سمجھے

آگیا زلزلہ دنیا مین اشارے سے ترے
بڑھکے بھونچال سے ہم جنبش مژگان سمجھے

۲۰۴ رخ پر نور جو پردے سے چھپا اونکا ادیب
مہر تابان کو چراغ تہ دامان سمجھے ۲۰۶

درد و ملال دل سے سب اسی مہ لقا گئے ۔ گھر مین ہمارے تم شب وعدہ جو آگئے

ہر چشم تر سے ابر کا رتبہ گھٹا گئے ۔ طوفان نوح ہجر مین سب کو دکھا گئے

دلسوزون کو وہ چہرۂ روشن دکھا گئے ۔ جلتے ہوون کو اور بھی تم کر جلا گئے

جس دن سے دو سے لب میگون دکھا گئے ۔ وہ زاہدون کے زہد مین دھبا لگا گئے

وہ چلتے پھرتے گور غریبان پہ آگئے ۔ خواب عدم کے سوتے ہوون کو جگا گئے

گلزار مین وہ جب پئے گلگشت آگئے ۔ نرگس کو عیب بے بصری کا لگا گئے

پردہ اوٹھا کے عارض انور دکھا گئے ۔ دل کھولکر وہ حسن کی دولت لٹا گئے

مانند نقش پا ہمین اوٹھنا محال ہے ۔ اسطرح بار رنج و الم کے بٹھا گئے

سولی سے بڑھکے تھا ہمین کوٹھا شب فراق ۔ بے سیر بام پر جو ہم اس مہ لقا گئے

بے اختیار آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے ۔ غربت مین جب کہ اہل وطن یاد آگئے

مدت کے بعد کیسے تو نکلا کدھر سے چاند ۔ کیا تھا جو بے بلائے ہوئے آپ آگئے

جس سمت دیکھتا ہون جلوہ انھین کا ہے ۔ خوش چشم میری آنکھون مین ایسا سما گئے

دم بھر کو آکے گھر سے غیرون کے چلدیے ۔ آئے تو کیا تم آئے گئے بھی تو کیا گئے

بیجا ہی اونکی قلزم ہستی مین سرکشی ۔ مثل حباب بحر جو دم بھر کو آگئے

[illegible] ہون وہ رند سو فلک جب اوٹھا کے ہاتھ ۔ میخانہ پر دعا سے مری ابر چھا گئے

اے ذوق شوق دید ہو جب وہ بے نقاب ۔ پھر نظارہ لخت دل آنکھون مین آگئے

[illegible] ادا کا ۔ درد و الم جہان کے سینے مین سما گئے

[illegible] ۔ کیا تم کو مل گیا جو مرا دل دکھا گئے

دکھلا کے [illegible] مین کیا اسیر حسینان دہر ۔ [illegible] گئے

دم لبکے جائیگا مرض عشق ای مسیح
اچھا یہ روگ جان کو میری لگا گئے

قصر بلند یار کی توصیف جب لکھی
مضمون عرش پہ سے لیکے آگئے

وہ خاکسار ہین کہ پئی دید چشم یار
مانند سرمہ چشم … مین سما گئے

گلزار مین سناتے ہی پر کاٹنے کا حکم
صیاد میری عقل کے طوطے اڑا گئے

اپنا ہوا نہ کوئی برے وقت مین شریک
کنج لحد مین … آشنا گئے

نکلا ہی سبزہ خط لب جان بخش یار پر
یا خضر لینے کے لیے آب بقا گئے

٢٠٥

دن رات ہی تصور زلف سیاہ دوست
یا میرے دل کے آئینہ مین بال آگئے

٢٦

یاد آجاتی ہی جب ای یار جانی آپکی
دل کو بہلاتے ہین سنکر کہانی آپکی

اور گئی دم مین بہار حسن ای رشک چمن
تھا نسیم صبح کا جھونکا جوانی آپکی

دیکھنے شمع تجلی کو نہ بھولے سے کبھی
حضرت موسی جو سنتے لن ترانی آپکی

ہی تب غم سے بری حالت مریض عشق کی
ای مسیح اچھی نہین نا مہربانی آپکی

دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے غائب ہوگئی
کچھ چھلاوے سے نہین کم تھی جوانی آپکی

زیست اپنی رہگئی ہی اب اسی امید پر
وصل کا وعدہ جو سنتے ہین زبانی آپکی

کچھ حقیقت بھی تھی خط کی جو نہ لکھا ایک دن
دیکھلی ای مشفق من مہربانی آپکی

رہگئے حل معمای دہان تنگ مین
شاعرون پر کھل گئی نکتہ دانی آپکی

چھو سکین کیونکر تصور مین ہم ای نازک بدن
جب نزاکت کر رہی ہو پاسبانی آپکی

آپ سے کاٹین گلا اسطرح ہین مشتاق قتل
ہمکو ملجائے جو تیغ امتحانی آپکی

صورت تصویر سکتہ مین ہون نقشہ اور ہو
دیکھلین صورت اگر بہزاد و مانی آپکی

دلمین اوسکے آگئے فوراً نوجوانی کی امنگ
پیر صد سالہ اگر دیکھے جوانی آپکی

مجھسے فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب اشعار درد
دل دکھاتی ہی ہمارا شعرخوانی آپکی

سرو قد اوٹھ اوٹھکے اے شمشاد قد گلزار مین
کرتے ہین تعظیم سرو بوستانی آپکی

اے پری مہر سلیمان سے بھی بڑھکر ہی مجھے
ہاتھ آجائے اگر چھلا نشانی آپکی

اوسکی آنکھون مین ہی پھولی ہوئی سرسون مدام
جو کہ پی جائے شراب ارغوانی آپکی

صحبت احباب سے ہوتا ہی لطف زندگی
ہیچ ہی اے خضر عمر جاودانی آپکی

سن کے قصہ خواب کا آنا فسانہ ہی مگر
نیند اوڑجاتی ہی سنتے ہی کہانی آپکی

گرمی خون شہیدان کی جو حدت ہی یہی
دیکھنا ہوجائے گی تلوار پانی آپکی

بے مے جان بخش کے بھی موت سے بڑھکر ہی زیست
تلخ ہی اے شیخ صاحب زندگانی آپکی

ہون خموش اسوجہ سے وصف دہان تنگ مین
گو مگو کی بات ہی یہ بے دہانی آپکی

کیون نہ بڑھکر خوبصورت ماہ کنعان سے کہون
اولین تصویر یوسف کی ہی ثانی آپکی

ہوتی ہی پژمردگی دلکو خموشی کے سبب
تنگ کرتی ہی ہمین غنچہ دہانی آپکی

دل ہرا ہوتا ہی ہر اک عاشق دلگیر کا
یاد آجاتی ہی جب پوشاک دھانی آپکی

ایکدم مین چلدیا جوش شباب اے محسن
بلبلہ پانی کا تھا یا تھی جوانی آپکی

٢٠٦

ذرہ بے نور سے مہر منور ہی ادیب
ہوگئی جسدن سے اوسپر مہربانی آپکی

١٨

اثر جذب دل اپنا جو دکھائے کوئی
بے بلائے ابھی آغوش مین آجائے کوئی

ڈرسے غیرونکے نہ آیا تو نہ آئے کوئی
خواب ہی مین ہمین شکل اپنی دکھائے کوئی

مین وہ تشنہ ہون کہ مقتل مین یہی کہتا ہون
آب خنجر سے مری پیاس بجھائے کوئی

دھوم ہو جائے کہ خورشید قیامت نکلا
رخ انور سے جو پردے کو اوٹھائے کوئی

بعد مردن لب ساقی کے مین لبلون بوسے
میری مٹی کا اگر جام بنائے کوئی

خوب گھنگھور گھٹا شہر مین پہ چھا جائے
دھڑی مسی کی لبون پر جو جمائے کوئی

سب کہین ہو گئی اوجڑی ہوئی بستی آباد
دل ویران مین مگر گھر جو بنائے کوئی

اے گہر ہو کے جدا کان سے محبوبون کے
آبرو اپنی نہ مٹی مین ملائے کوئی

زار فرقت مین ہین ایسا کہ جو آکر ڈھونڈھے
موت کیا چیز ہے مجھکو تو نہ پائے کوئی

نذر اوسکی مین کرون شیشۂ دل اے ساقی
ہاتھ سے اپنے اگر جام پلائے کوئی

اوسکی حسرت کو کوئی دل سے ہمارے پوچھے
عمر بھر جسکی تمنا نہ بر آئے کوئی

شمع رخسار کے پروانون نہین اوسکو فروغ
صورت شمع سراپا جو جلائے کوئی

سرکشی بھول کے ہرگز نہ کرے مثل حباب
بحر ہستی مین جو دم بھر کو بھی آئے کوئی

کیون نہ وہ قطرۂ ناچیز سے دریا ہو جائے
عشق مین تیرے جو ہستی کو مٹائے کوئی

غیر تو کیا ہین فرشتون سے بھی لڑ نکلے کہدین
کوچۂ یار مین بیٹھے ہین اوٹھائے کوئی

اثر نالہ و فریاد دکھائین ہم اگر
دل کو تھامے ہوئے گھر سے نکل آئے کوئی

قہر ہے ہنستے ہین وہ دیکھکے گریان مجھکو
ایسے بیدرد سے کیا دل کو لگائے کوئی

۲۰۷

اے ادیب آئے شب ہجر اگر رونے پہ ہم
ہفت اقلیم کے سوتون کو جگائے کوئی

۱۶

دل جو عاشق ہے دُرِ دندان کو ہم لائینگے
ہنس کے کھانے کو ہم موتی مقرر لائینگے

نوح کا طوفان اوٹھیگا دیدۂ تر سے مرے
حرف رخصت کا اگر اپنے لب پہ لائینگے

ہم گنہگارون کا رونا حشر کر دیگا بپا
دیکھنا نالے قیامت روز محشر لائینگے

عشق یار زلف کالے کا کھلانا چاہنکر
کانور دولیں آپ عاشق جاکے منتر لائین گے

سخت جان ایسے ہین مقتل مین دم قتل ایک دن
خنجر جلاد کا ہم دم لبون پر لائین گے

بند کرنا خط کا جو ہوگا وہ نہین مد نظر
مردمان چشم کے عشاق ولیفر لائین گے

ہم وہ مشتاق اجل ہین سنکے مژدہ قتل کا
ہاتھ مین سر کو پئی نذر ستمگر لائین گے

وصف چشم یار کی تسطیر ہی مد نظر
آنکھون کے ڈورے برائے تار مسطر لائین گے

روفے سے سب کو گمان آجائیگا بھونچال کا
نالے میرے زلزلہ اک روز گھر گھر لائین گے

دامن صحرا کی دیوانہ کرینگی دھجیان
خانۂ زنجیر سے جب پانون باہر لائین گے

ہین وہ غم کی شکل فرقت مین بنا ہون دوستو
دیکھکر مجھکو عدو اشک آنکھون مین بھر لائین گے

ہوکے بیتاب آئین گے سنکر مری فریاد کو
نالۂ دل جو سلامت ہین اونھین گھر لائین گے

دلکو کیا غم ہی اگر تنہا ہین بحر عشق مین
کشتی بے ناخدا کو ہم خدا پر لائین گے

ہوگی آرایش اگر اوس گل کو منظور نظر
نوعروسان چمن پھولون کا زیور لائین گے

عشق ابرو بتان پر جب کہ قائل ہونگے ہم
بانٹنے کو پیٹ پر کعبے کا پتھر لائین گے

۲۰۸

اب ادیب اونکے جو حال رخ کی لکھین گے صفت
نور کر وہ عرش کے تارے مقرر لائین گے

۲۲۳

پھر ہون برق تجلی کے طلبگار کبھی
دیکھین موسی جو ترا جلوۂ رخسار کبھی

ناتوانی نے سبکسار کیا ہی ایسا
دل اغیار پہ اپنا نہوا بار کبھی

ایک عالم کو کیا خنجر جلاد نے سرد
گرم ایسا تو نہ تھا موت کا بازار کبھی

قتل کرتا ہی ہمین تیغ ادا سے قاتل
دم چوراتا ہی اگر خنجر خونخوار کبھی

ننگ ہے کہ مرض عشق سے کہتے ہین طبیب
دشمنون کو نہ الہی ہو یہ آزار کبھی

بے خلش باغ جہان مین ہین گران قدر مدام
دامن کوہ مین الجھا نہ کوئی خار کبھی

تشنۂ شوق شہادت کا ہوا دل سیراب
اوس ستمگر نے جو کی تیرونکی بوچھار کبھی

پارہ پارہ جگر و دل ہوئے مانند کتان
آگئے یاد جو وہ چاند سے رخسار کبھی

مرض موت نہو خاک شفا کو بھولے
خاک پا تیری جو کھائے کوئی بیمار کبھی

بخت خوابیدۂ عشاق جگانا ہی محال
شور محشر سے بھی ہوتا نہین بیدار کبھی

لب پان خوردۂ معشوق سمجھکر ہمنے
دہن زخم سے چوما لب سوفار کبھی

دھجیان خوب اوڑائین گے ہم اے وحشت جنون
رہگیا ایک بھی دامن مین اگر تار کبھی

روتے روتے تری فرقت مین ہوا ہون یہ ضعیف
ہمسے توڑا نہ گیا آنسوؤنکا تار کبھی

کعبۂ دلمین بنے عشق بتان کا مسکن
دانۂ سبحہ مین ہو رشتۂ زنار کبھی

پتھر ایسے ہی اگر برسین گے مجھ مجنون پہ
خالی آئین گے نظر دامن کہسار کبھی

اہل دنیا سے ہین ہم دلکو خلش ہوتی ہے
پہلوے دشمن مین جو چبھتا ہے کوئی خار کبھی

کیون نہ ملتے رہین حسرت سے وہ دست افسوس
ہاتھ جنکے تری گردن مین نہ تھے ہار کبھی

بخدا جان کے لالے پڑے ہین الفت مین
نہوا عشق بتان ہمکو سزاوار کبھی

اے مسیحا مرض عشق سے بچنا ہے محال
زیست ہوتی تو نہوتا کبھی آزار کبھی

آدمی گلکے اس آزار مین مرجاتا ہے
مرض عشق کا اچھا نہین بیمار کبھی

وہ گل اندام پڑے سوتے ہین اب زیر زمین
خندۂ گل سے جو ہوتے تھے نہ بیدار کبھی

یوسفستان نظر آتی تھین وطن کی گلیان
فرخ آباد بھی تھا مصر کا بازار کبھی

٢٠٩

جان جائیگی ادیب اونکی محبت مین تری
دل نہ دینا کسی کافر کو خبردار کبھی

١٧

سقف فلک کی پھر نہ یہ تعمیر دیکھیے
جو آپ تیر آہ کی تاثیر دیکھیے

کسدن ہو عشق زلف گرہگیر دیکھیے
آباد کب ہو خانۂ زنجیر دیکھیے

منہ پھیر سو رہے ہین وہ مجھسے شب وصال
یارب پھریگی کب مری تقدیر دیکھیے

مدت کے بعد آکے وہ گھر سے چلے گئے
بن کر بگڑ گئی مری تقدیر دیکھیے

کسطرح ہو گی ہمسر زلف دراز یار
چھوٹی بہت ہی عرش کی زنجیر دیکھیے

دار فنا سے شہر خموشان مین لائی ہی
لیجائے اب کہان مجھے تقدیر دیکھیے

شاید خزان سکے آتے ہی جوش جنون گیا
سونے پڑے ہین خانۂ زنجیر دیکھیے

ہی لامکان پہ مری دیوانگی کی دھوم
پونہچا کہان ہی نالۂ زنجیر دیکھیے

رونے سے کانپتا ہی دل انکا شب فراق
ہلتا ہی عرش نالونکی تاثیر دیکھیے

فصل بہار آئی جنون کا ہی زور شور
پھر پانون مین ہر ایک کے زنجیر دیکھیے

کانون سے کچھ نہ سنیے بجز اوسکے ذکر کے
آنکھون سے صرف یار کی تصویر دیکھیے

ہلنا محال ہی ہمین گیسو کے عشق مین
جکڑی ہوئی ہی پانونمین زنجیر دیکھیے

ہی آفتاب حشر سہا اوسکے سامنے
خورشید داغ عشق کی تنویر دیکھیے

اختر شماریونمین گزرتی ہی ساری رات
جسدن نہ کوئی چاندسی تنویر دیکھیے

چین جبین یار کی کیونکر گرہ کھلے
کسطرح وا ہو عقدۂ تقدیر دیکھیے

کسطرح جائین میکدہ سے اوٹھکے رند مست
ہی موج می کی پانونمین زنجیر دیکھیے

۱۱۰

لکھا نصیب کا نہین مٹتا ہی اے ادیب
جو جو دکھائے آپ کو تقدیر دیکھیے

۱۸

کیون مجھسے وہ گل مائل تقریر نہین ہی
کچھ غنچہ دہن بلبل تصویر نہین ہی

دیوانہ کیا خلق کو آنکھون نے تمھاری
جادو ہی مگر سرمہ کی تحریر نہین ہی

اغیار کو تور وز ملے شربت دیدار
میرے لیے آب دم شمشیر نہین ہی

اک عمر سے نظارۂ مژگان سے ہون محروم
مدت سے جگر مین خلش تیر نہین ہی

جب بعد فنا بھی وہ نہ آیا تو یہ سمجھے
تقدیر مین وصل بت بے پیر نہین ہی

حیران جہان ہی ترے آئینۂ رخ سے
وہ کون ہی جو بلبل تصویر نہین ہی

لکھا مری تقدیر مین ہی رنج جدائی
ای حضرت عشق آپ کی تقصیر نہین ہی

مین کشتہ ہون چشم صنم پردہ نشین کا
احوال مرا لائق تشہیر نہین ہی

ویرانے کی صورت متصور ہی اوسمین
جس خانۂ دلمین تری تصویر نہین ہی

رو کر ترے بیمار کو کہتے ہین اطبا
اب جینے کی اسکے کوئی تدبیر نہین ہی

باتون کو جو سنتا ہون تو جان آتی ہی تن مین
اعجاز سے کم آپ کی تقریر نہین ہی

داغون سے سراپا مین بنا سرو چراغان
تاریک مرا خانۂ زنجیر نہین ہی

کچھ قدر زر و مال نہین سامنے لسکے
یہ خاک در یار ہی اکسیر نہین ہی

اوس بت کو کیا سجدہ تو کیون کہنے لگے اغیار
کچھ قد خمیدہ خم شمشیر نہین ہی

صورت تری خوبان جہان سے ہی نرالی
عالم کے مرقع مین یہ تصویر نہین ہی

ایسی ترے سودائیون کے صرف مین آئی
حداد کی دکان مین زنجیر نہین ہی

مجروح ہے خار رہ وادی سے وہ یا رب
جس پانو نہین اوس زلف کی زنجیر نہین ہی

۲۱۱

نالون کا اثر دلمین اوس بت کے ہو کیونکر
کچھ آہ مری عرش کی زنجیر نہین ہی

۲۵

دیکھکر وہ رخ یہ حیرت ہوگئی
آئینے کی اور صورت ہوگئی

وا اگر چشم حقیقت ہو گئی — دیکھنا کثرت میں وحدت ہو گئی
رنج فرقت سے یہ ہیأت ہو گئی — شکل اپنی غم کی صورت ہو گئی
ہجر میں اپنی یہ صورت ہو گئی — دیکھکر حیرت کو حیرت ہو گئی
پیش داور ہم نے جب نالے کیے — حشر میں قائم قیامت ہو گئی
پک کے پھوڑا ہو گیا یکبک سے دل — زہر ناصح کی نصیحت ہو گئی
آمد آمد فصل گل کی جب سنی — وحشیوں کو اور وحشت ہو گئی
ہجر میں اوس گل کے اہل خلد کو — بڑھکے دوزخ سے بھی جنت ہو گئی
جیتے ہیں فرقت میں اب دم تک مگر — اب نہ آئے تو قیامت ہو گئی
دید اوس خوش چشم کی جب سے ہوئی — آنکھوں کی بیدار قسمت ہو گئی
شکر ہے اوس آینہ رو کے حضور — آینہ داری کی صورت ہو گئی
رات دن وہ مجھسے رکتے ہیں پھر — کیا مری برگشتہ قسمت ہو گئی
یاد رکھنا شب نہ آئے تم اگر — آج ہی کل کی قیامت ہو گئی
اوس لب رنگین کی فرقت میں ہمیں — خون دل رونیکی عادت ہو گئی
جب قیامت کی چلے رفتار وہ — دو قدم پیچھے قیامت ہو گئی
زیست کے ہمراہ ہیں سب رنج و غم — آ گئی جب موت راحت ہو گئی
جب دہان تنگ ہنسنے میں کھلا — نقطۂ وہمی کی قسمت ہو گئی
کم نہیں لب سے تری چشم اے مسیح — جسکو دیکھا اوسکو صحت ہو گئی
پاے ساقی پر گرے نشہ میں ہم — ہوشیاری عین غفلت ہو گئی
دھار اہے قاتل تری تلوار کی — ہم کو تو راہ شہادت ہو گئی

جب تہیال آیا مآل کار کا — خندۂ گل سے بھی نفرت ہوگئی
جنت و دوزخ کی خواہش چھوڑ کر — تیری مرضی پر قناعت ہوگئی
جب تصور رشتے ساقی کا کیا — دلمین آئینہ وہ صورت ہوگئی
تیرے دیوانے کی ای رشک پری — قاف سے تا قاف شہرت ہوگئی

۲۱۲ — ۱۶

دلکو کیون تھامے ہوئے تم ہو ادیب
کیا کسی دلبر سے الفت ہوگئی

گو ہر اک شہر مین شہرت مری فریاد کی ہے — ہون جو خاموش تو خاطر مجھے صیاد کی ہے
ہوش جاتا ہے نہ خبر کچھ دل ناشاد کی ہے — یاد اسی وعدہ فراموش تری یاد کی ہے
خوف سے جان ہوا بلبل ناشاد کی ہے — شکل جلاد کی صورت مجھے صیاد کی ہے
سر پہ اسکے جو نہین بار جفا عشاق — پشت خم کسلیے چرخ ستم ایجاد کی ہے
حیف ہم تشنہ نہ سیراب ہوے مقتل مین — گو سبیل آب دم خنجر جلاد کی ہے
خط پشت لب ساقی کا ہوا ہون شیدا — کیا حقیقت مرے آگے خط بغداد کی ہے
دام گیسو مین رہا کرتے ہین قیدی دائم — قید اس قید مین کچھ بھی نہین میعاد کی ہے
سات دریا ابھی لاؤن جو کہے وہ شیرین — جوے شیر ایک ہی لائی ہوئی فرہاد کی ہے
ایک دم بھی نہ رہا چوب گلگشت آیا — نا موافق یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہے
سنکے فریاد تاسف سے وہ فرماتے ہین — یہ تو آواز کسی عاشق ناشاد کی ہے
کسی بلبل کو کیا ذبح کسی کو پر قینچ — دل لگی روز چمن مین یہی صیاد کی ہے
خندہ زن ہوتے ہین وہ دیکھکے گریان مجھکو — اولٹی تاثیر مرے نالہ و فریاد کی ہے
گلشن دہر مین وہ بلبل تہ سان مین ہون — شب کو سوتے مین بھی دہشت مجھے صیاد کی ہے

مژدۂ یار بھلا کھٹکے نہ کیونکر ہر دم — وہ تو اک پھانس دل عاشق ناشاد کی ہے
کون کہتا ہے کہان فصل بہاری آئی — سب یہ بے پر کی اوڑائی ہوئی صیاد کی ہے
حسرت دید ہے مدت سے اوٹھا دو پردہ — اے بتو تم کو قسم حسن خدا داد کی ہے
فصل گل مین مرے پر کاٹے کیا قید قفس — انتہا بھی کہین بیداد ہی صیاد کی ہے
اے گلو حسن پہ اپنے نہ ہنسو کھل کھل کر — چند روزہ یہ ہوا گلشن ایجاد کی ہے

۲۱۴
مین اوسی روز سے بھولا ہون زمانے کو ادیب
یاد جس دن سے مجھے اوس ستم ایجاد کی ہے
۲۱

روز و شب بال ہما جس کا جو سر رہتا ہے — آجکل وہ شہ خوبان مرے گھر رہتا ہے
دل مرا عکس رخ یار کا گھر رہتا ہے — آئینہ آئینے مین آٹھ پہر رہتا ہے
غائب آنکھون سے جو وہ رشک قمر رہتا ہے — حسرت دید کا دلمین مرے گھر رہتا ہے
صدمۂ ہجر سے پھوڑا دل اگر رہتا ہے — درد بن کر مرے پہلو مین جگر رہتا ہے
لب رنگین کا جو دھیان آٹھ پہر رہتا ہے — چشم گریان سے وان خون جگر رہتا ہے
مصحف رخ جو ترا پیش نظر رہتا ہے — دل سیپارہ مرا زیر و زبر رہتا ہے
جب سے مجروح تری تیغ تبسم نے کیا — خندہ زن آٹھ پہر زخم جگر رہتا ہے
غنچے پیکان نکالے ہین بغیر اوس گل کے — دشنہ کھینچے ہوئے ہر برگ شجر رہتا ہے
تشنۂ آب دم تیغ ہے اے ترک ایسا — ہر گھڑی وا دہن زخم جگر رہتا ہے
وصل کی شب ہین بول اوٹھے کہین مرغ سحر — یہی دھڑکا یہی ڈر چار پہر رہتا ہے
چشم دلبر سے خدا جانے بچیگا کیونکر — گھات مین دل کی مرے ذر نظر رہتا ہے
عشق دلبر سے ملا ہے نہ کسطرح عزیز — سینے مین دل کی جگہ داغ جگر رہتا ہے

کروٹین لیتے ہی لیتے شب غم کاٹتے ہین
چین پڑتا نہین یہ درد جگر رہتا ہی

یاد مین موسیٰ میان کی جو تڑپے روتا ہون
آب اشک آٹھ پہر تا بکمر رہتا ہی

خون ہو کر جو نہ آنکھون سے بہا فرقت مین
پھر یہ کسو اسطے پہلو مین جگر رہتا ہی

چشم پر نم کو تصور ہی تری آنکھون کا
شیرون کا عین ترائی مین گزر رہتا ہی

عشق چشم اوس یم خوبی کا ہوا ہی جبسے مجھے
پانون مین سلسلۂ موج نظر رہتا ہی

ہم گدا اپنی فقیری ہی مین ہین مست مدام
رہے منعم کو اگر نشۂ زر رہتا ہی

مرد جانباز وہی معرکۂ عشق مین ہی
مرنے پر باندھے ہوئے جو کہ کمر رہتا ہی

بیخودی سے نہین ہم آپ مین آتے پہرون
کیا تماشا ہی کہ گھر بیٹھے سفر رہتا ہی

۲۱۴ مین وہ دیوانۂ گریان ہون جو صحرا کو گیا
دامن وحشت ادیب اشکون سے تر رہتا ہی ۲۵

شب وصال جو وہ ماہ بے حجاب رہے
تمام رات قد آدم آفتاب رہے

خیال گیسوے پیچان جو وقت خواب رہے
تمام شب دل مضطر کو اضطراب رہے

جو دید مہر رخ یار کی نہ تاب رہے
تو کیون نہ آئنہ یا دیدۂ پر آب رہے

نہ تاب دید ہو جسدم وہ بے نقاب رہے
ہمارے یار کی بے پردگی حجاب رہے

مثال سرمہ گہر اوس کا ہو چشم مردم مین
جو خاک پاے رہ شاہ بوتراب رہے

ہزار حیف نہ بدلا کبھی فراق کا حال
ہزار طرح کے عالم مین انقلاب رہے

تری تلاش نہ مدنظر اگر ہوا سے
تمام روز نگردش مین آفتاب رہے

کہو تو کسکے جگاے نصیب جاگ رات
کہان تمام شب اے رشک ماہتاب رہے

خیال دست نگارین کا ہی دم گریہ
نہ جاری آنکھون سے کسطرح خون ناب رہے

گلی میں یار کی جو پانوں توڑ کر بیٹھے
وہ جا کے باغ جنان میں نہ مر حساب رہے

چہ خوشست شیشۂ رخ روشن کی جا ہے وہ مہوش
تو آفتابہ لیے حاضر آفتاب رہے

گئی شباب کی شب دھوپ آئی پیری کی
ہزار حیف کہ ہم پھر بھی مست خواب رہے

ہوا ہے گوہر دندان یار کا سودا
ہمارے پانوں میں زنجیر موج آب رہے

ہے بے ثباتی عالم سمائی آنکھوں میں
مری نظر میں محیط فلک سراب رہے

جو آندھیاں چلیں عالم میں آہ سوزاں کی
نہ اے فلک یہ ترا خیمۂ حباب رہے

عدم کو جائیں گے سرپٹ ہوا کے گھوڑوں پہ
محیط دہر میں سرکش اگر حباب رہے

فراق یار میں دم بھر کروں جو گریہ و آہ
ہمیشہ خلق میں طوفان باد و آب رہے

عدم سے آئے تھے دم بھر کو پھر عدم کو چلے
محیط دہر میں ہم صورت حباب رہے

خوشی سے بدر ہوا ہے شہ سوار حسن ابھی
ہلال عید جو بنکر تری رکاب رہے

مژہ ہوا اشک فشانی کا اوس گھڑی اے چشم
نہ جب کہ جسم میں اک بوند خون ناب رہے

تمھارے گالوں سے تشبیہ دیتے ہیں شاعر
شگفتہ کیوں نہ ہمیشہ سدا گلاب رہے

وہ ٹوٹے جام نہ جس میں ہو بادۂ گلگون
وہ پھوٹے آنکھ جو بے نشۂ شراب رہے

خجالت رخ روشن سے جو اے مہوش
تری طرف نہ منھ پھیرے آفتاب رہے

جو دفن لاش ہو فردوس کوے جاناں میں
تو بعد مرگ نہ مٹی مری خراب رہے

۲۱۵ پس فنا شب تاریک گور کا کیا خوف
ادیب داغ جگر کا جو آفتاب رہے ۱۳

چمن میں خندۂ گل سے ہوا ملال مجھے
مآل کار کا جب آگیا خیال مجھے

فراق یار میں ہے زندگی وبال مجھے
اوٹھا لے دہر سے یا رب ذوالجلال مجھے

خیال یار ہے فرقت مین مونس و ہمدم
ملا ہی ہجر مین لطف شب وصال مجھے

نہین ہی رشک کسی کو مری ترقی پر
ہوا ہی بے ہنری مین بھی کمال مجھے

نہو خموش اگر شرم سے وہ غنچہ دہن
ثبوت مین نہ دہن کے ہو احتمال مجھے

وہ خال ہی پئے مرغ دل حزین دانہ
ہوئی ہی یار کی پیچیدہ زلف جال مجھے

یہ وہ مرض ہی کہ جاتا ہی جان ہی لیکر
کبھی نہ عشق ہو یا رب ذو الجلال مجھے

زبان حال سے کہتا ہی حسن اس گل کا
ہوا ہی اور نہوگا کبھی زوال مجھے

مٹھائی سے لب شیرین کے لب اگر ہون بند
دہان تنگ کا اثبات ہو محال مجھے

مثال آینہ لازم ہی دونون دل ہون صاف
مرا خیال تجھے ہو ترا خیال مجھے

نہین وہ خال ہی مابین ابروے جانان
درون کعبہ نظر آتے ہین بلال مجھے

مثال آینہ ہون صاف دوست دشمن سے
عدو سے بھی کبھی ہوتا نہین ملال مجھے

۲۱۶

ادیب آب خجالت سے دھو گئے سب جرم
ہوا جو اپنے گناہون سے انفعال مجھے

۱۹

منعم غرور کرتے ہین کیون مجھ غریب سے
واقف کوئی نہین ہی کسی کے نصیب سے

بیجا ہی شکوہ جور و ستم کا حبیب سے
دنیا مین درد و رنج ہین اپنے نصیب سے

اے دل نہ ملتجی ہو کسی سے بھی بال کا
ملتا نہین کسیکو زیادہ نصیب سے

دشمن کو بھی نصیب نہو صدمہ فراق
یا رب جدا نہ کوئی ہو اپنے حبیب سے

رہتی ہی یاد اسکے سبب اسکی ہر گھڑی
کچھ داغ عشق کم نہین مجھکو حبیب سے

بیمار ہجر کا کہین قصہ نہو تمام
ڈر ہی شب فراق کی شکل مہیب سے

دل ہی غنی بغل مین ہی جب سے وہ نازنین
ہم کو ملی ہی وصل کی دولت نصیب سے

برگشتہ بخت وہ ہون کہ اولٹا ملا جواب
کی ہین نے سیدھی بات جو اپنے حبیب سے

سودائے زلف یار مرے سر سے دور ہو
ایسی کوئی دوا نہین ممکن طبیب سے

طالب نہ منعمون سے ہوا زر کا مین گدا
اک بات یہ عجیب ہوئی مجھ غریب سے

بیدار بخت خفتہ اوسی وقت ہو گیا
آئے وہ خواب مین جو مرے گھر نصیب سے

صاحب نصیب جسکے منہ آتے ہین خاک پا
بوسہ ملا جو دست صنم کا نصیب سے

زنجیر زلف یار کے لکھے غزل مین وصف
ناپا زمین شعر کو ہم نے جریب سے

فتنے اونھین کے اوٹھنے سے اوٹھین سیکڑون
محفل مین وہ جو بیٹھے ہوے ہین غریب سے

مدت سے کوے یار مین رہتا ہون مین فقیر
پائی ہے مین نے سلطنت اپنے نصیب سے

سوز تب فراق سے پڑ جائین آبلے
چھو جائے نبض اپنی جو دست طبیب سے

بیشک ہین ٹہکے ماہ منور سے حسن مین
دیکھا شب اونکو بزم مین ہم نے قریب سے

قصہ جو اپنے درد جدائی کا ہم کہین
آنسو ٹپک پڑین ابھی چشم حبیب سے

٢١٧

جب شاعری کی ایک بھی رکھتا نہین ہے بات
پھر کیا بھلا غزل کہی جائے ادیب سے

٢٩

جو دل نہین آگاہ ہے اوس رشک پری سے
وہ شیشہ ہے لبریز مئی بے خبری سے

گم نام ہین خوش کیون نہ ہین بے ہنری سے
شرم آتی ہے دنیا مین ہمین ناموری سے

ہے سبز چمن عشق کا ہی نوحہ گری سے
شاداب گل داغ ہین آنکھون کی تری سے

اس درد کے جانے سے جو سر جائے تو اچھا
صندل کا رگڑنا نہین کم دردسری سے

مین ہون وہ گنہگار قیامت مین جو رویا
سرد آتش دوزخ ہوئی آنکھون کی تری سے

اے ترک سراپا مین گل داغ ہین لاکھون
ہم رشک چمن ہین تری بیدادگری سے

پتون کی جگہ نکلے ہین گل موسم گل مین
گلزار ہوا لال پری سبز پری سے

ہم گھر مین ہین بیمار تو گلزار مین نرگس
اچھا نہوا کوئی تری چارہ گری سے

سو بار جو ہم قتل ہون سو بار ہون زندہ
تو بھی نہون سیر آپکی بیدادگری سے

پیری مین ہوا عشق ہمین لالہ رخون کا
ہر داغ مشابہ ہی چراغ سحری سے

ساتھ اپنے قفس لیکے ہم اوڑ جاتے ابھی دم
لاچار ہین مجبور ہین بے بال و پری سے

سمجھا وہ دوا زہر ہلاہل سے بھی بڑھکر
واقف جو ہوا لذت بیدادگری سے

غل کرکے پکاتا ہی شب وصل مرا دل
دم ناک مین ہی نالۂ مرغ سحری سے

ای ماہ دو ہفتہ دل صدچاک ہمارا
بڑھکر ہی ہوا دار تری بارہ دری سے

دیوانہ ترا نزع مین ہی دیکھ لے چلکر
لیدیہ کہدے کوئی اوس شاخ ہری سے

اوسکے لب لعلین سے ہی جسدن سے محبت
دل کو مرے ہی انس عقیق شجری سے

مجھ ہیچمدان سے ہی حسد ہر ہمہ دان کو
مین اہل ہنر کا ہون عدو بے ہنری سے

عالم مین جدھر دیکھتے ہین آنکھ اوٹھاکر
اک نور کا عالم ہی تری جلوہ گری سے

ای مہر قدم تونے جو رکھا ہی لحد پر
ہر ذرہ ہی خورشید تری جلوہ گری سے

دم سے مرے شاداب ہی گلزار گل داغ
کیا باد نفس کم ہی نسیم سحری سے

کیونکر نہ لب زخم سے قاتل کا کرین شکر
ملتا ہی مزہ رحم کا بیدادگری سے

اوس مہر کا جلوہ ہی ہر دم مرے دل مین
یارب کبھی خالی نہ یہ شیشہ ہو پری سے

خوبان جہان کہتے ہین اوس حور سے آکر
تم حسن خداداد مین بڑھکر ہو پری سے

اوس گل سے گلہ عشق مین کی اپنی قبا کا
ای گل ہمین ثابت ہی تری جامہ دری سے

کس منہ سے ترا شکر ہو ای قاتل بے رحم
ممنون کیا ہی مجھے بیدادگری سے

ہر خار نے پاؤن کو مرے سر سے لگایا
رکھا جو قدم دشت مین آشفتہ سری سے

پیری مین ہوئی مہر و شعور ہے ہمین الفت
داغ دل سوزان ہین چراغ سحری سے

صد شکر کہ اوس ترک نے خنجر تو کیا تیز
ہمکو یہ توقع نہ تھی بیدادگری سے

۲۰

پیری مین او سے اپنی برآئی دلی امید
وصل اسکا ہوا ہمکو دعا سحری سے

۱۶

جو حسب وعدہ نہ وہ رشک ماہ ہو جائے
شب فراق کی پل سال و ماہ ہو جائے

جو پردے مین وہ رخ رشک ماہ ہو جائے
زمانہ آنکھون مین سب کی سیاہ ہو جائے

ترا کرم اگر ای بار الہ ہو جائے
جو بار کوہ ہو سر پر تو کاہ ہو جائے

اثر وہ ہاتھ مین تیرے ہے ای شہ خوبی
گدا کو بھیک جو تو دے تو شاہ ہو جائے

جو آئے خانہ تیرہ مین تو تو روشن ہو
ترا نشان قدم رشک ماہ ہو جائے

ٹھکانے مٹی لگے اوسکی ای مہ خوبی
پس فنا جو تری خاک راہ ہو جائے

کوئی عمل تو اب ایسا بتا دے ای عامل
کہ اونکے اور مرے رسم و راہ ہو جائے

کمان ضعف سے گو ہون مگر جو نالہ کرون
فلک کے پار ابھی تیر آہ ہو جائے

ابھی ستارہ بخت سیاہ روشن ہو
اگر محبت زلف سیاہ ہو جائے

زمانہ ہم سے اگر پھر گیا نہین پروا
مگر نہ یار کی ترچھی نگاہ ہو جائے

مراد دل کی بر آئے ہماری خاطر خواہ
جگر کے پار جو تیر نگاہ ہو جائے

امیدوار ہے پھر بھی اوسکی رحمت کا
کوئی بشر جو سراپا گناہ ہو جائے

خدا کرے کہ نہو جسمین جلوہ رخ یار
وہ خانہ دل انسان تباہ ہو جائے

شریک ہو کے جو کاندھا دے وہ شہ خوبی
جنازہ میرے لیے تخت شاہ ہو جائے

جو یاد قامت موزون مین مین کرون نالے — بلند سرو سے مصرع آہ ہو جائے

۲۱۹

نال شعر و سخن کا ہی اہل ادب یہی
کہ بزم شعر مین کچھ واہ واہ ہو جائے

خاک اوڑتی ہی مرو لبین ترے جانے سے — ابتو وحشت مین نہین ہم کبھی ویرانے سے

دختر رز بنکے پری نکلی جو میخانے سے — ہوش رندون کے اوڑے پھرتے ہین دیوانے سے

بال بیکا کوئی اونکا جو ہوا شانے سے — ہاتھ مشاطہ کے کٹوائے گر شانے سے

زلزلہ آنے کا شک شہر خموشان مین ہوا — دل بیتاب کے مرقد مین تڑپ جانے سے

دور ہی دور رہا کرتی ہی اے رشک پری — ایسی لوگون کو ہی وحشت ترے دیوانے سے

ٹوٹ سکتی نہین اب دست سبو کی بیعت — ہم نہ اوٹھینگے کبھی بیٹھ کے میخانے سے

روز آتا تو ہی کترا کے چلا جاتا ہی — خوف یہ مجھکو ہی میرے سیہ خانے سے

کیا نزاکت ہی کہ جب نقش بنانے بیٹھا — ورد اوس شوخ کے شانے مین اوٹھا شانے سے

شمع سوزان کی اگر ہوتی زبان گویا — حال کہتی دل پرسوز کا پروانے سے

کیا مزے کا ہی کہ بھرتا ہی نہین دل اپنا — ہمکو سیری نہین ہوتی ترے غم کھانے سے

اگر ارشاد ہو دوزخ مین ابھی کود پڑین — کبھی باہر نہون ہم آپکے فرمانے سے

چین پڑتا نہین جب سنتے ہین حال دل زار — نیند اوڑ جاتی ہی اونکی مرے افسانے سے

کیا تعجب ہی خوشی سے ہوا گر شادی مرگ — شادمان ہین بہت اعدا مرے مرجانے سے

ہر سحر اپنی دعا ہی کہ الٰہی شب ہجر — جائے اغیار کے گھر بھی مرے کاشانے سے

محو اسطرح ہین معلوم نہین ہین کہ نہین — خود فراموش ہین ایسے تری یاد آنے سے

صورت شیشہ رہا پنبہ دہن ہین خاموش — آئی قلقل کی صدا گوش مجھے میخانے سے

لب لعلین کی صفت جب سے ہوئی مد نظر / کام رہتا ہی ہمین خون جگر کھانے سے
بھوک مین پیاس مین کرلیتے ہین سیری اپنی / غم کے کھا لینے سے ہم ہاے کے پی جانے سے

لکھنے سو نگہت تھے زلف معنبر کا ادب
اچھے بیہوش تھے ہم ہوش مین آجانے سے

٢٢٠

٢٧

عید کا لطف ہمین ای ستم ایجاد ملے / گلے آ کر جو ترا خنجر بیداد ملے
موت سے کچھ نہ مفر ہی دل ناشاد ملے / کاش چھپنے کے لیے قلعۂ فولاد ملے
تشنہ کامان شہادت کی تمنا ہی یہی / جائے جان آب دم خنجر جلاد ملے
جو ہی جوبندہ وہ یابندہ بھی ہوتا ہی ضرور / جسکو ہم ڈھونڈھین نکیونکر وہ پریزاد ملے
غنچۂ خاطر پژمردہ نہ کسطرح سے کھلے / ہمسے دل کھولکے جسدم وہ پریزاد ملے
پانی ہو جائے مری آتش سودا بھی / رگ جان سے جو دم نشتر فصاد ملے
دیکھے رنج آتش فرقت مین جلاتا ہی مدام / تجھسے پھر خاک ہمارا دل ناشاد ملے
حق سے بے رحمی قاتل کی کرینگے پرسش / جو لب زخم کسی دن پی فریاد ملے
ٹھوکرین کھاتے ہوئے ہم پھرین جسکی خاطر / وائے تقدیر نہ اک دن وہ پریزاد ملے
قد آدم تری خجلت سے زمین مین گر جائے / تو وہ خوش قد ہی گلستان مین جو شمشاد ملے
قیس و فرہاد پکار اٹھے مجھے جب دیکھا / بعد مدت مرے استاد کے استاد ملے
زہد صد سالہ کو چھوڑین پھرین تنکے چنتے / زاہدون کو جو کسی دن وہ پریزاد ملے
دل افسردہ مین پیدا ہو جوانو کی امنگ / پیر گردون کو جو وہ طفل پریزاد ملے
بھولے سے کبھی وہ چھٹی کا یاد آئے / تیرے جانبازون سے اک روز جو [illegible] ملے
جان کو اسکے مین ارزان ابھی سمجھی لو [illegible] / جان [illegible] دل اگر خنجر جلاد ملے

رحم کرنیکی جگہ ہی کہ نہ آیا کبھی رحم — جب ملے ہم سے وہ آمادۂ بیداد ملے

سبزۂ خط کا ترے دھیان ہی اپنے دلمین — ہمکو گھر بیٹھے خضر اے ستم ایجاد ملے

مین وہ جانباز ہون جاؤن جو کبھی مقتل کو — ٹوٹ کر مجھسے گلے خنجر جلاد ملے

کیون نہ پرہیز طبیبون کے مداوا سے کرون — مجھکو جب لذت درد دل ناشاد ملے

قابل رحم کسی نے بھی نہ سمجھا مجھکو — جو ملے مجھکو پریزاد وہ جلاد ملے

قتل سو مرتبہ ہو کر جو مین سو بار جیون — تو شہادت کا مزہ اے دل ناشاد ملے

دربدر جسکے لیے پھرتے تھے قدرت اوسکی — خانۂ دل ہی مین ہمکو وہ پریزاد ملے

رات دن خالق اکبر سے دعا کرتا ہون — نامرادون کو مراد دل ناشاد ملے

مرحبا ہو لب ہر زخم کا ورد اے قاتل — واہ تو ظلم کرے اور تجھے داد ملے

ڈھونڈھتی رہتی ہین آنکھین جسے ہر دم یارو — خواب ہی مین کبھی ہمکو وہ پریزاد ملے

واے تقدیر کہ غیرون سے ہے شب و روز مدام — صورت شیر و شکر ہو کے وہ دلشاد ملے

٢٢١ — ١٧

شعر جب ایک بھی اچھا نکہا تونے ادیب
کیا عجب ہی جو غزل کی تجھے داد ملے

غزل مین جب صفت رخسار کی تحریر ہوتی ہے — مرے مطلع مین مہر و ماہ کی تنویر ہوتی ہے

جو چشم سرمگین مین سرمہ کی تحریر ہوتی ہے — وہ میرے قتل کرنے کے لیے شمشیر ہوتی ہے

گناہ بوسہ مین زلفون کے یون تشہیر ہوتی ہے — رسن ہاتھون مین جکڑی پاؤن مین زنجیر ہوتی ہے

ہر اک ذرہ مین عالم مہر کا ہی اے مہ خوبی — ترے فیض قدم سے خاک بھی اکسیر ہوتی ہے

معمائے دہان تنگ کا حل غیر ممکن ہے — اسی عقدہ مین گم عقل جوان و پیر ہوتی ہے

وہ مجنون ہون کہ مین آبادی زندان کا باعث ہون — مرے قدمون سے زیب خانۂ زنجیر ہوتی ہے

تمھارا چاہنے والا ہوا مشہور جب دن سے
زمانہ مین مری اوس روز سے توقیر ہوتی ہی

رہا کرتا ہی ذکر زلف پیچان ہر گھڑی لب پر
اسی باعث مری اولجھی ہوئی تقریر ہوتی ہی

مری کشتی عمر اے قاتلو رہتی ہی چکر مین
عجب طغیانی آب دم شمشیر ہوتی ہی

نہ آئے تو تو کچھ پروا نہین تسکین خاطر کو
ہمارے خانہ دل مین تری تصویر ہوتی ہی

نہ چھوڑا ساتھ مر کر بھی کسی دن یار کا اپنے
ہماری خاک بعد مرگ دامنگیر ہوتی ہی

کرم کر تو ہی اے موت آکے بیمار محبت پر
مسیحا سے تو اب اسکی نہین تدبیر ہوتی ہی

مسخر کرتے ہین عالم کو اپنے خوش کلامی سے
بتان خوب رو کی باتون مین تسخیر ہوتی ہی

اوٹھا کر آنکھ جسدم دیکھتا ہی وہ کمان ابرو
نظر اوس یار پہ سینے کے مثال تیر ہوتی ہی

لگائی جبکہ روز وعدہ اوسنے پانون مین مہندی
ترے آنے مین پھر اے موت کیون تاخیر ہوتی ہی

وہان زخم سے ہرگز بیان اوسکا نہین ممکن
جو راحت مجھکو اے قاتل تہ شمشیر ہوتی ہی

۱۲۲

ادیب اوس قادر مطلق کی قدرت کا ہی کیا کہنا
اگر وہ چاہے تو اچھی بری تقدیر ہوتی ہی

جاتا ہی جب بغل سے وہ رشک قمر کبھی
اوٹھتا ہی درد دل کبھی درد جگر کبھی

مہمان آکے دل مین ہو تیر نظر کبھی
آباد ہو مرا بھی خدایا یہ گھر کبھی

آنے کو خواب مین جو کہے وہ قمر کبھی
سوئین ہم ایسے پھر نہ جگین عمر بھر کبھی

ابرو ہلی جو اونکے تو بھونچال آگیا
برچھی چلی جو ہو گئی ترچھی نظر کبھی

نرگس کو دیکھ لیتے ہین اے گل چمن مین ہم
ہوتی ہی دید چشم جو مد نظر کبھی

کس آرزو سے آج ملی ہی شب وصال
یارب نہو نصیب اب اسکی سحر کبھی

سب فیض عالمین ترے میسر ساقیا
مجھپر بھی ہو لطف و کرم کی نظر کبھی

اے گل نکرتے تیری شمیم اور کا جو خیال
غنچے نہ اپنی مٹھیون مین گھتے زر کبھی

اسطرح دل چراتے ہین ہوتی نہین خبر
آنکھون مین گھر یہ کرتے ہین وزد نظر کبھی

جاتے ہین بوسہ لینے جو اس گلبدن کے پاس ہم
کہتی ہے نازکی کہ نہ آنا ادھر کبھی

برباد ہو جہان نشہ مستی ہوا آبرو
چھوٹے جو اونکی حلقہ بگوشی گہر کبھی

ہوتا ہے دشت بادیہ گردی مین بہر اشک
روتے ہین آبلے جو مرے پھوٹکر کبھی

۲۱۳

امت مین ہے حسن شفیع محشر کی یہ ادیب
ممکن نہین ہو روز قیامت کا ڈر کبھی

۱۸

جو لیکے ساتھ خلق سے حسن عمل گئے
عقبی کی فکر رنج والم سے نکل گئے

نالے جو سوے چرخ ہمارے نکل گئے
دل حاملان عرش برین کے دہل گئے

کیا اضطراب دل ہے کہ ہم بعد مرگ بھی
مانند روح کنج لحد سے نکل گئے

خوبان سنگدل مرے رونے سے رو دیے
مانند موم نالون سے پتھر پگھل گئے

دیکھا جو اوسکے ساتھ رقیبونکو بزم مین
غیرون کے مدعا کی طرح ہم نکل گئے

دیکھا جو چشم قہر سے پامال ہم ہوئے
مانند مور پاے نظر سے وہ ل گئے

داغ جنون چمک گئے اونکی لٹ کے حضور
دیکھو چراغ سامنے کالون کے جل گئے

سوز درون سے نالے کیے جو حسینون جب
دامان دشت اشکونکی گرمی سے جل گئے

اوس گل نے جبکہ دور کیا گھر سے غیر کو
خار ملال دل سے ہمارے نکل گئے

کیا صاف دیکھو آئینہ روے یار ہے
پاے نگاہ اہل نظارہ پھسل گئے

ہم ہین حباب بحر عدم ہین جہان مین
کیا بوجہ باش اوٹھکی جو آج آکے کل گئے

ہم بھی اوٹھے جو اوٹھنے کہا وقت قم قم
گرتے تھے تا رگور مین لیکن سنبھل گئے

مین بیقرار شہر خموشان مین جب گیا — مرُدے تڑپ تڑپ کے لحد سے نکل گئے
محروم زخم کھانے سے رکھا جنون نے — پھل برچھیون کے آتش سودا سے جل گئے
اک دن وصال سے نہ مبدل ہوا فراق — رنگ اس طلسم دہر کے لاکھون بدل گئے
آمد ہوئی جو فصل بہاری کی گوش زد — صحرا کو کپڑے پھاڑ کے وحشی نکل گئے
اوس گل سے آج وصل ہوا صحن باغ مین — شکر خدا کہ نخل امل اپنے پھل گئے

۲۲۴ — وہ آتش جنون کی مرے سینے مین ہی ادب — گرمی سے جسکی دانہ زنجیر جل گئے — ۱۸

کیا خجالت مین ہر اک لعل یمن آتا ہی — وصف لب کا مرے لب پر جو سخن آتا ہی
صید کو جب وہ مرا تیر فگن آتا ہی — سر لیے ہاتھ مین ہر ایک ہرن آتا ہی
شب کا سونا نظر آتا ہی مجھے خواب خیال — یاد جب رات کو وہ سیم بدن آتا ہی
سرو قد کرتے ہین تعظیم جوانان چمن — جب وہ گلرو پئی گلگشت چمن آتا ہی
بھول جاتے ہین ہمین قید قفس کے نالے — یاد جب خندہ گلہائے چمن آتا ہی
کوے قاتل مین ہی مشتاق شہادت یہ خلق — کہ ہر اک باندھے ہوے سر سے کفن آتا ہی
ہم دکھائین جو کسیدن اثر جذبہ دل — ابھی آغوش مین وہ عہد شکن آتا ہی
مین وہ وحشی ہون کہ جب آتے ہین ایام بہار — تنگ وحشت سے مری رخت بدن آتا ہی
نام کو تار کفن دست جنون سے نہ بچا — قبر پر میری عبث درزی کفن آتا ہی
سن کے صیاد جگر تھام لے یہ درد اوٹھے — ہم کو وہ نالہ مرغان چمن آتا ہی
شعرا پھر ان سنتے ہین خاموشی سے — چپکی لگ جاتی ہی جب فکر سخن آتا ہی
غیب کے راز کا عقدہ نہ کھلا ہو نہ کھلے — فہم مین کسکے معما سے دہن آتا ہی

ہم سمجھتے ہین رگ برگ گل ترا وسکو — زیر پا اپنے اگر حنا روطن آتا ہی
واہ کیا تیری اسیری کا ہی شوق ای صبا — دام مین اوڑکے ہر اک مرغ چمن آتا ہی
بیدلی چھوڑ کہ بر آئی تمنائے دلی — ای جگر مژدہ کہ وہ تیر فگن آتا ہی
بول اوٹھتا ہی ترے ہاتھ مین قلقل کہکر — شیشہ محفل مین اگر غنچہ دہن آتا ہی
کیا چھری چلتی ہی غیرون کے کلیجے پر ہائے — جب مرے قتل کو وہ تیر فگن آتا ہی

۲۲۵
شبنم انجام کو کچھ سوچ کے روتی ہی ادیب
باغ عالم مین جو گل خندہ دہن آتا ہی
۹

کہا جب اون سے مرتے ہین ادا سے — وہ بولے سب غلط اپنی قضا سے
لطافت ہو گی کیا اور اس سے بڑھکر — عیان ہی راز دل فرط صفا سے
دکھانا دل نہین اچھا کسیکا — ذرا ڈرا و بت کافر خدا سے
ہوا اچھا مریض عشق آکر — ترا گھر بڑھکے ہی دار الشفا سے
قدم رنجہ جو فرمایا مرے گھر — ملا آنکھون کو پاے دلربا سے
نشان اونکے قدم کا نقش جب ہی — محبت ہی ہر اک کو نقش پا سے
ہر اک سیراب آب تیغ سے ہو — ہمین رہجائین ای جلاد پیاسے
وہین کا ہو رہا پھر کر نہ آیا — عدم کو جو گیا دار فنا سے

۲۲۶
ادیب ایسا گنا ہون سے خجل ہون
نظر اوٹھتی نہین ہی پشت پا سے
۲۴

خرامان ناز سے جب وہ سراپا نور ہوتا ہی — چمن مین ہر شجر ہمرنگ شمع طور ہوتا ہی
مقیم آکر کبھی جب وہ سراپا نور رہتا ہی — ہمارا خانۂ ویران دل معمور ہوتا ہی

غزل مین جب که وصف عارض پرنور ہوتا ہی
ورق دیوان کا برگ نہال طور ہوتا ہی

نہین کافور سے ممکن تحمل سوز باطن کا
جو دیکھے زخم دل مرہم ابھی کافور ہوتا ہی

نظر آتے ہین پھر آثار فصل گل کی آمد کے
ہمارے زخم دل کا پھر ہرا انگور ہوتا ہی

بھلا اچھے ہون کیا زخمی تمھارے تیر مژگان کے
یہ وہ ناوک ہین جنکے زخمون کا ناسور ہوتا ہی

وہ میکش ہون کہ آنکھین پھوڑتا ہون فرط گریہ سے
چمن مین جب خیال نرگس مخمور ہوتا ہی

چلے جاتے ہین سیر نرگستان کو پی تسکین
نظارہ ہم کو خوش چشمون کا جب منظور ہوتا ہی

نقاب روے روشن وہ اوٹھا دیتے ہین چہرے سے
جلانا شمع کا محفل مین جب منظور ہوتا ہی

نہ کیونکر چرخ سرکش سرنگون سب کو نظر آئے
مثل مشہور ہی نیچا سر مغرور ہوتا ہی

فسانہ اپنے قامت کا پڑھا کرتے ہین وہ شب کو
جگانا فتنۂ محشر کا جب منظور ہوتا ہی

خدا کو مانو باز آجاؤ اب بھی رنج دینے سے
بتو دیکھو بہت نازک دل رنجور ہوتا ہی

دم می نوشی آتی ہی جو یاد جلوہ ساقی
چراغ بادۂ گلگون چراغ طور ہوتا ہی

ترے عاشق کو گلگشت چمن گھر بیٹھے حاصل ہی
بہار داغ دل کو دیکھکر مسرور ہوتا ہی

تعجب ہی کہ بھرنے سے بھی یہ بھرتا نہین اصلا
حریصون کا مگر زخم دہن ناسور ہوتا ہی

اوٹھاتا ہو یہین دامن وقت گریہ چشم گریان سے
اوٹھانا نوح کا طوفان جب منظور ہوتا ہی

جو ہین مجروح وہ رہتے ہین کب غم کے شکنجے مین
مرا کشمکش سے زخم کا انگور ہوتا ہی

گرے کیونکر نہ جلد اے دل عمارت جسم خاکی کی
کہ معمار قضا بن دامون کا مزدور ہوتا ہی

وہ عالی ظرف میرا ساقی جمشید رتبہ ہی
کہ جسکو دیکھکر چین بر جبین فغفور ہوتا ہی

انا الحق کی صدا آتی ہی ہمکو خندۂ گل سے
سبوئے غنچہ مین کیا بادۂ منصور ہوتا ہی

کبھی موذی نہین رکھتے تعلق خاکساری سے
بلندی پر ہمیشہ خانۂ زنبور ہوتا ہی

خیال آتا ہی جب بیت الحزن مین چشم میگون کا — ہمارے گھر کا روزن دیدۂ مخمور ہوتا ہی
چلی آتی ہی ہچکی ڈھل گیا ہی نیل آنکھون کا — کوئی دم مین اب آخر عاشق رنجور ہوتا ہی

۲۲۷ — ۲۱

ادیب اشعار کہتے ہین لب رنگین کی مدحت مین
اگر خون جگر کھانا ہمین منظور ہوتا ہی

ابروے بت کافر بے پیر کہان ہی — جسکی نہین کچھ روک وہ شمشیر کہان ہی
زلفون سے رہا ہونیکی تدبیر کہان ہی — تقدیر کے ہین پیچ یہ زنجیر کہان ہی
شیرینی گفتار نے عاشق کو کیا قتل — میٹھی ہی چھری آپ کی تقریر کہان ہی
کیا تاب جو ہو عارض روشن کے مقابل — خورشید مین اس زور کی تنویر کہان ہی
عشق لب جان بخش مین ہی زیست مری تلخ — مرجانے سے بہتر کوئی تدبیر کہان ہی
دنیا مین نہین کوئی بھی صورت کا تمھاری — عالم کے مرقع مین یہ تصویر کہان ہی
گلچین کا نہ خوف نہ صیاد کا کھٹکا — یہ بلبل ناشاد کی تقدیر کہان ہی
وہ ٹھٹھکے پردے مین کیا کرتے ہین باتین — کانون کی طرح آنکھونکی تقدیر کہان ہی
کس طرح مقابل ہو ترے ای گل خندان — ہر گل مین یہ شیرینی تقریر کہان ہی
چلتی ہی موذن کی چھری صبح شب وصل — ہنگام اذان نالۂ شبگیر کہان ہی
ہم تو شب فرقت مین گنا کرتے ہین تارے — کیا جانیے وہ چاند سی تصویر کہان ہی
وہ رند ہون ہی ہاتھ مین جام آئینہ رو بس — جمشید و سکندر کی یہ تقدیر کہان ہی
تلوار بھی مشتاق شہادت کی ہی مشتاق — آنکھین ہین کھلی جوہر شمشیر کہان ہی
ظالم چمن دہر مین بے خوف ہین ہم — پامال خزان سبزۂ شمشیر کہان ہی
پیاسے کو پلانے کا بڑا اجر ہی ای ترک — تشنہ ہون مین آب دم شمشیر کہان ہی

زنجیر کی جھنکار سے جاگ اوٹھتے ہین مردے — غل حشر کا ہی نالۂ زنجیر کہان ہی
اوس گل کے تصور سے ہی گلشن ہمین زندان — ہی خندۂ گل نالۂ زنجیر کہان ہی
دیوانہ ہون اوس چشم سیہ مست کا جب سے — ہی موجۂ مے پاؤن مین زنجیر کہان ہی
اوس زلف کے پیچون سے خبر کیا دل نادان — آگاہ رہِ کوچۂ زنجیر کہان ہی
اوس مست کا زندان مین ہر دم ہی تصور — میخانے سے کم خانۂ زنجیر کہان ہی

(۲۲۸) (۱۴)

دلتنگ ہون غنچے کی طرح سیر جہان سے
مجھسا بھی ادیب اب کوئی دلگیر کہان ہی

چاہیے مجھکو نہ ٹھیرون مین نڈر چور سے — لاکھ توبہ کرے وہ دزد نظر چور رہی
بوسہ لینا جو ہوا اوس نظر چور سے — رات بھر جاکے رہے یار کے گھر چور رہی
جب وہ گھر جانے لگے وقت سحر چور سے — سینہ مین درد نے دی اوٹھکے خبر چور رہی
طالب دید پر اون کا جو سنا ہی غصہ — دیکھ لیتے ہین سر راہگذر چور سے
دست دلبر سے نہ چھلّے کو لے اے دزد حنا — ہاتھ کٹتا ہی برا قطع نظر چور سے
یار و اغیار سے چھپکر یہ دعا مانگتے ہین — دل ہی دلمین تری الفت کرے گھر چور رہی
دل عشاق سے اے دزد نظر صبر لے لے — ڈر خدا کے لیے اللہ کے گھر چور رہی
سخت کچھ بھی نہوا اقلیم عدم کی منزل — رہے محفوظ اگر زاد سفر چور سے
دل عاشق کے نگہبان اگر لاکھون ہون — نکرے خوف کبھی دزد نظر چور رہی
خار کھانے لگے غیر اے گل خوبی مجھ پر — تو نے پھینکا جو ادھر کو گل تر چور سے
کسی صورت سے جو در یار تک نے جانے ندیا — خواب مین شب گئے ہم یار کے گھر چور رہی
نقد دل لیتے ہی برباد کیا دلبر نے — کر دیا خاک مرا لاکھ کا گھر چور سے

اپنے ہاتھ کی ای دل نہو بائین کو خبر
چھپکے اسطرح سے محتاج کو زر چوری سے

۲۲۹ ۱۶

ای ادیب اسکا رہے دھیان سخن سنجی مین
باندھنا عیب ہی مضمون دگر چوری سے

دیکھنا جب کہ موافق ہوئی قسمت ہمسے
وہ نکالینگے خود اخلاص کی صورت ہمسے

پھر گئی جبسے تری چشم عنایت ہمسے
نظر آتا ہی کہ برگشتہ ہی قسمت ہمسے

بادہ کش منہ نہ لگائین تجھے کوئی پوچھے
دخت رز کی ہوئی ہی عزت و حرمت ہمسے

بند لب ہوگئے جب دم پڑھے اوصاف مین شعر
کچھ نہ پوچھو لب شیرین کی حلاوت ہمسے

ضعف ایسا ہی تب غم مین تقابل جو کرین
نہ برابر ہو نقاہت مین نقاہت ہمسے

جو کہ اپنے تھے ہوئے غیر وہ ای سیم بدن
دشمنی رکھتے ہین سب تیری بدولت ہمسے

تارے گن گنکے سحر کرتے ہین آتی نہین نیند
پوچھتے کیا ہو شب غم کی مصیبت ہمسے

ایکدم بھی نہین ہوتے ہین کسی وقت جدا
درد و غم حسرت و یاس اور مصیبت ہمسے

چشم گریان سے ہوا نوح کا طوفان بپا
گھر کو جانے لگے وہ ہوکے جو رخصت ہمسے

رنج ایسا ہو کہ روے وہ بت سنگین دل
شب غم کا جو سنے حال مصیبت ہمسے

وہ بھی کیا دن تھے کہ رکھتے تھے بڑا پیار اخلاص
اب تو اون کو ہی مروت نہ محبت ہمسے

تیری فرقت مین تو رات ای مہ خوبی ہی پہاڑ
کسی صورت نہین کٹتی شب فرقت ہمسے

دم گلگشت چمن نازسے اوس گل نے کہا
حسن مین بڑھکے نہین ہی گل جنت ہمسے

نالہ و آہ وہ کرتے ہین تری فرقت مین
ہوتی ہی اہل محلہ کو اذیت ہمسے

ہجر مین آئینہ رو ہوگئے ہین غم کی صورت
صورت آئینہ حیرت کو ہی حیرت ہمسے

شکر کسطرح نہ خالق کا بجا لائین ادیب
اون کو اغیار سے نفرت ہی محبت ہمسے

۲۳۰ ۳۱

جو ایسی ہی رہیگی گرمی سوز نہان میری
تو ہو نگی جل کے خاکستر کسی دن ہڈیان میری

خبر دیتی ہین آ آکر یہ پیہم ہچکیان میری
کہ یاران وطن کرتے ہین یاد اے دل وہان میری

ہوا جب جوش وحشت پھر کہان قید گران میری
نہ اک جھٹکے مین آ ئینگی نظر یہ بیڑیان میری

تمھارے عشق سے ایسی بڑھی ہی عز و شان میری
کہ آ آکر چومتے ہین لوگ خاک آستان میری

لب جان بخش کے اوصاف مین اشعار پڑھتا ہون
ثنا ور آب حیوان مین ہی ماہی زبان میری

اور ڑائے پرزے پیراہن کے ایسے دست وحشت نے
گرین دامن سے جا کر کوس بھر پر دھجیان میری

شب تاریک و بیم موج ہی بے یار رو یا ور ہون
الٰہی پار کر تو کشتی عمر روان میری

لبون پر جان شوق دید مین ہی دم ہی آنکھو نمین
ڈھلا نیل آنکھو نکا ہی پھر گئی ہین پتلیان میری

خدایا نا خدا ملتا نہین تو پار کر بیڑا
عجب منجدھار مین ہی کشتی بے بادبان میری

رہا محروم وصل یار سے اے ولے ناکامی
یہ رگڑین ہجر کی شب گھسگئین سب ایڑیان میری

لکھے ہین عارض پر نور کے اوصاف شعر ونمین
مثال شمع روشن ہوگئی ہین انگلیان میری

تری فرقت مین اے گل برگ گل خنجر سے ٹھکرا ہی
نہین پھولون کی ہین زخمونکی ہین یہ دھجیان میری

ابھی دریا لہو کا موجزن ہو سارے عالم مین
اگر آجائے رونے پر یہ چشم خونفشان میری

یہ سمجھو بعد مرنے کے ٹھکانے لگ گئی مٹی
سگ کوے صنم جو نذر مین لے ہڈیان میری

تپ فرقت نے اوسکی کر دیا زار و نحیف ایسا
کہ لب تک آ نہین سکتی ہی جان ناتوان میری

اوڑے نیند ایسی مثل طائر وحشی نہ پھر آئے
سنائین داستان غم جو اونکو قصہ خوان میری

تحمل جان کا بار گران ہی جسم لاغر کو
نہین باقی رہی ہی ہجر مین تاب و توان میری

گل داغ جگر کہتا ہی خندان ہو کے اوس گل سے
نہ دیکھی ہو تو دیکھ آ کر بہار بے خزان میری

نہ باہر مین کبھی میخانہ سے نکلا وہ میکش ہون
ہوئین زنجیر مین موج مے کی گویا بیڑیان میری

وہ سنکر اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی آخر
جو پہونچی کانمین اوس بت کے فریاد و فغان میری

دل سنگین ہٹے موم اوس بت کا اشک آنکھون سے جاری ہین
تب فرقت کی آکر دیکھ لے جو سختیان میری

ہوا کشتہ جو مین حسن ملیحی رنگ جانان پر
ہما نے کیا مزے لے لے کے کھائین ہڈیان میری

اگرہے منع رکھنا اسلحہ کا کچھ نہین پروا
ہے کافی قتل اعدا کے لیے تیغ زبان میری

سراپا ہو گیا پیری مین زیباتر جوانی سے
ہے اوتو جامہ تن پر نہین ہین جھریان میری

زہے طالع کہ قید غم سے ہون آزاد مین مجنون
خوشا قسمت کہ زلفین یار کی ہین بیڑیان میری

نہ یہ گفتار شیرین تھی نہ ایسی بذلہ سنجی تھی
اوڑائی ہے عنادل نے مگر طرز بیان میری

تصور قید خانہ مین ہے مجھ مجنون کو اوس گل کا
یہ موجین بوے گل کی ہین نہین ہین بیڑیان میری

نہین ممکن رہائی ضعف مین ہو قید ہستی سے
یہ زنجیرین ہین پیری مین نہین ہین جھریان میری

لب جان بخش کے کشتون پر ایسی حسرتین آئین
خضر کہنے لگے ہے ہیچ عمر جاودان میری

کبھی باہر کبھی تھا گھر مین فرط بیقراری سے
شب وعدہ کی کوئی دیکھتا بیتابیان میری

۲۳ ادیب ایسی ہی غفلت نہ یاد آئی کبھی عقبیٰ
گئی عمر عزیز افسوس ساری رایگان میری ۳۷

فقیر کوچۂ جانان ہون خوش ہون بینوائی سے
نہ بدلون تاج شاہی کو بھی کچکول گدائی سے

دکھا دیگا کبھی جلوہ جو وہ بت خوش ادائی سے
تو زاہد ہاتھ دھو بیٹھینگے اپنی پارسائی سے

بھلا کیونکر نہ وصل یار ہو بدتر جدائی سے
جو بوے غیر آتی ہو ہمین تیری دولائی سے

مجھے نفرت ہوا ہے زاہدون کے زہد ریائی سے
کہین بڑھکر ہے رندی اپنی ایسی پارسائی سے

اگر ہٹجائیگا پھاہا مرے داغ جدائی سے
وہ نکلا آفتاب حشر غل ہوگا خدائی سے

نہین پہلو مین دل ہے دلبرونکی دلربائی سے
ہوئے ہین غرق بحر غم ہم اونکی آشنائی سے

شکست دل اثر مین بڑھ گئی ہی مومیائی سے
وصال اپنا ہوا ہی صدمۂ درد جدائی سے

نہ نکلا ڈوب کر جو تیرے بحر آشنائی سے
ہوا پار اوسکا بیڑا دم مین فضل کبریائی سے

ہوا معدوم کچھ ایسا کہ ڈھونڈھے سے نہین ملتا
گھسا یہ سنگ در اوس بت کا ہمنے جبہہ سائی سے

وہ بلبل ہون کہ ای صیاد ہون قید قفس مین خوش
اسیری کا مجھے ہی شوق نفرت ہی رہائی سے

مری فرقت کا دن عمر خضر سے ہی کہین بڑھکر
درازی روز محشر کی ہی کم روز جدائی سے

گیا اسطرح میرے خانۂ دل سے وہ اپنے گھر
بدن کو روح جیسے چھوڑتی ہی بیوفائی سے

یہ حسرت ہی کہ ہیہات ایکدن اوس بت کے دامن تک
نہ پونہچا ہاتھ اپنا بخت بد کی نارسائی سے

ہوا حج خانۂ کعبہ کا گویا ہم کو گھر بیٹھے
کیا گھر اوس بت کافر کے دلمین جبہہ سائی سے

حسینو نمین نہین کوئی حسین ہمشکل پاتا ہون
تمھاری صورت و سیرت نرالی ہی خدائی سے

محبت کرکے یہ صدمے اوٹھائے ہم نے فرقت کے
کہ آتا ہی کلیجا منھ کو نام آشنائی سے

اسیر دام گیسو ہوتے ہین آزاد دنیا سے
تری زلفون کی قید ای یار بہتر ہی رہائی سے

مجھے جانبازو نمین کیا سرفرازی ہوگئی حاصل
ہوا مین قتل جسدم یار کے دست حنائی سے

لیا دل منتین کرکے کیا برباد یون تم نے
بعید ای یار ہی یہ تیری شان دلربائی سے

ہمارے قتل کو خنجر چلیگا کس طرح اوسنے
نہین گجر بکا بوجھ اوٹھتا ہی جب نازک کلائی سے

ضعیف و زار ایسا کردیا دوری فرقت نے
کہ بے امداد اوٹھ سکتا نہین مین چارپائی سے

دکھا دیتے ہین ہم آئینہ اونکو ہاتھ مین لیکر
وہ یکتائی کا دعوی کرتے ہین جب خودنمائی سے

فلک پر بنکے انجم روز وہ شب کو چمکتے ہین
ستارے گر پڑے تھے جو تمھاری پرپائی سے

دکھا نیکی عبادت تجھکو دوزخ مین نہ لیجائے
مجھے یہ ڈر ہی ای زاہد ترے زہد ریائی سے

فراق یار مین ایذا رسان سامان رہتے ہین
پلنگ آسا ڈرا کرتا ہون اپنی چارپائی سے

نہ نکلی حسرت دل رہگیا محروم دید افسوس
مرے تار نظر پھسلے جو عارض کی صفائی سے

نصیبے کی مدد سے ہم جو پہنچے یار کے گھر تک
شکست سنگ در کر دینگے اپنی جبہہ سائی سے

کسی کروٹ نہین پڑتی ہی کل بیتاب رہتا ہون
نہین ہی چین دم بھر صدمۂ درد جدائی سے

ہی لازم گریہ اس حسن و بہار چند روزہ پر
چمن مین گل عبث ہنستے ہین کھل کھل بیحیائی سے

مین ہون وہ بلبل خوش لہجہ اس گلزار عالم مین
عنادل وجد کرتے ہین مری نغمہ سرائی سے

مرے منھ سے لب شیرین کا اونکے نام نکلا ہی
نہین کھلتے ہوے دہن بند لب اپنے مٹھائی سے

کدورت ہی بہم لوگون مین مثل شیشۂ ساعت
نہ نکلے ہمنے دو دل بھی کبھی ملتے صفائی سے

ہوے گل منفعل دیکھا جو تجھکو اے گل خوبی
خجل ہو کر چمن مین ہنس رہے ہین بیحیائی سے

ہوا ہون زار ایسا سر گئی آنکھونکی الفت مین
کہ دست و پا ہین لاغر بڑھکے سرمہ کی سلائی سے

رہا جان بنکر دل ہی دل مین گھر کیا آخر
لیا دل ناوک دلدوز نے کیا دلربائی سے

جدا اربع عناصر سے ہوئے فرقت مین یہ ٹکڑے
گرایا دل کی بیتابی نے گویا چارپائی سے

ادیب اشعار لکھوائے مشیر خوش بیان نے یہ
وگرنہ مجھکو تھا کیا کام اس ہذیان سرائی سے

غزلہاے متروکہ ردیف

ماہ تابان سے نہ کچھ مہر درخشان سے غرض
ہمکو ہی نظارۂ رخسار جانان سے غرض

دیکھتا رہتا ہون ہر دم اپنے داغون کی بہار
عاشق مجنون کو کیا سیر بیابان سے غرض

اک مہ روشن جبین سے ہی تعلق آج کل
اے فلک مجھکو نہین ہے ماہ تابان سے غرض

تذکرہ سنتے نہین ہم گوش دل سے اور کا
رہتی ہی ہر وقت دل کو کوے جانان سے غرض

آئی پھر فصل بہاری بڑہ چلا جوش جنون
دامنِ دل کو ہوئی خار بیابان سے غرض

بادشاہون کا ہو دل محبت جوا ہر ہین اسیر
عاشقِ لب کو نہین لعل بدخشان سے غرض

اہل دولت کو مبارک جھاڑ فانوس اور شمع
مجھ گدا کو ہی چراغ مہر تابان سے غرض

تن کی پوشش چاہیے جبتک رہین ہوش و حواس
جوش وحشت مین نہین کچھ جیب و دامان سے غرض

یہ بھی تھا نیرنگی عشق زلیخا کا اثر
ورنہ یوسف کو نتھی کچھ قید و زندان سے غرض

دیتے ہین اہل دغا دھو کا غرض کے واسطے
دیو کو تھی خاتم دست سلیمان سے غرض

فضل حق سے رکھتے ہین گنج قناعت بے بہا
جو گدا ہین اونکو کیا تعظیم سلطان سے غرض

چشم گریان سے ہوا سرسبز صحرا شوق کا
کشت زار عشق کو کیا ابر و باران سے غرض

ہو گیا جسکو تعلق جس سے وہ مرغوب ہی
بلبلون کو کچھ نہین شاخ غزالان سے غرض

اپنے ہمجنسون سے ہوتا ہی ہر اک کو ارتباط
ہون پریشان اس سے ہی زلف پریشان سے غرض

کیون نہوا وسکے دہن پر سبزہ خط کی نمود
خضر کو رہتی ہی اکثر آب حیوان سے غرض

زخم پر یاد ملاحت سے نمک پاشی ہوئی
شور بختون کو نہین ہی کچھ نمکدان سے غرض

ساکنان کوچۂ جانان کو روز حشر بھی
دیکھنا مطلق نہوگی باغ رضوان سے غرض

کیون نہ دیکھون مصحف رخ کو ادب سے مین ادیب
ہون مسلمان اسیلیے ہی ورد قرآن سے غرض

تاریخہای مصنف دیوان ہذا

زیبا جشن بی مثال جوبلی جناب ملکۂ قیصر ہند مبارکباد

جشن جوبلی جناب ملکۂ بلند پایہ قیصر ہند دام اقبالہا سے [۱۸۸۷ع] جسکو دیکھو شادان ہی۔ آج اس جلسہ مالامال نشاط سے ہر ایک مانند گل خندان ہی [۱۸۸۷ع]۔ کمیٹی گھر زیادہ روشنی انجم زیب سے [۱۸۸۷ع] مانند کوہ طور ہی

فراوانی تجلی بام و در نمونۂ جلوہ گاہ نورٌ علی نور۔ گلزار نوا ایسا عمدہ طیار ہوا ہی کہ جسکی توصیف مین زبان ناطقہ کی لال ہی۔ ایسا اچھا چمن طرب آگین عالم خیال محال اندیش مین محال ہی ہماری جناب ملکۂ عالی جاہ دادپناہ قیصر ہند کی سلطنت کو پچاسوان سال ہی۔ سب رعایا کو اس جشن جوبلی کی خوشی کمال ہی۔ شارع عام پر جس طرف دیکھو دورویہ جدید نفیس جلوہ کوہ طور کا پیدا۔ شہر کا ہر کوچہ گلی بھی مثل پردہ دیدہ کے مصفا۔ رب لایزال کا شکر ہم پر واجب کہ عہد ملکہ قیصر ہند مین پیدا کیا۔ اور دائم ملکہ عدالت پرور کے سایہ مین آرام دیا۔ ادیب احقر نے ہر فقرۂ زیبا مین التزام سن عیسوی کیا ہی۔ یہ تمام مبارکباد نامہ والا جاہ اس صنعت سے بھر دیا ہی۔ یا خدا نور مہر و ماہ جب تک زیب جہان رہے۔ انجم عمر ابدی و کوکب اقبال جناب ملکۂ قیصر ہند تابان رہے۔

قصیدہ جشن جوبلی ملکہ قیصر ہند

ہزار شکر خداوند عالم امکان ۔۔۔ کہ باغ دہر مین ہی جشن جوبلی کا عیان
پچاس سال سے ہین متکی تخت شہی ۔۔۔ جناب قیصر ہند اعظم شہنشاہان
فلک وقار قمر چہر معدلت گستر ۔۔۔ فروغ مردمک چشم خلق و جان جہان
کسی طرح بھی صفت اوسکی نہین ممکن ۔۔۔ قلم بیان عدالت مین ہی بریدہ زبان
صفت ہے داد اور انصاف کی یہ ادنی سی ۔۔۔ کہ باغ ہند مین رکھا نہین ہی نام خزان
سنا ہی جب سے لقب اوسکی عادلیت کا ۔۔۔ بغل مین بچہ بکری پالتا ہی شیر ژیان
ستم کا نام ہی اسطرح محو عالم سے ۔۔۔ کہ ناپدید ہی جیسے دہان تنگ بتان
ہمیشہ مد نظر پرورش ہی عالم کی ۔۔۔ ہین مستفیض کرم جملہ شہری و دہقان
کسی کے مذہب و ملت سے کچھ نہین ہی غرض ۔۔۔ مگر ہین علم و ہنر کے رواج کے سامان

ہر ایک شہر مین کالج ہی و ہین اسکول
کہین نہین ہے جہالت کا نام و نشان

رعایت اپنی رعایا کی یہ ہوئی منظور
بنائین سڑکین مصفا مثال کاہکشان

بنائی ریل بصرف زر خطیر ایسی
کہ جس سے ہو گئی مشکل کی راہ و آسان

ہزارون لاکھون روپی سے بنے شفا خانے
جہان کہ ہوتے ہین اچھے مریض پیر و جوان

ہوا ہی تار کا جسدن سے محکمہ جاری
ہزارون کوس کے ہین حال و خبر عیان

نکالی نہر رعیت کی زیست کا باعث
کیا جو غور تو بیشک ہے چشمہ حیوان

رواج ٹیکے کا چیچک کے جب سے فرمایا
ہر ایک طفل رعایا کے جان کی ہے امان

فلک قدیم سے فرمان پذیر نوکر ہے
ہین چوبدارون مین فغفور و قیصر و خاقان

کسی طرح نہین ہو سکتی مجھسے اوسکی صفت
ادیب چاہئے ہر دم دعا یہ ورد زبان

جناب قیصر ہند آفتاب برج شہی
رہین زمانے مین جبتک ہین مہر و مہ تابان

قطعہ تاریخ بنائی کوٹھی جناب راجہ سید رضا حسین صاحب واقع راج کٹوارہ ضلع کھیری

جو ہین راج کٹوارہ کے راجہ صاحب
رضا سے حسین اونکا ہے نام ظاہر

خرد ور عقیل و در بحر دانش
جواد و سخی ہین با فضال قادر

اونھون نے وہ کوٹھی بنائی ہے زیبا
کہ توصیف مین جسکی ہے نطق قاصر

ادیب اوسکی تاریخ ختم بنا ہے
بلاشک بلاریب کوٹھی ہے نادر

قطعہ مبارکباد جوبلی شصت سالہ قیصر ہند والا جاہ

آج اوسکی جوبلی شصت سالہ کا ہے جشن
آسمان ہفتمین سے جسکی اعلیٰ شان ہے

گو کہ ہے وہ قیصر ہندوستان شاہ جہان
اوسکا [illegible] شہنشاہ انگلستان ہے

جسکو کہتے ہین سکندر اوسکا ہی آئینہ دار / جسکا دارا نام ہی دروازے کا دربان ہی
فرق گردون سے کلاہ مہر گرے ہنگام دید / اوس شہ گیتی کا ایسا ہی بلند ایوان ہی
دانش و فہم و ذکاوت ذہن عالی کے حضور / طفل مکتب سے بھی کمتر عقل مین لقمان ہی
ذرہاے خاک در ہین غیرت مہر منیر / اوسکے کوچے کا ہر اک ادنی گدا سلطان ہی
بحر مواج الم سے کیا اوسے خوف و خطر / وہ شہنشاہ زمانہ جسکا پشتیبان ہی
عدل سے ظالم ضعیفون پہ نہین کر سکتے ظلم / شیر آہو پر کرے حملہ یہ کیا امکان ہی
ایسے شاہنشاہ عادل کو کیا فرمان روا / یہ خدا کا ساکنان ہند پر احسان ہی
ملکہ وکٹوریہ فرمان رواے ہند نے / کی حکومت شصت سال اسکی خوشی اس آن ہی
پی رہے ہین بادۂ عشرت جوانان چمن / گلشن عالم مین ہر سو عیش کا سامان ہی
ہو گئی عشرت بھری ہر اک سبو غنچے مین / دیکھکر سامان یہ نرگس بہت حیران ہی
جلوہ گاہ طور کا ہوتا ہی شک ہر ایک کو / روشنی سے اسقدر پر نور ہر دوکان ہی
مجمع اہل بزم کا ہی یا ہی انجم کا ہجوم / آسمان ہی یا کمیٹی گھر کا یہ ایوان ہی
ہوکے حاضر دیکھ لیتے روشنی بزم عیش / چاند سورج کو بھی خواہش یہی ارمان ہی
کاش ہو جاتا میسر بزم عشرت کا طواف / اس تمنا مین فلک دن رات سرگردان ہی
ہو مبارک قیصر ہندوستان کو یہ خوشی / یہ دعا خالق سے اپنے ہر گھڑی ہر آن ہی
مصرع سال مسیحی کے ہو خوش پڑھ اے ادیب / شصت سالہ جوبلی سے شاہ ہندستان ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو العزیز المجید الکریم خاتمہ دیوان یادطوطی ہند از بندہ آزاد
از جملہ فقرہا سال طبع دیوان زیبا تاریخ جناب یاد حسین صاحب می آید
حمد خدای انا سی قادر مطلق محال ہی۔ نعت نبی اجل سید کونین ہادی دین مین زبان ناطقہ لال ہی

شعراے زمانۂ حال باجاہ و جلال کو مژدۂ تازہ ہو کہ طباع کامل آشنای بحار نکتہ دانی زبدۂ کملاے جہان فنون تاج رنگین مقالان۔ صاحب کمال افسر بلند خیالان۔ والاجاہ گل زیباے گلزار سخنوری۔ عیسی دم مہر فلک مدح گستری۔ معدن علوم جلیلہ گلگونۂ چہرۂ فصاحت۔ ابروے وفا گوہر بی بہای کان براعت۔ ناطق باکمال سرمۂ دیدۂ نازک خیالی۔ بلند قدر نمک پاشندۂ شیرین مقالی۔ جناب سید یاد حسین صاحب یاد نے اپنا کلام جہان طرب جمع کیا ہی عجب کلام ہی کہ اقسام دُر شاہوار سے مملو۔ کیا یگانۂ روزگار دیوان ہی کہ ہر مصراع دلجو شیرین معنی مین حلاوت جان۔ مطالعہ زیبائی ناتوانون کی ہی توان۔ واہ کیا گلشن نو رہی کہ مہرگان سے مصون۔ طرفہ گلزار ہی جو کہ گلہاے معنی سے مشحون۔ ایسا فلک ہی کہ انجم معنی عمدہ او سیمین تابان ہین۔ اور حروف مشابہ مہر و ماہ جلوہ کنان۔ دوائر حروف مانند حلقۂ گیسوے جادو نگہان نازنین و ملیح۔ ہر نقطہ خال بازیب حسینان صبیح۔ بین السطور رہی یا راہ کوچۂ گیسوے جادو چشم حور۔ سیاہی چمک مین مانند زیبا چہرۂ گلبدنان ہندی پر نور۔ ادیب کی کیا مجال کہ اس زیبا کتاب لاجواب نادر و نایاب کا وصف سے لکھے۔ اور کیا طاقت و حوصلۂ ادیب کہ مدح دیوان یاد احاطۂ بیان مین لائے۔ بس تمام کرنا اس کلام کا دعا پر اولی۔ یارب قدیر احد مجید دیوان یاد مقبول روزگار ہو۔ اور بدحال عدو پامال اور محب شاد لیل و نہار ہو

درین زمانہ چو دیوان یاد طبع بگشت	بحسن و خوبی خود شد بطبع عام مرغوب
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہ بگفت	کلام نیکو و سحر حلال و صاف و خوب

تاریخ وفات شاعر بی نظیر منشی امداد حسین صاحب صفیر

شاعر و منشی صفیر معدن التقوی وجود	گشت زگلزار دہر داخل باغ جنان
مصرع تاریخ او گفت ادیب اینچنین	مردہ صفیر زکی بلبل ہندوستان

دیگر

صفیر شاعر و منشی چو شام یکشنبہ — بہر و صبر ز قلب جوان و پیر برفت
ادیب سال وفاتش بحرف معجم گفت — بخلد ماہ صفر مہربان صفیر برفت
۱۳۰۶ھ

دیگر

حیف یکشنبہ روز ماہِ صفر — کرد رحلت صفیرِ نیکو خو
گر بپرسند سالِ رحلتِ او — ای ادیبِ جگر فگار ز تو
در ز بر بینہ تو سال وفات — شد بسوی جنان صفیر بگو
۱۳۰۶ھ

دیگر

صفیرِ نکتہ سنج و بلبلِ ہند — گئے باغ جنان سے خلد کو ہائے
ادیب اوسکی مسیحی ہی یہ تاریخ — چراغ شعر گوئی گل ہوا ہائے
۱۸۸۸ع

تاریخ وفات نواب والاجاہ معدن سخاوت شاہی بہادر محمد ظفر حسین خان بہادر

ماہ شعبان روز آدینہ چو در گلزار خلد — رفت نواب ظفر جنگ از گلستان جہان
در فراقش خون ناب از چشم نرگس میچکد — پارہ پارہ شد قبای گل ز رنج بیکران
خاک میریزد زمین بر سر برنج فوت او — جامۂ نیلی ببر دارد بسوگش آسمان
بسکہ از یک عمر مرہون محبت ماندہ ام — چون نباشد چشم گریانم ازین غم خونچکان
در حروف معجمہ تاریخ گفتم ای ادیب — شد جنان نواب والا مرتبت والا مکان
۱۳۰۷ھ

دیگر

جب کہ نوابِ ظفر جنگ آسمان عز و جاہ — دار فانی سے گئے دار البقا افسوس اسے
مصرع تاریخ رحلت یہ کہا دل نے ادیب — داخل جنت ہوئے نواب عالیجاہ ہائے
۱۳۰۷ھ

تاریخ رحلت داروغہ غلام نبی صاحب

چو از دار فانی بخلد برین | سخی صاحب جود رحلت نمود
ادیب این چنین سال فوتش بگفت | غلام نبی عابد و نیک بود ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ شادی فرزند جناب نواب صاحب والا مناقب جناب نواب پیارے صاحب رئیس شمس آباد

چون بشد فرزند نواب سخی | کتخدا از فضل و اکرام اله
در حروف معجمہ شد سال جشن | گشت نیکو اقتران مہر و ماہ ۱۳۱۰ھ

دیگر

چو در زمان ہمایون و ساعت مسعود | بشد نکاح محمد تقی بفضل قدیر
ادیب مصرع تاریخ فی البدیہ بگفت | قران مہر شود وا کہا بماہ منیر ۱۳۱۰ھ

دیگر

ہی یہ جشن آج اوسکی شادی کا | پیارے صاحب کے ہین جو نور نظر
ای ادیب اوسکی تو یہ لکھ تاریخ | ہو گیا اتصال شمس و قمر ۱۳۱۰ھ

دیگر

از فرط عیش بر در نواب نامدار | شد بزم منعقد کہ خجل جشن جم ازو
در معجمہ حروف بگو سال ای ادیب | شد دعوت نکاح محمد تقی نکو ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ دیوان رباعی لالہ بنواری لعل صاحب لطیف وکیل

جب ہوا مطبوع دیوان رباعی لطیف | ہو گئی خوبی و زیبائی کی شہرت کو بکو
طبع کا اوسکی یہ مصراع تاریخ ای ادیب | شہرہ دیوان رباعی کا ہی افزون چارسو ۱۳۱۰ھ

تاریخ ختنہ باقر حسین فرزند جناب حکیم سید اسمٰعیل حسین صاحب

گشت چون ختنہ باقر حسن از فضل خدا
شب شب قدر شدہ روز زشادی نوروز
گفت ہاتف بن این مصرع برجستہ ادیب
شد دا سنت اسلام بیوم فیروز ۱۳۱۳

قطعۂ تاریخ ملاقات حکیم محمد عمر خانصاحب ملازم راج مہیوہ ضلع کھیری

چون بشہر فرخ آباد آمدم باصد مراد
بہر پابوس حکیم حاذق و شاعر فہیم
دامن امید پر گشتہ بگلہاے لقا
غنچہ دل خندہ زن شد چون گل باغ نعیم
در حروف معجمہ مصرع سالش گفت ادیب
ملک طب را بادشاہ و غمگسار ما حکیم ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات حکیم اصغر حسین صاحب

کرد رحلت چون حکیم اصغر حسین
ریخت اشک از غم گدا و پادشاہ
گفتم این مصرع تاریخش ادیب
خسرو اقلیم طب مرد آہ آہ ۱۳۱۴ھ

دیگر

حیف اصغر حسین رحلت کرد
بود حاذق حکیم و نیک طبیب
مصرع سال اے ادیب اینست
رفت جنت حکیم ہند لبیب ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد منشی منصب علی صاحب ساکن قصبہ حیدرآباد ضلع کھیری

کرد چون منصب علی مسجد بنا
شاد از تعمیر ہر دیندار شد
مصرع تاریخ گفتم اے ادیب
مسجد منصب علی تیار شد ۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ کتاب حاجی حکیم مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل

کتاب طرفہ و زیبا جلیل نے لکھی
کسی طرح نہین ممکن کسی سے اوسکا جواب
کہا ادیب سے ہاتف نے مصرع تاریخ
لکھی جلیل نے پاکیزہ خوب ہے یہ کتاب ۱۳۱۴ھ

قطعهٔ تاریخ تشریف آوری جناب حاکم عدل پرور عادل داد گستر جناب ڈلہرسٹ صاحب بہادر بعہدهٔ کلکٹری فرخ آباد

ز فیض آمد صاحب کلکٹر — شده هر یک چو گل خندان و دل شاد
ادیب این مصرع سال صحیح ست — بشد بستان ز مقدم فرخ آباد
۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان رہ رو عارف خدا آگاه جناب طالب حسین شاه صاحب مجیب

چو طبع ساخته دیوان مجیب طالب حق — غزل قصیده رباعی و قطعه هست درو
ادیب گو بتاریخ این چنین گفتم — کلام سحر حلال و فصیح و خوب و نکو
۱۳۱۸ھ

دیگر

چو دیوان مجیب معرفت کیش — ز حسن زیب جمع و طبع آراست
بگفتم ای ادیب این مصرع سال — کتاب طرفه با حسن و بهاست
۱۳۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب رشک خورشید — شد طبع چو آب نور صبح ست
سال طبعش ادیب گفتم — دیوان چه کتاب نور صبح ست
۱۳۱۸ھ

دیگر

طبع دیوان شد بخوبی بی مثال — شد ز دو حیران ز حسنش هر لبیب
گفت ادیب این مصرع تاریخ او — خوب و محسود ست دیوان مجیب
۱۳۱۸ھ

دیگر

دیوان مجیب طرفه نظم ست — تر شده ز نظم او ثریاست

ہر مطلع او چو مطلع مہر ۔۔۔ ہر شعر بروشنی چو شعری است
آئینۂ روی او چنان صاف ۔۔۔ کز لفظ معانیش ہویدا است
بنمود ادیب فکر تاریخ ۔۔۔ از زیور طبع چون بیاراست
در بینہ وز بر بر آمد ۔۔۔ دیوان مجیب نیک و زیباست
۱۲۸۱ھ

دیگر

گشت کلام مجیب طبع چو با حسن و زیب ۔۔۔ نقش دیگر مثل او ہست بیانش محال
مصرع سالش ادیب گفت بہ عجم حروف ۔۔۔ ہست کلام مجیب مظہر حسن و کمال

قطعۂ تاریخ وفات غلام احمد خان خلف الصدق منشی غلام قادر خان صاحب خان بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست ہائے اگرہ سنٹرل انڈیا ایجنسی

در جوانی غلام احمد خان ۔۔۔ یا خدای غفور کرد وصال
مصرع سال فوت گفت ادیب ۔۔۔ رفتہ جنت جوان با جمال

قطعۂ تاریخ تولد فرزند ارجمند جناب نواب صاحب والا مناقب حاجی حرمین شریفین نواب محمد اصغر حسین خان بہادر رئیس مجسٹریٹ فرخ آباد

قطعۂ تولد فرزند دلبند ارجمند جناب نواب صاحب بہادر عالی جاہ

جو نواب صاحب کو روز سعید ۔۔۔ دیا حق نے فرزند بدر منیر
سپہر سعادت کا پرنور مہر ۔۔۔ وہ ہی خوبی و حسن میں بے نظیر
ترقی عمر اور دولت کی ہو ۔۔۔ بحق رسول بشیر و نذیر

ولادت کی جب سے سنی ہی خبر	ہین شادان و فرحان صغیر و کبیر
رہے فرق پر سایۂ والدین	ہمیشہ بفضل خدائے قدیر
ہو گلزار عالم کو جب تک قیام	رہے گلشن دہر مین جاگیر
ولادت کی تاریخ ہی یہ ادیب	تولد ہوا رشک ماہ منیر ۱۳۱۹ھ

راقم داد طلب محمد رستم علیخان ادیب

قطعہ تاریخ کتاب عقائد اردو ترجمہ عقائد نامہ مولوی جامی از تالیف مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل

عقائد نامہ جامی کا لکھا ہی ترجمہ ایسا	جمیل خوش سیر نے جسمین زیبایش سراپا ہی
ادیب اوسکی لکھو تاریخ طبع اس ایک مصرع مین	عقائد نامہ کا کیا ترجمہ اردو مین لکھا ہی ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ تعمیر چاہ خود واقع مقام روشن نگر مملوکہ خود تھانہ گولہ گوکرن ضلع کھیری

قطعہ سال بنای چاہ محمد رستم علی خان ۱۳۱۱ھ

اک لگایا ہی باغ تو مین نے	اوس مین اشجار ہین سبھی دلخواہ
ایک سے ایک ہی نفیس درخت	ہین ثمر جسکے رشک مہر و ماہ
حق کی توفیق اور اعانت سے	ہوئی تعمیر چاہ کی بھی چاہ
باہمہ عسد گی و زیبائی	بن گیا وہ بھی خوب و خاطر خواہ
ابتو روشن نگر مین اسکے سوا	نظر آتی نہین ہی نزہتگاہ
مصرع سال ہی ادیب یہ خوب	چشمۂ فیض اب بنا ہی چاہ ۱۳۱۱ھ

رقعہ شادی کتخدائی برخوردار محمد ممتاز علیخان پسر خرد مصنف دیوان ہذا ۷ نومبر ۱۸۹۸

شاداب ہی گلزار جہان شکر خدا ہی	مضمون طرب ہر ورق گل مین لکھا ہی

ہی فیض بہاری در و دیوار سے پیدا — داماں نظر سبزۂ گلشن سے ہرا ہی
ہی زینت گلزار مین مصروف بہار آج — جاروب کش صحن چمن باد صبا ہی
اسدرجہ ہی امداد پہ آمادہ زمانہ — غنچونکی نسیم سحری عقدہ کشا ہی
ہی خسرو گل جلوہ نما تخت چمن پر — گلزار مین ہر شاخ چمن دست دعا ہی
ہر تختے مین جلسہ ہی عروسان چمن کا — سوسن کی زبان مستعد مدح و ثنا ہی
یہ فصل بہاری کی ہی آمد کی مسرت — گلزار مین ہر نخل کھڑا جھوم رہا ہی
کس رتبہ مسرت ہی جوانان چمن کو — جو گل ہی وہ گلزار مین نوشاہ بنا ہی
سامان طرب مد نظر ہی جو فلک کو — غنچون کے سبو مین بھی عشرت کو بھرا ہی
عالم مین خوشی سے یہ ہوا شور عنادل — ہر گنبد گردون فلک گونج رہا ہی
گلزار مین ہر سو ہین شگفتہ گل و ریحان — سوسن ہی کہین اور کہین لالہ کھلا ہی
گلشن مین جدھر دیکھو ادھر ہی گل خورشید — خورشید منور کی طرح جلوہ نما ہی
بالیدہ ہوا فیض بہاری سے کچھ ایسا — ہر نخل کریمون کی بھی ہمت سے بڑا ہی
ہر سمت نظر آتے ہین سامان مسرت — جلسہ ہی طرب کا کہین بزم شعرا ہی
بربط ہی کہین اور کہین چنگ کا ہی شور — بجتا ہی کہین دف کہین شہنائی کی صدا ہی
سامان طرب دیکھ کے نرگس کو ہی حیرت — سوسن یہ سمان دیکھکے مصروف ثنا ہی
الحاصل ان ایام نکو عیش و طرب مین — دن بزم خوشی کے لیے تعیین ہوا ہی
ممتاز علیخان جو ہی لخت جگر خرد — سب اوسکی ہی شادی کا یہ سامان ہوا ہی
باصد ادب و آرزو و عجز یہ احقر — اب خدمت عالی مین یہی عرض رسا ہی
فرماکے قدم رنجہ دم صبح مکان پر — جو آپ کرین ذرہ نوازی تو بجا ہی

جو حاضر اوس وقت ہو وہ کرے تناول
پھر شب کو جو ہوں عقد کی محفل میں شریک آپ
ای مہر کرم آپکے آنے سے گھر

رقعہ شادی میاں زاہد علی خلف شیخ نصرت

چمن دہر میں کیا آجکل آئی ہے بہار
شادمانی ہے کچھ ان روزوں جہاں میں ایسی
باغ عالم میں چلی باد مسرت ایسی
بج رہی ہے کہیں مردنگ کہیں پر شہنا
کہیں قمری کی صدا شور عنادل ہے کہیں
پاے کوبان ہے کہیں زہرہ سر سبز سپہر
شور قمری و عنادل کی صدا کے باعث
بادۂ عیش سے مملو ہے سبو سے غنچہ
زہد صد سالہ کیا فصل بہاری نے ترک
فیض موسم سے ہوئی نرگس بیمار اچھی
قصر گردوں میں بھری خندۂ گل کی ہے صدا
فیض روح نباتی میں ہے فصل گل کا
عقد فرزند کے سب جمع ہوے ہیں سامان
الغرض شادی زاہد علی ارشد نے
عرض ہے آپ منصب علی احقر کی

ماحضر کرکے تناول اوسی دن ایکے وقت
آپکے آنے سے گھر پر مری عزت ہوگی

محفل رقص کو فرمائیے رشک گلزار
اور کم ہوگا نہ کچھ رتبۂ عالی زنہار

قطعۂ تاریخ چاہ خود واقع شہر فرخ آباد محلہ گڑھی کہنہ قریب مکان مسکونہ

باغ مین اپنے خاص گھر کے قریب
چاہ بنوایا مین نے ہی فی الحال

حق کی توفیق اور مدد سے بنا
ورنہ میری کہان تھی ایسی مجال

پانی ایسا لطیف و شیرین ہی
وصف مین ہی زبان ناطقہ لال

مردم و مرغ و مور ہون سیراب
اجر دے مجھکو ایزد متعال

مصرع سال اوسکا ہی یہ ادیب
چشمۂ فیض چاہ آب زلال

۱۳۱۴ھ

فرمائیے ممتاز تو احسان بڑا ہی
تو ذرہ نوازی سے بعید آپکی کیا ہی
مجھ ذرۂ ناچیز کا اعزاز بڑا ہی

لے صاحب ساکن قصبۂ حیدر آباد ضلع کھیری ملک اودھ

مئی عشرت سے جوانان چمن ہین سرشار
دیکھو جس سمت کو سامان طرب ہین طیار
بادہ نوشونکی طرح جھوم رہے ہین اشجار
کہین بجتی ہی کہا وج کہین بجتا ہی ستار
کہین کوئل کا ہی شور اور پپیہے کی پکار
رقص کرتے ہین کہین عشوہ گران فرخار
باغ مین سبزۂ خوابیدہ ہوا ہی بیدار
جام لالہ مئی عشرت سے ہوا ہی سرشار
زاہد خشک ہوا بادہ کشی کو طیار
بخت خفتہ تھا ہمیشہ سے ہوا اب بیدار
شور سے گونجے نکیون گنبد و در و دیوار
طائر رنگ چمن اوڑنیکو اب ہی طیار
مجھکو لازم ہی کرون شکر خدائے غفار
فروری ماہ کی پچیس کو پایا ہی قرار
بخشیے آکے مرے گھر کو گلستان کی بہار

سوانح عمری
جناب مولوی محمد رستم علی خان صاحب
ادیب
مصنف دیوان مرغوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق سخن آفرین محال ہی اور نعت پیمبر سید مرسلین بیرون از وہم وخیال ناچار عنان اشہب خامہ اس راہ صعب گذار سے منعطف کرکے ماہران دقائق نکتہ دانی و واقفان غوامض شیوا بیانی کی خدمت مین گزارش ہی کہ راقم سطور قصیر البلاع قلیل المتاع احقر عباد اللہ السبحان محمد رستم علیخان ادیب تخلص ابن محمد ابو علیخان کا مسقط الراس شہر فرخ آباد ہی اور سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین کتمان عدم سے عالم وجود مین آیا چنانچہ نیاگان احقر نے دو مادہ تاریخ تولد پائی ایک (لخت جگر) ۱۲۵۳ھ دوسرا (برخوردار) ۱۲۵۳ھ ایام صغر سنی مین مجھکو اپنے خال وسط جناب مولوی محمد سعید اللہ خان صاحب مرحوم سے ابتدائے کتب فارسیہ پڑھنے کا اتفاق ہوا جب فی الجملہ حرف شناسی ہوگئی حسب ارشاد جناب قبلہ والد ماجد مغفور اکتساب علم عربی کیواسطے شہر لکھنؤ جناب حضرت اعلم العلما و افضل الفضلا حلال معضلات معقول و منقول کشاف رموز فروع و اصول خال معظم جناب مولوی محمد اکرم خان صاحب کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا جناب ممدوح نے ایسی محنت دلی اور شفقت پدری سے کتب عربیہ کی تعلیم فرمائی کہ زمانہ قلیل مین کتب عربیہ و فارسیہ کی عبارت صحیح پڑھنے کی مہارت کماینبغی حاصل ہوگئی جناب خال معظم موصوف سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین نحیف کو ہمراہ لیکر لکھنؤ سے ضلع کھیری مین تشریف لائے اوس زمانے مین شاہ اودہ کی جانب سے سید محمد حسین خان صاحب بہادر کلکٹر (?) چکلہ دار قصبہ محمدی تھے اونھین کے پاس تشریف لاکر قیام کیا اور چند دیہات چکلہ دار موصوف کی صلاح

وساطت سے پرگنہ حیدرآباد ضلع کھیری مین خرید فرمائے اوس عہد مین زمینداری کی ایسی
بیقدری وارزانی تھی کہ قلیل روپیہ کے عوض مین اس کثرت سے دیہات خرید لیے کہ سب
گانون ایک تعلقہ کے برابر ہو گئے الغرض جناب ممدوح نے دیہات کے نظم ونسق کی ضرورت کے
باعث قیام لکھنؤ کو خیرباد کہکر دیہات ہی مین رہنا اختیار کیا اور ایسے منہمک و مشتغل انتظام دیہات
مین رہنے لگے کہ راقم سطور کے پڑھنے مین بڑا حرج ہونے لگا دو دو تین تین ماہ کے بعد سبق
پڑھنے کی نوبت آنے لگی ایک روز وقت پڑھانے کے جناب اقدس نے بہت تاسف کر کے
فرمایا کہ مجھکو تیرے سبق نہونیکا بدرجہ غایت حزن وملال ہوتا ہے مگر کیا کرون ایسے امور ضروریہ لاحق
ہوجاتے ہین کہ مین سخت مجبور و بے اختیار ہوجاتا ہون بہت صحیح ہے (لکل شی آفۃ وللعلم آفات)
بالفعل مین دو تین ماہ بہت عدیم الفرصت ہون اس زمانے مین تم اپنے والدین کی قدمبوسی سے
شرف حاصل کر آؤ جب اطمینان ہوجائیگا تمکو بلا لونگا پس بموجب ارشاد والا بندگان احقر بیکدہ
پر واپس آیا زیادہ دن منقضی نہوے تھے کہ ہنگامہ غدر برپا ہوا اور ایسا طوفان قیامت خیز اٹھا
کہ جن زمینداروں سے دیہات جناب مولوصاحب قبلہ نے خرید کئے تھے اونھین نے
بہ نیت غصب دیہات عین غدر مین موضع روشن نگر مین قریب گولہ گوکرن کے جناب عالی معظم کو
مع اونکے اخ اوسط شربت شہادت پلایا (انا للہ وانا الیہ راجعون) راقم سطور کی حیات مستعار
باقی تھی کہ پہلے سے قائد تقدیر الہی نے اوس مقام رستخیز سے کشان کشان فرخ آباد مین پہنچا دیا تھا
ہنوز دونون شہیدون کے مزار خام موضع مذکور مین موجود ہین اور جو فیوض وبرکات وہان
سے ظاہر ہوتے ہین وہ باشندگان اطراف وجوانب دیہہ پر اظہر من الشمس وابین من الامس ہین
یہ حال تو راقم سطور کا چشم دیدہ ہے کہ ایک روز مین قریب مزار شریف بیٹھا تھا ایک شخص قوم کا حلوائی
باشندہ گولہ گوکرن آیا اور پانچ روپیہ مزار پر چڑھائے مین نے استفسار کیا کہ تمھاری کیا مراد

حاصل ہوئی جو تمنے یہ روپیہ چڑھائے کہا کہ چار سو روپیہ نقد مین نے ایک جگہ رکھدیے تھے کہ ہی مہینہ ہوگئے نہین ملتے تھے آج مایوس ہو کر منت مانی کہ اگر مولویصاحب کی برکت سے میرے روپیہ گمشدہ ملجائینگے تو آج ہی پانچ روپیہ نذر چڑھاؤنگا جسوقت زبان سے یہ کلام نکلا اوسیوقت مینکام تلاش روپیون ہی پر ہاتھ پڑا جیسے کیسنے لاکر رکھدیے اور اوسی مقام پر کئی مرتبہ تلاش کر چکا تھا نہین ملے تھے اور سماعی اس قسم کے بہت قصص وحکایات ہین غرضکہ جسوقت سے حضرت اقدس خال معظم داخل خلد برین ہوئے اوس زمانے سے تحصیل علم کی جو ہمت دلمین تھی وہ پست ہوگئی تاہم کتب متداولہ عربیہ منطق وفلاسفہ جناب حضرت اقدس قبلہ مولانا مولوی محمد حسن خان بہادر سب جج سابق فرخ آباد سے اور چند کتب معانی واصول وخلاصۃ الحساب جناب حضرت مولوی مردان علی صاحب بدایونی سے پڑھین فارسی کی جانب میلان خاطر فاتر قدیم سے تھا بعض کتب کے مقامات مشکلہ شروح سے حل کیے اور جو جو مقام شرح سے بھی حل نہوے وہ جناب منشی خدا بخش صاحب سے کہ فارسی مین اوسوقت یکتاے عصر تھے دریافت کیے اگرچہ عنفوان شباب مین شعر وسخن فارسی اور اشعار ریختہ اردو کا دلی شوق تھا مگر عمدہ اشعار صرف سنکر دلکو محظوظ کرتا تھا شعر موزون کرنے کا کبھی اتفاق نہین ہوتا تھا کیونکہ جناب مولانا استاذنا خال معظم کا حکم تھا کہ طالب علمی کے زمانے مین کبھی شعر نہ کہنا ورنہ تحصیل علم سے حرمان ہو جائیگا بعض احباب اہل سخن ازراہ اتحاد وبے تکلفی اپنا کلام تازہ سناتے تھے راقم سطور اپنے فہم ناقص کے موافق داد دیتا تھا اور لطف شاعری سے جو آگاہ کرتا تھا تو کمال خوش ہوتے تھے اور اگر کسی مقام پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے دخل دیتا تھا یا جرح کرتا تھا تو بطیب خاطر اوسکو پسند فرما کر قبول ومنظور کرتے تھے اوس زمانے مین شعر وشاعری کا چرچا فرخ آباد مین بہت تھا مہر سپہر سخنوری نیر اعظم فلک معنی پروری جناب قبلہ مرزا کلب حسین خان بہادر تخلص نادر کے دولتکدہ پر ہر مہینہ صحبت

مشاعرہ منعقد ہوتی تھی شہر و بیرون شہر کے شعرائے نامی بکثرت شریک ہوتے تھے اور غزلخوانی فرماتے تھے راقم سطور بھی گو شعر نہین کہتا تھا اور نہ پڑھتا تھا الا بوجہ استیلاے شوق استماع کلام سخنوران ہر صحبت مشاعرہ مین شریک ہوتا تھا غرضکہ ایک تو شوق کشان کشان لیجاتا تھا دوسرے جناب مرزا صاحب محتشم الیہ کے اخلاق کی کشش ایسی تھی کہ اوسکے باعث باوصف لحوق ضروریات موفورہ نہ شریک ہونا مشاعرہ مین دل کو پسند نہین آتا تھا بسبب ازدیاد شوق شعر و سخن چند کتب و رسائل عروض و قافیہ نہایت کاوش و جانکاہی سے بطور خود دیکھ مطالعہ سے اور بعض مشکل مقامات ماہران عروض و قافیہ سے دریافت کرکے ایسی استعداد حاصل کرلی تھی کہ شعر سنتے ہی شاعری کے محاسن و عیوب پر ذہن دوڑ جاتا تھا چنانچہ اوس زمانے مین میرے ایک دوست دیرینہ مخلص بے کینہ ناظم یکتا ناثر بے نظیر جناب مولوی سید امداد علی صاحب خطیر جناب منشی موہن لعل صاحب رئیس شہر کے صاحبزادہ لالہ شمبھو ناتھ صاحب کو اونہین کے دولت سرا پر پڑھاتے تھے بحسب اتفاق مین مکتب مین گیا تو مولویصاحب ممدوح نے موافق عادت مستمرہ از راہ بے تکلفی اپنی ایک غزل تازہ کہی ہوئی سنائی اور داد چاہی میرے ذہن ناقص مین جو بات غزل مین خوب و زشت معلوم ہوئی اوسکو بیان کردیا مولویصاحب موصوف نے قبول و منظور فرمایا اور بے تکلفی کی راہ سے کہا کہ تمکو بس یہی آتا ہی کہ دوسرے کے کلام پر اعتراض کیا کرو اور نقص نکالا کرو سو یہ بات نہایت آسان ہی مگر شعر کہنا خون جگر کھانا ہی سخت مشکل ہی وہ کبھی تمکو نہ آئیگا مین نے کہا آپکا فرمانا بجا و درست ہی مگر مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپکے ایسے عمدہ شعر تو البتہ نہین کہے جائین گے انشاء اللہ تعالی مہما امکن موزون تو کرلونگا فرمایا تمنے کبھی شعر موزون نہین کیا ہی اب موزون ہونا بھی حیز امکان سے خارج ہی مین نے کہا آپ اپنی اسی غزل کا مصرع بطور طرح عنایت فرمائیے کوشش کرونگا اگر کوئی شعر موزون ہوگیا

تو ایک ہفتہ کے بعد سناؤنگا اور نہ کہا گیا تو کبھی اس قسم کا تذکرہ بھی زبان پر نہ لاؤنگا پس مصرع لیکر مکان پر آیا صبح بضرورت فرخ آباد سے ضلع ایٹہ کو روانہ ہوا سواری بہلی کی تھی دوات وقلم وکاغذ پاس رکھ لیا سہل قوافی سے پہلے لکھ لیے ایک ایک قافیہ پر گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹہ خوب فکر کی ایک ہفتہ سفر رہا عالم تنہائی مین شعر موزون کرنیکی فکر وکاوش برابر رکھی وقت معاودت چودہ شعر کی غزل تیار ہوگئی واپس آکر مولوی صاحب موصوف کو سنائی بہت استعجاب کر کے فرمایا اگر میرے پاس سے مصرع تم نہ لیگئے ہوتے تو مجھکو تمھاری اس غزل کہنے کا ہرگز یقین نہوتا جاے حیرت ہو کہ کبھی شعر موزون نہین کیا اور ایسے شعر نکالے مین نے کہا مجھکو توقع تو ایک مصرع بھی موزون ہونے کی نہ تھی تائید یزدانی شامل ہوگئی کچھ شعر نکل آئے اور الحمد للہ آپنے پسند فرمائے اگر کوئی سقم وعیب ہو تو اوس سے آگاہ فرمائیے کیونکہ آپ کہنہ مشاق ہین شاعری کے عیب وصواب پر آپکی جلد نظر پہونچتی ہی فرمایا واللہ باللہ میرے خیال مین کوئی نقص کسی قسم کا نہین آتا ہی اس غزل کو بجنسہ رہنے دینا چاہیے چونکہ یہ غزل ابتدائی ہی ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے یہان پر لکھنا خالی لطف سے نہین ہی وہ یہ ہی

صد شکر ہمین کاکل پیچان سے نکالا — اللہ نے کیا بھول بھلیان سے نکالا
ہمت نے مجھے منت دونان سے نکالا — کیا کاہ کو کوہ غم احسان سے نکالا
باقی نہ رہے اشک تو رو رو کے شب ہجر — خونناب جگر دیدۂ گریان سے نکالا
اے دل نہین پھر کیفیت ضبط خبردار — آنسو جو کوئی دیدۂ گریان سے نکالا
آدم کے لیے حیلہ ہوا دانۂ گندم — اللہ نے تری روضۂ رضوان سے نکالا
ممنون رہین گے ترے تا روز قیامت — اے موت جو رنج شب ہجران سے نکالا
خورشید قیامت کے نکلنے کی ہوئی دھوم — داغون نے جو سر چاک گریبان سے نکالا

عکس رخ روشن نے فروغ مہ و خورشید | ہر ذرۂ خاک در جانان سے نکالا
کیا صور قیامت تھے کہ سکان عدم کو | نالون نے مرے شہر خموشان سے نکالا
جب مر گئے فرقت مین ہمین گئی راحت | صد شکر اجل نے غم ہجران سے نکالا
رو یا کیے فرقت مین ہم اک پردہ نشین کی | آنسو نہ کوئی دیدۂ گریان سے نکالا
طرز ستم و برہمی عالم امکان | گردون نے تری جنبش مژگان سے نکالا
وہ جنس گران ہون کہ خریدار نے جسکو | ناکارہ سمجھکر کف میزان سے نکالا
کیونکر نہ ادیبا اوسکو ہو دنیا سے کنارا | خالق نے جسے فکر لب نان سے نکالا

اوس زمانے مین لالہ لچھمی نرائن رسا تخلص قوم رستوگی راقم سطور سے فارسی پڑھتے تھے اور سو روپیہ سال تنخواہ دیا کرتے تھے لالہ مسطور اپنی شادی کے جلسے کی تقریب مین جناب مرزا صاحب محتشم الیہ کو شریک کرنیکی غرض سے راقم سطور کو ہمراہ لیکر گئے جناب مرزا صاحب نے شرکت جلسے کی منظور فرما کر ارشاد کیا کہ جلسے مین میری شرکت اس شرط سے ممکن ہی کہ میرے یہان ہر مہینے کا جلسہ یعنی مشاعرہ ہوا کرتا ہی تم اوسمین شریک ہونے کا اقرار کرو اور فارسی تو پڑھتے ہو مشاعرہ مین غزل پڑھنے کا بھی حتمی وعدہ کرو لالہ مسطور نے شرکت مشاعرہ اور غزل طرحی کا اقرار کیا دولت و قلم سامنے رکھا تھا پیش کر کے کاغذ پر دستخط کرائے اور میری شہادت اوسی کاغذ پر لکھوائی پس بعد ختم ہو جانے ہنگامۂ شادی کے لالہ مسطور نے اس خیال سے کہ اقرارنامہ پر دستخط کرائے ہین غزل طرح کی راقم سطور سے کہلوائی اور جناب مرزا صاحب کے مشاعرہ مین جاکر پڑھی مرزا صاحب ایفای وعدہ سے بہت خوش ہوئے اور غزل کی بھی نہایت تحسین فرمائی مجھکو خیال تھا کہ کبھی غزل کہنے کا اتفاق نہین ہوا ہی ایسا نہو کہ سخندان مشاعرہ جرح و اعتراض کرین مگر الحمد للہ جملہ اہل سخن مشاعرہ کی زبان سے تحسین ہی کا کلمہ نکلا اور سب اہل مشاعرہ نے بالاتفاق فرمایا کہ آج یہ جدید غزل

پڑھتی ہی اس خیال سے پڑھنا بھی لائق تعریف ہی اور غزل بھی قابل توصیف ہی پس ہمیشہ ہر مشاعرہ
کی طرح مین غزل مین کہدیتا اور لالہ مسطور مشاعرہ مین جا کر پڑھ آیا کرتے تھے چند سال یہ حال
رہا لیکن برس کے بعد عین آغاز شباب مین لالہ مسطور بیمار ہوکر راہی ملک جاودانی ہوگئے
تھم رنج وملال احباب کے مزرع دلین بوگئے اب بھی جسوقت اونکی یاد آجاتی ہی دل بے اختیار ہوجاتا
ہی مشیت الٰہی مین بجز صبر وشکیب کے کچھ چارہ نہین غرضکہ اس طرح سے میرے غزل کہنے کا
حال اکثر احباب کو معلوم تھا مصر ہوئے کہ اب تو اپنے واسطے غزل کہا کرو اور پڑھا کرو مین نے
بوجوہ ابا وانکار کیا اونھون نے زیادہ مبالغہ فرمایا ناچار ہوکر عدول حکمی احباب مناسب نجانکر
اپنے لیے غزل کہنا شروع کی اوسوقت مین گورمنٹی ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے
عہدہ پر مامور تھا اور علم ادب بھی پڑھاتا تھا اس مناسبت سے تخلص ادیب تجویز کیا ہر طرح مشاعرہ
مین غزل لکھکر احباب مین سے کسی صاحب سے پڑھوا دیتا تھا اور کبھی خود پڑھا کرتا تھا مگر یہ
خیال ہر وقت رہتا تھا کہ کسی استاد سے مشورہ کا اتفاق نہین ہوا ہی غزل مین اسقام عیوب
ضرور ہوتے ہونگے بوجہ محبت اہل سخن حرفگیری واعتراض نہین کرتے ہین اور مشاعرہ کی مدح
وتوصیف کا کچھ اعتبار نہین کلام خوب وزشت دونون کی تحسین وآفرین ہوتی ہی کسی استاد کی
کاسہ لیسی وزلہ ربائی لابد چاہیے اور استاد بھی وہ ہون کہ جو قیود شاعری مخترعہ جناب میر علی اوسط
صاحب رشک مغفور طاب ثراہ کے پابند ہون مثل عدم جواز سقوط الف الفاظ ہندیہ کے اواخر
سے باستثنائے الف لفظ (کا) کے اور مثلاً منادی مفرد سے پہلے حرف ندا کا ضرور ہونا علی ہذا القیاس
اور سوائے اسکے کیونکہ احقر حتی الامکان پابندی قیود مذکورہ کی کرتا ہی اور جن حضرت سے مشورہ
کا اتفاق ہوگا اور وہ پابند قیود مذکورہ نہونگے تو اونکو فی الجملہ دقت ہوگی پس چند اساتذہ کی خدمت
مین بقصد استحصال دولت قدمبوس حاضر ہوا لیکن اپنی کوتہی بخت سے بے نیل مرام واپس آیا

زیارت تک نصیب نہوئی دل کی تمنا دل ہی مین رہی بالفعل مین نے دیکھا غزلین جا بجا پراگندہ
و بے ترتیب پڑی ہین سب کو ادھر اودھر سے لیکر جمع و مرتب کیا اور حروف تہجی کے اعتبار سے
ردیفین ترتیب دیکر تاریخی نام **دیوان مرغوب** رکھا اس جمع و ترتیب دیوان مین ایک
عنایت فرمائے قدیم گل بوستان سخنوری دُر دُرج معنی پروری رشک مرزا و میر جناب مولوی
محمد حاجی صاحب تخلص میسر نے جو کہ آجکل منشی شمبھو ناتھ صاحب جن کا ذکر خیر مولوی امراؤ علی صاحب
کے حال کے ضمیمہ مین گذر چکا ہی تخلص لطیف وکیل ججی و منبر جونگی فرخ آباد کے دولت سرا پر
صاحبزادونکی تعلیم فرماتے ہین میری بڑی اعانت فرمائی اسکا احسان تا حیات صفحۂ خاطر سے
محو ونسی نہوگا الغرض جب دیوان مرتب ہوگیا تو پھر وہی خیال پارینہ سوہان جان ہوا کہ اگر بغیر
ملاحظہ کیے کسی استاد ماہر مستند کے دیوان شائع و طبع ہوگا تو بقول مشہور (من صنف قد استہدف)
لوگ ہدف سہام عیب چینی بنائین گے چنانچہ چند احباب نقاد گوہر معانی صراف جوہر نکتہ دانی
کی خدمت مین اس غرض سے پیش کیا کہ نظر غائر سے ملاحظہ فرمائین اور جس مقام پر عیوب
و اسقام نظر آئین وہ بتائین بعض حضرات نے چند روز رکھکر بجنسہ واپس فرمایا کسی مقام پر
جرح و دخل نہین کیا معلوم ہوتا ہی حضرات موصوفین نے اسطرح چشم محبت سے دیکھا کہ اونکی
انظار پر انوار مین جملہ عیوب صواب معلوم ہوئے اور بعض حضرات نے چند اجزا اس طور سے
ملاحظہ کیے کہ میری رائے سے بالکل اختلاف معلوم ہوا جس شعر کو مین اپنے نزدیک اچھا
اور خلاصۂ فکر جانتا تھا وہ اونکی رائے مین قابل نکالڈالنے کے خیال کیا گیا اور جو مقصود
اصلی تھا کہ سقم و عیب پر متنبہ ہو وہ حاصل نہوا آخر الامر جناب عالم نحریر فاضل مقتدائے برنا و پیر
خسرو اقلیم سخندانی خدیو مصر شیوا بیانی حلال غوامض و معضلات سخنوری کشاف نکات دقائق
معنی پروری ذوالمجد والامجاد جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد مینیجر مدرسہ عمانیہ پور

متوطن لکھنؤ محلہ فرنگی محل کی خدمت بابرکت مین باستدعاے ملاحظۂ دیوان ایک عریضہ و اخہ
کیا اگرچہ جناب مولوی صاحب کے دولت دیدار سے ہنوز محروم ہون اور شرف قدمبوس حاصل نہین ہوا اگر
تاہم حضرت اقدس نے ذرۂ ناچیز کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ تا دیہ شکر کیواسطے تمام موے بدن
سراپا زبان ہوجائین تو بھی بقدر نقطۂ کتاب اور برابر ذرۂ آفتاب ممکن نہو یعنی بطیب خاطر عاطر
دیوان احقر ملاحظہ فرمانا منظور فرمایا اور جواب عریضہ سے اعزاز بخشا پس حسب الحکم پانچ پانچ چھ چھ
جز خدمت عالی مین بھیجتا رہا الحمد للہ قلیل مدت مین کل دیوان نظر انور سے گزر گیا اور جسطرح احقر
کو منظور تھا اوسیطرح حضرت اقدس نے امعان نظر و تعمق فکر سے اپنا حرج کار اور تضییع اوقات
فرما کر من اولہ الی آخرہ ملاحظہ فرمالیا اور بلا استدعاے احقر حکم طبع کیواسطے فرمایا راقم سطور کو
حضرت اقدس کی بدولت نکتہ چینان جہان و حرفگیران زمان کی طعن و تشنیع وجرح و اعتراض
کا جو خیال و اندیشہ تھا وہ دفع ہوگیا ع چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان ✽ پروردگار تعالی
شانہ ذات بابرکات کو اپنی مہد عافیت مین مصئون و محفوظ رکھے اب مین اپنی ملازمت گورنمنٹی کا
حال لکھتا ہون ۱۸۵۸ء مین مین ملازم گورنمنٹ سررشتہ تعلیم مین ہوا اور حکام ذوی الاحترام
نے کار مفوضہ کی حسن کارگزاری سے راضی و خوش ہوکر ضلع اسکول فرخ آباد مین ہیڈ مولوی کے
عہدہ پر مامور فرمایا جسوقت چالیس روپیہ ماہواری تنخواہ تھی اوسوقت اخذ پنشن کا اتفاق ہوا
جس روز سے ملازمت اختیار کی اوس روز سے ایک دن بھی کبھی بیکار نہین رہا الغرض جو عطایا
و نعماے الٰہی اوسکے افضال سے راقم سطور کو بذل فرمائے گئے ہین اونکا شکر طاقت بشری
سے باہر ہے مگر (ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ) بقدر سہا آفتاب اور برابر قطرہ سحاب سے بموجب
حکم رب العزت (واما بنعمۃ ربک فحدث) حیز بیان مین لاکر ہر ایک کا شکر بجالاتا ہی سب سے
بڑی نعمت اللہ تعالی جل شانہ نے یہ عطا فرمائی کہ دین محمدی پر قائم کرکے موحد حنفی المذہب

کیا اسکا شکر کسیطرح نہین ادا ہو سکتا اور یہ بہت بڑا احسان لائق شکر ہو کہ کبر سنی کے عالم مین صحت جسمانی و تندرستی اعضا کرامت فرمائی حالانکہ میرے ہمعمر مدت ہوئی راہی ملک عدم ہو گئے اور جو موجود ہین وہ ضعف اعضا اور انواع و اقسام علل و اسقام مین مبتلا ہین یہ بھی لائق شکر ہی کہ مجھکو تین فرزند سعادتمند مطیع فرمان عطا فرمائے اور ہر ایک کو صاحب اولاد کیا اس احسان کا بھی شکر بجالاتا ہون کہ مجھکو برادر قوت بازوے ناتوان خلاف اخوان زمان کہ جسکا نام محمد امیر علیخان ہی کرامت فرمایا گو عمر مین مجھسے خرد ہین مگر ایسا ذہن سلیم و طبع مستقیم اسے تعالی نے کرامت فرمائی ہو کہ جب کبھی کسی امر مین اتفاق استصواب ہوا تو رائے بہت صائب پائی گئی اس منت کا بھی تا دیہ شکر دل و جان سے لابد ہی کہ بقدر میرے گزارہ اور آذوقہ کی تنخواہ پنشن عطا کی اور مجھکو اور میرے برادر مسطور کو مواضع روشن نگر۔ و بابر پور۔ و اللیا۔ و اجان۔ و سنگھا۔ و پچپور ضلع لکھیم پور مین حصہ بیسوہ ہر ایک موضع سے مرحمت فرمایا اس عطیہ عظمی کی بجا آوری شکر ضروری ہی کہ مجھکو ایسا گنج صبر و قناعت کرامت فرمایا ہی کہ اپنے فضل و کرم سے جو کچھ قلیل و کثیر دیا ہی اوسپر صابر و قانع ہون بیجا و بے سود حرص و ہوس نہین کرتا لاکھ لاکھ شکر درگاہ ایزدی مین کہ اوسکی عنایت بے غایت سے کوئی حسرت دنیوی ول مین باقی نہین رہی صرف یہ تمنا ہی کہ اللہ تعالی شانہ اپنے مکارم و افضال سے زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا کا شرف عطا فرمائے اور سفر آخرت کہ سخت دشوار ہی ساتھ نہ کوئی یار رہی نہ مددگار رہی توشہ و زاد پاس کچھ بھی نہین پروردگار عالم بآرام و آسایش منزل مقصود کو پہنچائے اور جب وقت نزع روان ہو کلمہ شہادت ورد زبان ہو اور اپنے سوء اعمال کے باعث فرط انفعال و ندامت سے اشکباری ہے اور اللہ تعالی جل شانہ کی عنایت و رحمت اور اوسکے حبیب کی شفاعت کی امیدواری ہے آمین ثم آمین۔

راقم محمد رستم علیخان ادیب۔ ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۰۷ع۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار ابکار خسرو اقلیم سخندانی مقبول بارگاہ صمد جناب
قاضی عبد الصمد صاحب فصیح وکیل رئیس قصبہ چھبرامؤ ضلع فرخ آباد

جنت الخلد ہی دیوان نہین ورق تخیل ذکا ہی صفحا
١٣١٩ھ ١٩٠١ء
نظم تازہ گل شاداب سمن دلبر شوخ ہی دیوان کیسا
١٩٠١ء ١٣١٩ھ

دیگر

رشک شعری کا جو بہر شعر بنا نظم کی آب جدا رنگ جدا
١٩٠١ء ١٣١٩ھ
ٹکڑے ہیرے کے ہین قطعی ہین نہین در مضمون سو سر آپا یکتا
١٣١٩ھ ١٩٠١ء

دیگر

سحنی آرا سخن آرا جو ادیب طبع دراک ہی مضمون پیدا
١٣١٠ ١٣١٠
مطلع خور ہے کہان ہی مطلع ایک اک لفظ سے پیدا معنا
١٣١٠ ١٣١٠

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر بکر سخنور شیرین زبان معنی پرور شیوا بیان فخر الامجاد جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب تمنا [illegible]
برای سال طبع دیوان سراپا عشرت جناب مولوی ادیب صاحب
١٩٠١ء

پی طبع چون ادرستم علیخان کلامی کہ از شہد شیرین تر آمد
کہ ہر شعر از ان از صفای معانی مصفا تر از لولو گوہر آمد
توان دید در شاہدان مضامین ادا [illegible] دلبر آمد
برای پراشیدن ہوش سامع مصرع تاریخ [illegible] چون شمشیر آمد

زکلک گہربار شمشاد سالش | دلاویز نظم گرامی برآمد

قطعہ تاریخ طبع از شاعر یکتا جناب مولوی حافظ محمد عبد الرحمن صاحب بقا غازیپوری تلمیذ حضرت شمشاد لکھنوی

دیوان ادیب نکتہ پرور | از حسن و لطافت ست معمور
از جلوۂ شاہدان معنے | ہر بیت درو ست جلوۂ نور
از حسن سواد حرف حرفش | منظور نظر چو دیدۂ حور
مرہون معانی و مبانیش | اسرار و نکات غیر محصور
خوش گفت بقا بسال طبعش | اشعار فصیح چشم بد دور ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع نقاد سخن خجستہ نہاد جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب وکیل و مینوسپل کمشنر و وائس چیرمین ڈسترکٹ غازیپور شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

نغز گو پاک خیالات ادیب | کشور نظم سخن را والی
کرد سحبان ز رہِ تعظیمش | جای در بزم فصاحت خالی
شد چو دیوان لطیفش مطبوع | فکر تاریخ نمودم حالی
ہاتف غیب ندا زد ارشاد | نظم مطبوع کلام عالی ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ چکیدہ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نہفتہ جناب حافظ عبد السلام صاحب شگفتہ غازیپوری شاگرد جناب بقا غازیپوری

شاعر ذی ہنر و علم ادیب | مصدر جملہ کمالات مبین
چو بافضال خدا دیوانش | گشت مطبوع بحسن و آئین

رفتم از خویش ز لطف سخنش — گر دو هر صاحب فن و تحسین
بندش و معنی او پاک و لطیف — جمله ابیات حلاوت آگین
بهر تاریخ شگفته بنوشت — نیک اشعار و کلام شیرین
۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ افکار گهربار شیرین گفتار بی همتا جناب مولوی حافظ محمد عبد المنان صاحب وفا شاگرد و برادر جناب بقا غازیپوری

آن سحر بیان ادیب ماهر — کز جمله علوم هست آگاه
صیت سخنش چو نام نیکش — افتاده بشش جهت در افواه
دیوان بهار آفرینش — گلزار معانی ست واللہ
مانند خیال قامت یار — هر مصرع او بدل کند راه
از نور معانی ست هر لفظ — همچون دل مرد ایزد آگاه
بر رفق مراد اهل بینش — چون یافت طراز طبع دلخواه
خوش گفت وفا برای سالش — فرخنده کلام بارک اللہ
۱۳۱۹ھ

ولہ

چون یافت جمال طبع دیوان ادیب — تاریخ دو تا برآمد از فکر مصیب
سبحان اللہ نظم اعجاز نهاد ۱۳۱۹ — گلزار شگفته معانی عجیب ۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ طبع سخنور لطیف جناب منشی حسین علی صاحب ظریف شاگرد حضرت تمنا

ذو المجد ادیب ذو المناقب — نقاد سخن شده مسلم
دیوان لطیف داد در چاپ — بنیاد سخن نمود محکم

بنوشت ظریف سال طبعش — خوب است کلام رب عالم
۱۳۱۹

قطعهٔ تاریخ ریختهٔ قلم شاعر و ماهر نقاد جناب مولوی محمد صدر الدین احمد صاحب کیفی شاگرد حضرت شمشاد لکهنوی

سال طبع دیوان بیاد دلجوی رستم علی خانصاحب ادیب
۱۹۰۱ع

چو دیوان ادیب کامل الفن — بچاپ آمد بطرز نیک و زیبا
شده هر یک بنقد جان خریدار — که از هر منقصت آمد مبرا
پی تاریخ طبعش گفت کیفی — زهی ترکیب بندش روح افزا
۱۳۱۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتائج طبع سالک معنی پروری جناب منشی سالک رام صاحب سالک گرواری شاگرد حضرت شمشاد لکهنوی

ادیب کشور شیرین کلامی — جناب مولوی رستم علی خان
در اقلیم سخن فخر زمانه — بملک شاعری یکتای دوران
فصاحت واله طرز بیانش — کلامش دلربای نظم حسان
بلاغت را هزاران ناز و دل — زربط ذات پاکش همچو سحبان
مرتب کرد چون دیوان نادر — خریدارش بجان شد هر سخندان
فریب خوبی حسن مضامین — رباید هوش از نازک خیالان
زند نشتر بدل هر شعر رنگین — برنگ بیت ابروی حسینان
چه گویم لطف حسن بندش صاف — که از نظاره اش آئینه حیران
ز فرط شوق قصد طبع فرمود — دل احباب چه گشت شادان

رقم زد باغ نورس کلک سالک | چو سال طبع پرسیدند یاران

۱۳۱۹ھ

دیگر

چون جناب ادیب پاک نہاد | دُرِ مضمون بالماس فکرت سفت

دفتر نظم خود مرتب کرد | شور تحسین ز ہر دیار شنفت

سال تاریخ طبع دیوانش | نظم سحر فکر سالک گفت

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار شاعر نازک خیال بابو اقبال احمد صاحب اقبال تخلص اکبر آبادی شاگرد رشید حضرت شمشاد لکھنوی

بلبل گلزار معانی ادیب | شاعر خوش فکر بلاغت سرشت

داد چو ترتیب کلام لطیف | تازہ و رنگین چو ریاض بہشت

خامۂ اقبال پی سال طبع | چشمۂ امید سخنور ـ نوشت

۱۳۱۹ھ

دیگر

جب جناب ادیب کا دیوان | صاف و خوشخط چھپا بفضل خدا

پاک ترتیب و صاف بندش پر | دل فصاحت کا لوٹ پوٹ ہوا

وجد کرتے ہیں ماہران سخن | سنتے ہیں جب کلام ہوش ربا

کلک اقبال نے پی تاریخ | مشرق مہر کشف دل ـ لکھا

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر نکتہ دان بی ہمتا جناب منشی شاہ
سید محمد عبد العزیز صاحب رسا بہاری شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

چون کلام ادیب شد مطبوع | بعنایات حضرت باری

در غزلہای آن کلیم کلام | یافتم لطف نغز گفتاری

آب و تاب کلام رنگینش — نزہت افزای چرخ زنگاری
مدح اشعار شاعر غبرا — بر زبان سخنوران جاری
بہر تاریخ طبع گفت رسا — گلشن سبزہ زار دلداری
١٣١٩

دیگر

دیوان ادیب نغز گفتار — باخوبی و لطف تام شد طبع
بنوشت رسا بعیسوی سال — گلدستۂ خوش کلام شد طبع
١٩٠١ع

قطعہ تاریخ رقم زدہ کلک سخنور شیرین گفتار جناب مولوی غلام قطب الدین صاحب نگار بنارسی نظامی غازیپوری شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی

سال طبع دیوان بےمثل جناب مولوی رستم علی صاحب ادیب
١٩٠١ع

کیون نہو دلفریب نظم ادیب — رشک سرمایۂ ظہیر ہے یہ
اوس سے ہوتی ہے روح کو فرحت — کس قدر نظم دلپذیر ہے یہ
کیون نہو نقش صفحۂ خاطر — کلک بے مثل کی صریر ہے یہ
دیکھتے ہین جو خوش نگاہ اسے — نظر ناز کا اسیر ہے یہ
مثل گل ہوتے ہین شگفتہ دل — بلبل شوق کی صفیر ہے یہ
کیون نہ روشن جہان ہو اس سے — مہر انور مہ منیر ہے یہ
سچ کہتے ہین ماہران سخن — صاف طرز کلام میر ہے یہ
ہو گیا ہے جو خلق مین مقبول — رحمت خالق قدیر ہے یہ
مصرع سال طبع لکھو نگار — کیا ہی دیوان بے نظیر ہے یہ
١٣١٩ھ

قطعۂ تاریخ از نتایج افکار ابکار جناب نواب صاحب والا مناقب ذو الامجاد سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب رئیس قصبۂ شمس آباد ضلع فرخ آباد

چون جعفر متخلص صمیمی — دیوان ادیب نکتہ ور دید
بنگاشت بطرز نو دو تاریخ — بی مثل کلام — نظم گردید

۱۳۱۹ — ۱۹۰۱ — ۵۸۲

قطعۂ تاریخ از ثمرات افکار سخنور سحر بیان جادو تقریر جناب مولوی محمد حاجی صاحب مسیر شاگرد از شد منشی صفیر

قطعۂ طبع دیوان جناب بلند نسب سلمہ اللہ تعالی

۱۳۱۹ھ

شکر خداوند زمین و زمان — شاد شدہ خاطر ہر شیخ و شباب
زینت تازہ زپی انطباع — یافتہ دیوان افاضت مآب
منفعل از نظم جناب ادیب — گوہر تابندہ و لعل مذاب
در نظر اہل سخن بیگمان — چشمۂ فیض ست میان دو آب
ذوق کلام شعرا پیش او — محو ز دل گشتہ چو نقشی بر آب
لفظ بمعنی ست چنان متصل — ہمچو تجلی برخ آفتاب
نالۂ عشاق ز شعرش بلند — ہست بر آتش چو فغان کباب
سال پی طبع مسیر این نوشت — باب گلستان سخن لاجواب

۱۳۱۹ھ

در صنعت مہملہ

یہ مخزن معنی جو ہوا طبع مسیر آج — دیوان کا ہر مطلع بنا مطلع انوار
اک مطلعہ میں اور بھی لکھی ہے یہ تاریخ — مصرع ہوا ہمکاسہ سلک دُرِ اسرار

۱۳۱۹ھ

در حروف غیر منقوطہ

تیار ہوا چھپکے وہ دیوان کہ جس کا
نزہت مین ہر اک نقطہ ہی رشک گل گلزار

تاریخ مسیر اوسکی ہی منقوطہ کی ضد مین
تحریر ہوئے واہ وہ اشعار دُرربار

۱۳۱۹ھ

در حروف منقوطہ

ہوئے ہین اشتہار طبع جسکے مشتہر چھپکر
وہ دیوان نشاط انگیز روح افزا ہوا عالم کا

مسیر اک ہمنے یہ تاریخ منقوطہ مین لکھی ہے
وہ گلشن خوش زبانی کا سر آرا ہوا عالم کا

قطعہ تاریخ از زادۂ فکر سخنور ظریف جناب منشی شمبھو ناتھ صاحب لطیف وکیل کچہری فرخ آباد منجملہ تلامیذ مسیر

ہی ہر اک مطلع بعینہ دُرۃ التاج سخن
مصحف معنی کی آیت ہی یہ دیوان ادیب

اوسکے ہر اک نقطہ مین پوشیدہ ہین انکا
گوہر بحر بلاغت ہی یہ دیوان ادیب

دیدۂ اہل سخن کیونکر نہ اس سے سیر ہون
نعمت خوان لطافت ہی یہ دیوان ادیب

مصرع برجستہ اک موج محیط فیض ہی
بحر الہام و کرامت ہی یہ دیوان ادیب

بن گئے اشعار عالی گلرخان علم و فضل
زیب گلزار براعت ہی یہ دیوان ادیب

ہوگیا رتبہ سخن کا عرش اعظم تک بلند
ناطقہ کی شان شوکت ہی یہ دیوان ادیب

برملا فورًا ادب نے مجھسے کہا ہی لطیف
جامع شرح فصاحت ہی یہ دیوان ادیب

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ نقاد سخن منشی احمد حسن صاحب احمد فرزند و شاگرد مسیر فرخ آبادی

دیوان ادیب وہ چھپا ہی
ہر شعر مین جسکے ہی بلاغت

ہی پاک عیوب شاعری سے
مضمون مین ہی شوکت و متانت

نقطہ نہین منہ ہی سخن کا
مصرع نہین شاہد لطافت

کاغذ سے صباحت آشکارا
حرفون سے عیان ہوئی ملاحت

احمد نے لکھی ہے اوسکی تاریخ — چھاپا گیا مخزن فصاحت ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر شیرین مقال جناب واجد حسین صاحب واجد تحصیلدار ریاست بھوپال شاگرد

ہوا طبع فضل خداوند سے — وہ دیوان پاک جناب ادیب
یہ تاریخ واجد نے کی ہے رقم — یہی آفتاب سخن ہے عجیب ۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع سخنور وحید جناب منشی کنور بہادر صاحب سعید شاگرد منشی صغیر مرحوم

مطلع نور ہی ہر مطلع دیوان ادیب — لفظ ہر ایک وہ ہے جس سے تجلی دین ہے
فکر تاریخ پی طبع جو کی ہم نے سعید — دی یہ ہاتف نے صدا چشمۂ فیض آگین ہے ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از چکیدۂ خامۂ شاعر بی نظیر جناب مولوی محمد بخش صاحب بشیر شاگرد صغیر مرحوم

طبع دیوان ادیب کا جو ہوا — پاک عیبون سے بیگمان ہے وہ
اوسکی تاریخ اے بشیر یہ ہے — دلفریب سخنوران ہے وہ ۱۳۱۹ھ

دیگر

ہو گیا مطبوع وہ دیوان خدا کے فضل سے — جسکے اک اک شعر میں سو معانی ہیں عجیب
اے بشیر اوسکا از انصاف سے لکھیے یہ سال — بوستان سخنوران ہے یا ہے دیوان ادیب ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع وقاد شاعر باتمیز مولوی عزیز احمد خان صاحب عزیز مدرس مدرسۂ جونپور شاگرد صغیر مرحوم

چو دیوان ادیب نکتہ پرور — مثال مہر در نور و ضیا غرق
شدہ مطبوع با صد رونق و تاب — برفتہ شہرتش از غرب تا شرق
عزیز این سال ہجری و مسیحی — بگفتم من بہ دو مصرع بلا فرق
برای دوستان نور بستانی ۱۳۱۹ھ
برای دشمنان است آفت برق ۱۹۰۱ع

دیگر

طبع کیا خوب ہوا شکر ہی دیوان ادیب ہوگیا عام زمانے مین کلام نایاب
اللہ اللہ ہر اک شعر ہی موتی کی لڑی اور ہر لفظ ہی خجلت دہ دُرہای خوشاب
چشم بد دور رہی نظم رہی رنگ زبان سبز مینا ہی کہین اور کہین سرخ شراب
مرحبا باغ سخن وجد مین ہین لالہ و گل کیا گئین بلبل و طوطی کو نہ ہوان حجاب
دیکھکر رنگ سخن طبع نے چاہا کہ عزیز ایسی تاریخ بھی ہو جیسی ہی نادر یہ کتاب
عیسوی فارسی و ہجری و فصلی سن ہی ایک ہی شعر مین ان سب کا ہی مرقوم حساب
یون لکھا۔ گلشن خوش باب۔ زبان مرغوب نظم سرسبز۔ ہی۔ بے مثل ریاض شاداب

قطعۂ تاریخ از سخنور موجد تازہ مضامین مولوی شمس الدین صاحب شمس خوشنویس

طبع چون از ادیب شد دیوان ہر کہ دیدش بگفت بہتر و خوب
سن طبعش چنان رقم بنمود کلکم ای شمس بس چہ مرغوب

قطعۂ تاریخ از رشحات قلم سخندان و شیرین تقریر مولوی قمر الدین صاحب نذیر شاگرد مسیر فرخ آبادی

چھپ گیا ہی ادیب کا دیوان کیا عنایات ذو الجلال ہی یہ
ای نذیر اوسکا سال طبع لکھو مظہر حلیۂ کمال ہی یہ

قطعۂ تاریخ از جلیدۂ کلک شاعر شہیر جناب مولوی ریاض الدین صاحب ریاض شاگرد مسیر فرخ آبادی

ای ریاض آج چھپا وہ دیوان نظم ہین جسمین مضامین عجیب
تم بھی از روے ادب یہ لکھدو بخدا خوب ہے دیوان ادیب

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار سخن سنج و شیرین گفتار جناب مولوی ابرار حسین صاحب ابرار برادر زادہ شاگرد

ہوا طبع دیوان پاک ادیب کہ ہی جس کا ہر شعر عشرت فزا

رقم کی یہ تاریخ ابرار نے ۔ مضامین دیوان ہیں گان صفا
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار ابکار شاعر خوش فکر ملہم از ایزد پاک جناب شاہ مولوی محمد متقی صاحب [illegible] سجادہ نشین درگاہ شیخ صاحب قدس سرہ شیخ پور ضلع فرخ آباد

چشم ہنگام سحر چون وا شد ۔ رونقی تازہ درآمد بنظر
از زمین تا بفلک پر انوار ۔ ہمہ آفاق چو ماہ انور
عشرت و عیش و طرب جلوہ نما ۔ نیست اندوہ و الم رخت سفر
چار سو زمزمۂ تہنیتی ۔ بزبان ملک و جن و بشر
نکہت آمود نسیم سحری ۔ باد میداد ز مشک و عنبر
نونہالان چمن زیب افزا ۔ در خیابان بلباس اخضر
تازگی بخش دل افسردہ ۔ غنچہ و برگ و گل و شاخ شجر
ساغر عیش بدست لالہ ۔ تاج بر فرق نہادہ عبہر
گل ریحان بشگفتہ روئی ۔ جامۂ سرخ کشیدہ در بر
بہر ایثار بشاخ اشجار ۔ غنچہا مشت پر از سیم و زر
گل سوری بسرور خاطر ۔ در گلستان طرب جلوہ گر
گل صد برگ کلاہ زرین ۔ با صد انداز نہادہ بر سر
برلب آب نمایان از دور ۔ جام عشرت بکف نیلوفر
گل مہتاب بآب و تابش ۔ طعنہا زن برخ شمس و قمر
از تماشای چنین نور و ظہور ۔ شکل آئینہ بگشتم ششدر

کاین بخواب ست که در بیداری — جلوه گر نور و طرب پیش نظر

آمد آواز بگوشم ناگاه — بی خبر نیست ترا هیچ خبر

هست این و ز چنان و ز سعید — جشن چندان کنی باشد کمتر

این همه ساز طرب بهر اوست — آنکه در عصر ندارد همسر

شاعر رشک ده میر ادیب — زیرک و عاقل و نیکو محضر

از همه افضل و اکمل بفنون — فائق از جمله بهر علم و هنر

ادب آموز نظامی از وی — در سخن گوی ز سعدی برتر

مثل خورشید جهانتاب بخلق — بعطا و بسخا نام آور

هست تا چرخ برین را دوره — تا بود روشنی شمس و قمر

هست تا سلسلهٔ ماه و سال — تا بود روز و شب و شام و سحر

رتبهٔ او بجهان افزون باد — یا الهی بحق پیغمبر

از عنایات خدا دیوانش — گشت مطبوع بطرز خوشتر

باشارات سروش غیبی — گشت ادراک چو زین بهره ور

مصرع سال بسال نبوی — گفت - دلچسپ دل اهل نظر

۱۳۱۹ھ

دیگر

سد الحمد که دیوان ادیب ذیجاه — طبع شد از کرم و لطف جناب داور

گفت ادراک نکو مصرع سال تاریخ — جلوهٔ فکر گرامی و کلام بهتر

۱۳۱۹ھ

دیگر

بی عدیل و بی مثال و بی بدل — طبع شد دیوان ادیب ذی وقار

خامۂ ادراک تاریخش نوشت … مخزن انوار صبح نوبہار ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از فکر سخنگوی نکتہ پرور منشی سید محمد محمود حمید صاحب اختر خلف منشی سید محمد حیدر رضا صاحب مضطر

مولوی رستم علی خان ادیب فہمی شرف … عالم علامہ و ذی رتبہ و عرفان مآب

شہرتی دارد کلام مستندش در روزگار … پیش اہل علم و اہل فضل و اہل الکتاب

شان دیوانش ببین ای اہل چشم یقین … ہست این دیوان بدین عاشقان ام الکتاب

خامۂ اختر چنین بنوشت سال طبع او … دیدۂ مردم نہ دید الحق چنین دیوان خواب ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از تصنیف نکتہ سنج از فنون شاعری ماہر منشی محمد حرمت خان صاحب نیر رئیس شہر فرخ آباد

چھپا کیا خوب یہ دیوان ادیب نکتہ پرور کا … کہ جس کا شعر شعری سے کہیں اعلیٰ ہے ارفع ہے

سر ہندش سے یہ تاریخ لکھی کلک نیر نے … کہا دیوان کیا تصویر کا گویا مرقع ہے ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع از نتائج خامۂ شاعر بے عدیل حکیم حاجی مولوی محمد عبد العزیز صاحب جلیل شاگرد منشی صفیر فرخ آباد

تاریخ طبع لکھنے کو جب دم لیا قلم … تختہ فلک کا تختۂ قرطاس بن گیا

پایا ہے یہ ادیب کے دیوان نے فروغ … جس پر بیاض صبح صباحت بھی ہے فدا

ہر صفحہ مثل عارض رخشان مہوشان … ہر نقطہ مشکل اختر تابندہ خوشنما

سرخی شفق کی سرخی شنگرف پر نثار … رشک شعاع مہر ہر اک جدول طلا

مانند ماہ پارے مضامین نور بار … مطلع ہر ایک مطلع شمس الضحیٰ ملا

ہر سطر مثل کاہکشان نور سے بھری … بین السطور جادۂ پر نور و باصفا

لکھی ہے جو غزل رخ تابان کے وصف میں … مضمون نور سے ہے ہر اک شعر پر ضیا

وصف بیاض گردن خوبان میں ہے جو شعر … ہے روشنی میں مطلع خورشید سے سوا

ہے جس غزل میں وصف سراپا ئے مہوشان … ہر ایک شعر نور کے سانچے میں ہے ڈھلا

الفاظ ایسے صاف کہ صدقے ہو نور مہر
معنی ہر ایک لفظ کے کالبدر فی الدجا

تاریخ سے جلیل کی روشن ہو چار سو
خورشید لازوال ہے دیوان ادیب کا

قطعۂ تاریخ خامۂ سخن گوئی وسیم منشی رحیم بخش صاحب رحیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

خدا کے کرم سے وہ چھپا ہے دیوان
کہ تھی جسکی مدت سے دل کو تمنا

کلام ادیب ایسا سحر نما ہے
جو مردہ دلون کا بنے گا مسیحا

جو گل کے ورق اسکے اوراق پائے
ہوئے مثل بلبل کے سعدی بھی شیدا

مضامین جو دیکھے تو سحبان یہ بولا
فصاحت بلاغت کا بہتا ہے دریا

تجلی معنی جو دیکھے گا صائب
وہین ہوش اوڑ جائین گے مثل موسیٰ

رحیم اسکی تاریخ تم بھی یہ لکھدو
کلام ادیب سخندان ہے یکتا

قطعۂ تاریخ افزودہ سخن سنج و صحت بخش کلام سقیم حکیم نیتانند صاحب حکیم شاگرد جلیل فرخ آبادی

ادیب سخنور کا دیوان جو دیکھا
تو سمجھے ہوئے آئینہ جوہر عشق

فصاحت بلاغت سے ظاہر ہے اوسکی
کہ قبضے مین اوسکے ہے بس کشور عشق

جو تیغ دو دم اوسکے شعرونکو دیکھا
تو پایا ہر اک مصرع بھی خنجر عشق

ہر اک لفظ دیوان کا عاشقون کو
رگ جان کے خاطر ملا نشتر عشق

الف اسکا برچھی تو بے ہے کٹاری
کہے حرف باقی وہ ہین لشکر عشق

صدف کے ہین مانند سب حرف حکیم
جو نقطے بھی ہین اسکے سب گوہر عشق

حکیم اسکی تاریخ سمت مین لکھدو
حقیقت مین دیوان ہے دفتر عشق

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر نکتہ سنج و لبیب حافظ محمد ظہور علی صاحب حبیب شاگرد جناب ادیب مصنف دیوان ہذا

ہے چھپا یہ مثل دیوان ادیب
یا کھلا اک نظم کا گلزار ہے

لکھو سال طبع اوسکا یون حبیب
دیکھو کیا ہی گلشن بنا رہا ہی

دیگر

پڑھکے سحبان بھی کلام ادیب
اب فصاحت کی راہ بھولا ہی
سال تاریخ ہم حبیب لکھو
واہ گلزار نظم پھولا ہی

قطعہ تاریخ از نتیجہ افکار سخن سنج لئیق مولوی میان خانصاحب خلیق فرخ آبادی

ادیب خوش بیان شاہ ملک فصاحت ہی
عزیز مصر معنے کوکب برج حقیقت ہی
ہی ذات پاک اوسکی مصلحت اندیش عالم مین
حقیقت مین وہ مصباح شبستان شرافت ہی
ہی دیوان زیر طبع اوس گوہر دریا عظمت کا
کہ ہر ہر شعر جسکا ماہی بحر لطافت ہی
کرون تعریف کیا ذہن رسا و طبع موزون کی
بھرا ہی جسمین مضمون کل قلت مین کثرت ہی
خلیق اوسکی کہی تاریخ دل نے عیسوی سن مین
ادیب بے ریب زیبا یہ گوہر درج بلاغت ہی

دیگر

چھپا دیوان ادیب خوش بیان کا
سخنور اوسکے سننے کو ہین مشتاق
کہی یہ عیسوی تاریخ دل نے
کلام خوب و خوش اسلوب اخلاق

قطعہ تاریخ از شاعر یکتا وحید مولوی محمد سعید خانصاحب سعید خلف مولوی میان خانصاحب خلیق

گشت چون ترتیب دیوان ادیب
شد بخوبی نکتہ سنجان را انیس
ہاتف غیبی بگفتہ از سعید
سال طبعش جیبد نظم نفیس

دیگر

کیا ہی زیبا چھپا کلام ادیب
نہین اوسکا جہان مین ثانی
صاف بندش فصیح مضمون ہی
ہی یہی خوبی سخن رانی

داد دین آ کے اس سخنور کی — ہین کہان انوری و خاقانی
اُسکی تاریخ کے نکالنے مین — تھی سعید حزین کو حیرانی
آئی غیبی ندا ہی کیا مشکل — سخن خوب لکھ با آسانی
خواہش سال عیسوی ہی اگر — لکھ عجیب و غریب لاثانی

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از نتائج طبع سخن شناس و سخن سنج نیکو سیر لالہ کشوری لعل صاحب قمر ساہوکار تلمید شمس مرحوم

کیا ہی نادر چھپا ہی یہ دیوان — اسکا ہر شعر ہی عجیب و غریب
اے قمر لکھ تو مصرع تاریخ — خوب و بے مثل ہی کلام ادیب

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از نتائج افکار سخن نکتہ پرداز لالہ رام پرشاد صاحب گوہر خلف لالہ مادھو رام صاحب جوہر

قطعہ تاریخ بطرز جدید

محو نظارہ شدہ ہر ذی علم — طبع گردید چو دیوان ادیب
از سر انتظار بہ بین ای گوہر — ظاہر وا فصیح و جادو و ادیب

قطعہ در صنعت واسع الشفتین و ذو قافیتین

کہا کرتے ہین قدردان سخن — یہی شاعری کا سکھائیگا ڈھنگ
لکھی اسکی گوہر نے تاریخ یہ — یہی قصر اشعار لائیگا رنگ

۱۳۱۹

در صنعت ذو بحرین

ہین یہ شعر ادیب وہ گوہر — نظم کی جن سے کھل گئی راہی
نو رسے لکھ تو شیدی سن لن — صاف و دلکش [illegible]

[illegible]

نور کا دیوان ہی یہ لاجواب
سمجھہ حرفون مین ہی گوہر عیان
سکتے ہین سب غیرت ماہ کمال
قلزم نادر سخن بے مثال ۱۳۱۹ھ

در صنعت غیر منقوطہ

ہر دم کلام سعد لکھو داد دو مدام
گوہر دہ مادہ کہو ہر دل کو ہو سرور
ہر طرح اسکو عمدہ و اطہر کہا کرو
روح مراد اسکو سدا سر لکھا کرو ۱۳۱۹ھ

دیگر در صنعت بینہ

ادیب کا وہ سخن ہی اعلے کہین نہ ایسا سنا نہ دیکھا
سنین سگے تعریف اسکی ہر جا جہان تہان ہر دہان سے ہم
یہ گلشن بینہ کی خوشبو مہکتی ہی گوہر آج ہر سو
کلام شستہ ادیب و جاد وصفت کرین کس زبان سے ہم ۱۳۱۹ھ

دیگر در زبر و بینہ

کیا ادیب اور اونکا کیا دیوان
لکھہ زبر بینہ مین گوہر یون
دونون کا مین سناؤن جاہ و جلال
ماہ ہر کل سپہر موج کمال ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ خامہ مہر سپہر سخنوری لالہ شیو پرشاد صاحب جوہری بن لالہ مادھو رام صاحب جوہر تخلص فرخ

یہ دیوان ادیب ای جوہری دیکھ
تو لکھدے نور کے یہ عیسوی سن
ہین گل اشعار یہ رشک چمن ہی
یہ اچھا ایک خورشید سخن ہی ۱۹۰۱ع

قطعہ تاریخ معدن دانشوری مہاراج دریاؤ سنگھ صاحب موج شاگرد جوہر

یہ دیوان ہی اس طرح پر ضیا
لکھو تم بھی لہرا کے تاریخ یون
مہ نو ہو جس طرح جلوہ فگن
یہ ای موج ہی جوش بحر سخن ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر نامی و فہیم مولوی محمد صدیق حسن صاحب کلیم شاگرد جوہری

چھپ گیا ہی جب سے دیوان ادیب ۔ کھل گئی ہی خوب آہ نظم واہ
ای کلیم اوسکی تو لکھ تاریخ یون ۔ دیکھنا صافت اوج ماہ نظم واہ ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ ناظم اشعار متین مہاراج لالمن صاحب رنگین شاگرد جوہری

سخن کیا ہی ادیب خوش بیان کا ۔ کہ جس مین نور کا مضمون ہی سب
لکھو رنگین نرالی تم بھی تاریخ ۔ اجی یہ نور کا مضمون ہی سب ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع شاعر شیرین مقال و خلیق منشی مہا دیو پرشاد صاحب لئیق رئیس فرخ آباد

ادیب نامہ پرور کا سراپا ہی سخن شیرین ۔ حلاوت ہی وہ شعرون مین کہ جیسے قند مصری مین
لئیق اک ہمنے بھی تاریخ صوری معنوی لکھی ۔ چھپا دیوان عالی تیرہ سو انیس ہجری مین ۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از ثمرات افکار بلبل بوستان سخنوری گوہر درج معنی پروری جناب مولوی سید طاہر علی صاحب طاہر شاگرد منشی صفیر

اللہ رے دیوان ادیب ذی جاہ ۔ جسنے اوسے دیکھا وہ چمن کو بھولا
طاہر نے عنادل سے کہی تاریخ ۔ دیکھا وہ گل باغ جہانی پھولا

قطعۂ تاریخ شاعر موجد تازہ مضمون منشی شنکر لعل صاحب مجنون شاگرد جوہر رئیس فرخ آباد

کیا چھپا ہی ادیب کا دیوان ۔ کھل گیا تازہ اک چمن دیکھو
باغ رنگین سخن کے دیکھنے والو ۔ گل اشعار کا وطن دیکھو
آکر کیون نہ پائے عالم مین ۔ ہی یہ رشک در عدن دیکھو
ان دنون شاہد معانی کا ۔ عاشقان سخن چلن دیکھو

مشک اشعار کے مہکنے سے
سارا دیوان بنا ختن دیکھو
کیا مضامین نکیلے لکھے ہین
طبع عالی کا بانکپن دیکھو
فکر رنگین یہ کہتی ہی مجنون
دیکھو گلدستۂ سخن دیکھو
۱۳۱۹

قطعۂ تاریخ از سیاح قلزم معانی غواص بحار نکتہ دانی شاعر بلیغ فصیح جناب مولوی سید محمد اسمعیل صاحب ذبیح وکیل تلمیذ حضرت داغ فصیح الملک

دیوان جناب مستطاب بندہ
از طبع جدید یافت ہر گہ تشریف
گویا کہ نگار مہر طلعت مہ رو
سر برزدہ از لباس خوش رنگ و لطیف
از بسکہ شرف بگل دو دین دارد
زیباست بگومیش چہ دیوان شریف
دریای لطافت ست جاری ہر سو
از بحر طویل او ہم از بحر خفیف
گفتند ز بہر سال طبعش ز ذبیح
گفتا۔ سیداہی استعارات لطیف
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع صراف نقود معنی پروری شاعر بی نظیر حکیم محمد امیر صاحب تخلص فوق قدیم تخلص خرد جدید نبیرۂ استاد شوق

ادیب ہند کو بہزاد سمجھے
اور اس دیوان کو بستانی مرقع
تصاویر مضامین سے چھلکتا
اگر یہ دیکھتا مانی مرقع
خرد تاریخ مین بھی ہو منور
جو مہر و مہ یہ نورانی مرقع

سر جوڑ فلک امر کر کے سب گئے

چھپا ہوا قد ارشد فی شہر

دیگر

اگر جویند در افصح بیانے — زبان دان فصاحت عمدۂ ہند

ہمہ گویند دیوان ادیب ست — خیابان فصاحت عمدۂ ہند

گہر سفتند در تاریخ طبعش — ثنا خوان فصاحت عمدۂ ہند

خرد گفتا ز سر پای ہاتف — گلستان فصاحت عمدۂ ہند

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر یکتا و وحید مرزا مغل بیگ صاحب رشید شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

دیوان آراستہ چو از طبع — اُستاد ادیب قبلۂ من

بنوشت رشید مصرع سال — دیکھو دیوان شگفتہ گلشن

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر سخندان منشی واحد بخش صاحب شادان

نائب مدرس مدرسۂ رکاب گنج فرخ آباد شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

چھپا میرے اُستاد کا جب کہ دیوان — ہوئے شاد و خرم سخندان ماہر

وہ دیوان گویا ہی کان لآلی — جو ہی نظم وہ رشک نظم جواہر

یہی لکھو اوسکی تاریخ شادان — فصاحت کا ہی باغ با زیب و نادر

۱۹۰۱ع

قطعۂ تاریخ از شاعر رشک جرأت حافظ ہزار میر خان صاحب

نابینا بصیر تخلص شاگرد ادیب مصنف دیوان ہذا

ادیب استاد کا دیوان چھپا جب — ہوا مطبوع طبع اہل ادراک

بصیر اوس کا یہی مصراع تاریخ — کلام بے نظیر و طیب و پاک

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک گہر سلک شاعر سخنور رشک کلیم قاصی سید علی حسین صاحب علیم وکیل تلمیذ منشی صفیر صاحب فرخ آبادی

طبع ہو کر جب ہوا مطبوع طبع ‏ ‏ گلشن بیخار دیوان ادیب
مجھسے فرمایش ہوئی تاریخ کی ‏ ‏ سر پر آنکھون پر ہے فرمان ادیب
ہو نہیں سکتی ہو توصیف کمال ‏ ‏ بڑھکے گردون سے بھی ہے شان ادیب
مین ہی کچھ تنہا نہیں مدحت سرا ‏ ‏ ایک عالم ہے ثناخوان ادیب
کرتے ہین وصف ادیب خوش بیان ‏ ‏ شاعران و نکتہ سنجان ادیب
کیون نہ پھر شیدا بیانی ہوشیار ‏ ‏ نظم جب دل سے ہے قربان ادیب
مصرع اوسکے سال کا یہ ہے علیم ‏ ‏ دفتر الفت کا ہے دیوان ادیب
١٣١٩ھ

دیگر

پسند اہل معنی ہے یہ دیوان ‏ ‏ ادیب نکتہ پرور کی زبان ہے
علیم اس طرح لکھو فارسی سال ‏ ‏ کلام شاعر شیرین بیان ہے
١٣١١

قطعۂ تاریخ چکیدۂ کلک سخنور نامی جناب مولوی حافظ محمد علی صاحب فارغ وکیل غازی

علم فراخت چو رستم علی ادیب بہ نظم ‏ ‏ بہ پیش قوت او کار دیگران شد پست
ز بہر طبع کلامش بعیسوی گفتم ‏ ‏ سپہ لے ادیب بمیدان نظم رستم ہست
١٩٠١ء

دیگر

کلام پاک و نفیس ادیب را انگر ‏ ‏ کہ ہست جان لطافت تمام اعجاز
سروش سال مسیحی ز بہر طبعش خواند ‏ ‏ ادیب رستم میدان نظم با اعزاز
١٩٠١ء

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع لطیف منشی نواری لعل صاحب لطیف وکیل کچہری منصفی فرخ آباد

دیوان ادیب اندنون کیا خوب چھپا
خطار شک خط سبز خطان دیکھو

تاریخ مسیحی یہ لطیف اوسکی ہوئی
گلزار فصاحت تر و تازہ دیکھو
۱۹۰۱

تاریخ طبع دیوان معجز بیان جناب مولوی محمد رستم علیخان ادیب از نتیجہ سرا پا معائب فتح محمد تائب

کیا کیا ہوے ہین دہر مین اُستاد سحر فن
کیا کیا گزر گئے ہین سخندانِ بے نظیر

آخر فلک نے خاک مین اون کو ملا دیا
اپنے عروج فن سے جو تھے آسمان سریر

خاموش سو رہے ہین بزیر زمین مگر
اونکے کلام اونکے کمالون پہ ہین مُشیر

ہر مصرعہ بولتا ہو کہ تھے فردِ انتخاب
ہر بیت کہہ رہی ہو کہ اونکا نہین نظیر

وہ مصحفی و آتش و ناسخ کے زور شور
دیوان درد و دفتر سودا کلام میر

ذوق و نسیم و مومن و غالب کی شوخیان
اور وہ متانتِ سخن حضرتِ اسیر

اُردو کی شاعری کا انھین پر تھا اعتماد
ہر ایک انکا آپ ہی اپنا ہوا نظیر

لیکن یہ کہہ رہے ہین سخندان بالاتفاق
دیوانِ ادیب کا بھی ہو بے مثل و بے نظیر
۱۹۰۱

تائب فضول ہو تجھے مضمون کی تلاش
ہو یہ مقولہ مصرعۂ تاریخ بے نظیر

غلطنامۂ دیوان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	کے	کی	۱۲	۸	ہی	ہے	۲۰	۸	ترسے	مری	۲۵	۱۵	کی	کے
۶	۱۱	ہٹی	سہٹے	۱۷	۲	مری	ترےسے	//	۱۶	تری	ترےسے	۲۷	۱۳	کی	کے
//	۱۳	میری	ایسی	۱۹	۱۱	ترےسے	تری	۲۴	۷	کے	کی	۲۸	۱۸	ہی	ہے
۷	۱۳	سے	کے	۲۰	۱	بیلا	میلا	//	۱۰	ے	ی	۲۹	۷	ترسے	تری
۱۲	۶	پہ	پر	//	۳	ہے	ہاتھا	۲۴	۲	ہمارے	ہمارے	//	۹	ہاگی	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۸	اوسکی	اوسکے	۷۵	۸	کے	کی	۱۱۶	۴	کے	کی	۱۷۰	۷	ترے	تری
۳۳	۱۸	ہے	ہی	″	۱۰	ہی	ہو	″	۶	کا	پر	[illegible]	[illegible]	ہی	[illegible]
۳۴	۷	کے	سے	۷۸	۳	کیسکے	کیسکی	۱۱۷	۲	کے	کی	۱۷۶	۱۵	پہ	پہر
″	۱۷	دلدا	دلدار	۸۰	۱۵	مرے	مری	″	۴	سے	کے	۱۸۱	۳	اوس	اس
۳۶	۱۳	کے	کی	۸۲	۵	آتی ہو	آتے ہی	″	۱۳	تری	ترے	۱۸۲	۷	ہوگئے	ہوگیا
۳۷	۱	ترے	تری	″	۱۲	پھرے	پھری	۱۱۹	۹	ہو	ہین	۱۸۹	۳	اوسکی	اوسکے
۴۰	۱۲	ساری	سارے	۸۹	۸	قصر	صبر	۱۲۲	۵	مرے	مری	″	۴	ہو	ہین
″	″	ہوگئی	ہوگئے	۹۰	۸	بھرنا	بھرتا	۱۲۳	۱۱	اپنی	اپنے	۱۹۳	۱۷	ہو	ہی
″	۱۷	ہین	ہی	۹۱	۶	نکی	نکے	۱۲۴	۲	رہی	رہے	۱۹۵	۳	تو	دو
۴۲	۱۴	اوسکے	اوسکی	۹۳	۳	مردآئین	سرآئین	۱۲۸	۲	کے	کی	۱۹۹	۶	ترے	تری
″	۱۹	دیکھا	دکھا	۹۴	۶	ہی	ہو	۱۳۲	۳	اوسکا	جسکا	۲۰۳	۱۶	کو	گو
۴۳	۱۷	کی	کے	″	۱۱	دیتے	دیتی	۱۳۶	۳	نہین	نہ ہو	۲۱۱	۱۰	کے	کی
۴۶	۳	کے	کی	۹۶	۱۸	پھولون	زخمون	۱۴۰	۷	[illegible]	[illegible]	۲۱۲	۶	فروز	فروز
۴۸	۲	اوسکے	اوسکی	۹۸	۱۶	بہی	رہے	″	۸	تمھارے	تمھاری	۲۱۴	۱۲	تو کو	آئے
″	۱۸	ہماری عشق بین	ہمارے عشق بین	۱۰۰	۳	جب	چب	۱۴۲	۸	کی	کے	۲۱۶	۱۷	اپنے	اپنی
۴۹	۱۱	کے	کی	″	۱۴	مرے	مری	۱۴۳	۲	مرے	مری	۲۲۸	۹	کے	کی
۵۱	۱۲	برآئے	برآئی	۱۰۱	۴	آئی	آئے	″	۹	ایسے	ایسی	۲۳۳	۱۲	ہی	ہو
۵۳	۱۸	کے	کی	″	۱۱	بچھڑکے	بچھڑکی	۱۴۶	۱	کہین	کہون	۲۴۰	۷	کو	ہو
۵۴	۴	اوسکی	اوسکے	″	۱۳	خار	یار	″	۶	تیغ غم	تیغ غم	۲۴۸	۶	حضرت	حیرت
۵۵	۱۲	اعیار	اغیار	۱۰۴	۴	تری	ترے	″	۱۳	کی	کے	۲۴۹	۶	ہمارے	ہماری
۵۶	۱۳	نہون	نہو	۱۰۷	۹	اپنے	اپنی	۱۴۷	۳	رہی	رہے	″	۱۱	آئے	رہے
۵۸	۳	بالی	بالے	۱۰۸	۱۴	تو ہو	تو ہی	۱۴۸	۱۲	کے	کی	۲۵۳	۱۶	سی	اسی
″	۷	اوسکی	اوسکے	۱۰۹	۱۳	[illegible]	[illegible]	۱۵۲	۱۸	ترے	تری	۲۵۵	۱۳	کے	کی
″	۱۵	خوشاآب	خوشاب	″	۱۷	بکتی	بکتے	۱۵۳	۱۹	دیکھا	کا	۲۵۶	۵	ہے	ہو
۶۱	۳	رنگ	برنگ	۱۱۱	۱	اب	کب	۱۶۳	۴	آگئے	آکے	۲۶۰	۸	گہری	[illegible]
۶۳	۷	کی	کے	۱۱۲	۵	کے	کی	۱۶۴	۱۶	کرکے	[illegible]	۲۶۹	۹	سرگی	[illegible]
۶۶	۱۱	کے	کی	″	۱۹	کے	کی	[illegible]	۱۷	مری	مرے	۲۹۱	۶	لیا	کیا
۶۷	۴	ہی	ہو	۱۱۳	۱۴	کی	کے	۱۶۶	۱۵	کے	کی	[illegible]			
۷۱	۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۳	تری	ترے	۱۶۹	۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
″	۱۰	تماشا	شرمسار	″	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۹	ہی	ہو	[illegible]			